بچوں کا ادب اور تربیت: "تعلیم و تربیت" کا تجزیاتی مطالعہ

مقالہ برائے ایم۔ فل (اُردو)

مقالہ نگار:

سیدہ طیبہ بتول

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اکتوبر ۲۰۲۳ء

بچوں کا ادب اور تربیت: "تعلیم و تربیت" کا تجزیاتی مطالعہ

مقالہ نگار:

سیدہ طیبہ بتول

یہ مقالہ

ایم۔ فل اُردو

کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا

فیکلٹی آف لینگویجز

(اُردو زبان و ادب)

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اکتوبر ۲۰۲۳ء

مقالے کے دفاع اور منظوری کا فارم

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انھوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے، مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف لینگویجز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالے کا عنوان: بچوں کا ادب اور تربیت: "تعلیم و تربیت" کا تجزیاتی مطالعہ

پیش کار: سیدہ طیبہ بتول، رجسٹریشن نمبر: 5M/Urdu/S20

ماسٹر آف فلاسفی

شعبہ: (اردو زبان و ادب)

ڈاکٹر ارشاد بیگم

____

نگران مقالہ

ڈاکٹر جمیل اصغر جامی

____

ڈین فیکلٹی آف لینگویجز

تاریخ: ________________

اقرار نامہ

میں سیدہ طیبہ بتول حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ اس مقالے میں پیش کیا گیا مواد میرا ذاتی ہے اور نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد کے ایم۔ فل اسکالر کی حیثیت سے ڈاکٹر ارشاد بیگم کی زیر نگرانی میں مکمل کیا ہے۔ میں نے یہ کام کسی یونیورسٹی یا ادارے میں ڈگری کے حصول کے لیے پیش نہیں کیا ہے اور نہ آئندہ کروں گی۔

سیدہ طیبہ بتول

مقالہ نگار

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

اکتوبر ۲۰۲۳ء

فہرست ابواب

عنوان	صفحہ نمبر
مقالے کے دفاع اور منظوری کا فارم	iii
اقرار نامہ	iv
فہرست ابواب	v
Abstract	viii
اظہار تشکر	x
باب اول: موضوع کا تعارف اور بنیادی مباحث	۱
الف۔ تمہید	۱
i۔ موضوع کا تعارف	۱
ii۔ بیان مسئلہ	۲
iii۔ مقاصد تحقیق	۲
iv۔ تحقیقی سوالات	۲
v۔ نظری دائرہ کار	۳
vi۔ تحقیقی طریقہ کار	۵
vii۔ مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق	۵
viii۔ تحدید	۶
ix۔ پس منظری مطالعہ	۶
x۔ تحقیق کی اہمیت	۷
ب۔ اسلام میں بچوں کی تربیت کے رہنما اصول	۸
ج۔ مفکرین اور لارنس کوہلبرگ کے نزدیک بچوں کی اخلاقی نشوونما	۱۵
د۔ پاکستان میں بچوں کے ادب کی روایت	۲۱

ہ۔رسالہ "تعلیم وتربیت" کا تعارف ۳۶
و۔رسالہ "تعلیم وتربیت" میں شامل اصناف ادب کا جائزہ ۳۷
حوالہ جات ۴۳
باب دوّم: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رسالے "تعلیم وتربیت" میں موجود تربیتی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ ۴۶
الف۔عدل وانصاف ۴۷
ب۔اخوت ۵۰
ج۔مساوات ۵۴
د۔ نرم خوئی وشیریں کلامی ۵۶
ہ۔اطاعت وفرماں برداری ۶۰
و۔امانت داری ۶۳
ز۔بہادری ۶۷
ح۔انسانیت کی بھلائی ۷۱
ط۔ایثار وقربانی ۷۵
ی۔بزرگوں کی عزت ۷۹
ک۔ادب وسلیقہ ۸۰
حوالہ جات ۸۵
باب سوّم: رسالے "تعلیم وتربیت" میں لارنس کوہلبرگ کی تھیوری "اخلاقی نشوونما" کے عناصر کا تجزیاتی مطالعہ ۹۲
الف۔ہمدردی ۹۲
ب۔سچائی ۹۷
ج۔احسان ۱۰۱

د۔ بے غرضی اور خلوص	۱۰۵
ہ۔ حسن سلوک	۱۰۹
و۔ دوستوں کے حقوق کی پاسداری	۱۱۴
ز۔ مستحق لوگوں کی مدد	۱۱۹
ح۔ جزاو سزا	۱۲۳
ط۔ ایفائے عہد	۱۲۷
ی۔ لوگوں کی حق تلفی سے اجتناب	۱۳۰
ک۔ فرض شناسی اور احساس ذمہ داری	۱۳۳
گ۔ ماحصل	۱۳۹
ل۔ تحقیقی نتائج	۱۴۲
م۔ سفارشات	۱۴۳
حوالہ جات	۱۴۴
کتابیات	۱۵۰

ABSTRACT

Title: "Children's Literature and Training: An Analytical Study of Children's Magazine "Taleem o Tarbiat"

In a country, the children are the carriers of hope for the future. It is imperative that children get the best possible education in order to create a better society and culture. The Chinese have an adage that goes: "If you are plaining for one year, plant grain; if you are plaining for 10 years, plant trees; if you are plaining for a hundred years, plant children." Children's informal education, which complements the formal education received at school, is heavily dependent on the wide range of reading materials available to them in the home. Children's literature offers a wide range of amusement in addition to the instruction found in traditional textbooks. While the words and phrases presented in children's books are certainly important, how they are presented is perhaps more so. When crafting stories for children, authors and publishers must give careful thought to a wide range of language possibilities, narrative structures, and presentational approaches. Each language has its own set of cultural and social norms. Yet, literature is evolving on a global scale, and Urdu is doing its part to contribute to this field by publishing a number of magazines. The thesis "Children's Literature and Training: An Analytical Study of Children's Magazine "Taleem o Tarbiat" was written as part of a larger research project examining the role of children's magazines in shaping young mind.In this regard,the primary sources children Magazine

“Taleem o Tarbiat” were studied and analysed the content in them.apart from the primary sources,the books,research articles and thesis written on the education and training of children were also used.

There are three main sections to the thesis. The first chapter discusses the education and training of children in accordance with Islamic teachings. In addition, philosophers, such as Lawrence Kohlberg, provide their perspectives on children's moral development. In addition, some background information on the development of children's books in Pakistan is included. “Taleem o Tarbiat”, a literary journal, is briefly described in the conclusion. The second chapter provides an analysis of the training components of the chosen magazine in the context of Islamic teachings. The third chapter examines Lawrence Kohlberg's notion of moral growth in the context of the perspectives of psychologists and philosophers. In conclusion, it was proposed that the magazine “Taleem o Tarbiat” should also take patriotism, historical contents, and children’s’ psychological education into account as a future recommendation.

اظہارِ تشکر

سب سے پہلے میں اس پاک ذات کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے ہمیں پیدا کیا اور بیان کی قوت دی۔ علم کی نعمتوں سے نواز اور وہ کچھ سکھایا جسے ہم نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا نوازش اور مہربانی کہ انھوں نے مجھے اس قابل بنایا کہ آج میں اپنا ایم فل مقالہ مکمل کرنے کے قابل ہوئی۔ محسن کائنات پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام جنھوں نے تعلیم کی رہنمائی کے لیے ہمیں اپنا ذاتی نمونہ پیش کیا۔

اس کے بعد میں اپنے والدین کی بے حد ممنون ہوں جن کی محبت، محنت اور دعا نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے۔ میرے والد سید تصور حسین کی سرپرستی نے مجھے ہر طرح کی پریشانیوں سے محفوظ رکھا اور ہمیشہ اپنی ضروریات پر میری ضروریات کو ترجیح دیتے ہوئے اُن کو پورا کرنے کی کوشش کی اور مجھے ایسا ماحول فراہم کیا جہاں میں اپنی تعلیم کو جاری رکھ سکوں۔ میں اپنی بہن حنا بتول اور بھائی فصیح علی کی بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے ہمیشہ میری ڈھارس بندھائی اور میرے لیے دعا گو رہے۔

میں اپنی نگرانِ مقالہ ڈاکٹر ارشاد بیگم کی شکر گزار ہوں جن کی رہنمائی، حوصلہ افزائی نے مجھے اس مقام تک پہنچایا۔ موضوع کے انتخاب سے لے کر مقالے کی تکمیل تک ہر مرحلے میں ان کا تعاون حاصل رہا۔ ان کے علاوہ میں نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد کے تمام اساتذہ جن میں ڈاکٹر فوزیہ اسلم، ڈاکٹر صائمہ نذیر، ڈاکٹر نعیم مظہر، ڈاکٹر بشریٰ پروین، ڈاکٹر رخشندہ مراد، ڈاکٹر نازیہ یونس، ڈاکٹر صنوبر الطاف، ڈاکٹر شفیق انجم، ڈاکٹر عابد حسین سیال، ڈاکٹر محمود الحسن کی شکر گزار ہوں جنھوں نے ایم فل کے دوران ہمیں تحقیق کے فن سے آشنا کیا۔ اپنے تمام دوست احباب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتی ہوں جنھوں نے دورانِ تحقیق کسی نا کسی حوالے سے میری مدد کی۔ ثنا ملک، خالد توفیق بھائی اور ذیشان بھائی بہ طور خاص شکریے کی مستحق ہیں جنھوں نے اس تحقیقی کام میں ہر ممکن مدد فراہم کی۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے والد، بہن بھائی، اساتذہ اور میرے دوستوں کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔

سیدہ طیبہ بتول

سکالر ایم۔ فِل اُردو

اگست، ۲۰۲۲ء

باب اول:

موضوع تحقیق کا تعارف اور بنیادی مباحث

الف۔ تمہید:

i موضوع کا تعارف:

بچے قوم کا مستقبل ہوتے ہیں۔ بچوں کی اچھی تعلیم، مناسب تربیت، عمدہ پرورش ضروری ہے۔ کیونکہ اسی طرح وہ آنے والے وقت میں مہذب شہری بن سکتے ہیں۔ جس سے قوم کی ترقی کی اُمید لگائی جا سکتی ہے۔ بچے کی تعلیم و تربیت کا آغاز اُس کے گھر سے شروع ہوتا ہے۔ اس تربیت کا اہم ترین حصہ والدین اور بالخصوص ماں کا ہوتا ہے جو ماں بچے کو سکھاتی ہے بچہ وہ سیکھتا ہے۔ بچے کی تعلیم و تربیت میں گھر کے علاوہ معاشرہ بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچوں کی تربیت کے لئے عالمی دنیا میں جہاں بچوں کا ادب تخلیق کیا جارہا ہے وہیں اُردو ادب میں بچوں کی تربیت کے لئے بہت سے رسائل پاکستان سے بھی شائع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مجوزہ مقالے میں بچوں کے اہم رسالے "تعلیم و تربیت "کا تربیتی عناصر کے حوالے سے تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ اب تک جاری ہے اور بچوں کے لیے تمام تر تفریح کے سامان کے ساتھ ساتھ تربیتی حوالے سے اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

ماہنامہ "تعلیم و تربیت "۱۹۴۱ء میں مولوی فیروز الدین کے بیٹے ڈاکٹر عبد الوحید خان کی سرپرستی میں جاری ہوا۔" تعلیم و تربیت "بچوں کا ایک انتہائی اہم ادبی رسالہ ہے اس کا مواد معلوماتی، سائنسی، اخلاقی اور تفریحی تحریروں پر منحصر ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں منتخب رسالے کا تربیتی عناصر کے حوالے سے تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے کہ یہ رسالہ کس حد تک بچوں کی تعلیم و تربیت میں معاون اور مددگار ہے۔

تحقیقی مقالے میں جن تربیتی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے ان میں ہمدردی، بھائی چارہ، سچائی، امانت داری، بہادری، ایثار، بزرگوں کی عزت، دوستوں کے حقوق کی پاسداری، مستحق لوگوں کی مدد، عدل و انصاف، اطاعت و فرماں برداری، انسانیت کی بھلائی وغیرہ شامل ہیں۔

ii۔ بیان مسئلہ:

بچے قوم کا سرمایہ ہیں ان کی اچھی تعلیم و تربیت کسی بھی قوم کی اولین ترجیح ہوتی ہے۔اس تحقیقی مقالے میں بچوں کے منتخب رسالے "تعلیم وتربیت "کا تربیتی عناصر کے حوالے سے تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ "تعلیم وتربیت "بچوں کے اہم ترین رسائل میں سے ایک رسالہ ہے لیکن حد درجہ اہم ہونے کے باوجود اس پر تربیتی عناصر کے حوالے سے کسی قسم کا تحقیقی کام نہیں ہوا اس تحقیقی مقالے میں منتخب رسالے کو بچوں کی تعلیم وتربیت اور اخلاقی نشو ونما کے زاویے سے جانچا گیا ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے اہم، جدید اور منفرد تحقیقی کام ہے۔ آج کا بچہ ٹیکنالوجی سے بہت متاثر ہے۔ بچے سُپر مین جیسے کرداروں کو پسند کرتے ہیں لیکن ان کی حقیقت کو نہیں پہچان پاتے کہ یہ سُپر مین یا سپائڈر مین عمارتوں کو پھلانگتے ہوئے کیسے دوسروں کی مدد کرتے ہیں اور یہ جذبات ہمدردی وایثار کے ہیں۔ تربیتی عناصر کا تمام تر جزئیات کے ساتھ تفصیلی بیان "تعلیم وتربیت "میں موجود مواد کا وصف اور خصوصیت ہے جن کا تجزیاتی مطالعہ اس تحقیقی مقالے میں کیا گیا ہے۔

iii۔ مقاصد تحقیق:

مجوزہ مقالے میں درج ذیل تحقیقی مقاصد پیش نظر رہے ہیں:

۱۔ اسلام میں بچوں کی تربیت کے رہنما اصولوں کو جاننا۔

۲۔ "تعلیم وتربیت "میں بچوں کی اخلاقی نشو ونما کے عناصر کا تجزیہ و تفہیم کرنا۔

۳۔ "تعلیم وتربیت "میں تربیتی عناصر کا مطالعہ کرنا۔

iv۔ تحقیقی سوالات:

مجوزہ مقالے میں درج ذیل تحقیقی سوالات پیش نظر رہے ہیں:

۱۔ بچوں کی اخلاقی تعلیم و تربیت کے حوالے سے رسالے "تعلیم و تربیت "میں اسلامی تعلیمات کا پرچار کس طور ہوا ہے؟

۲۔ لارنس کوہلبرگ کے نظریے "اخلاقی نشو ونما "کی روشنی میں رسالے "تعلیم وتربیت "میں بچوں کی اخلاقی تربیت کی نوعیت کیا ہے؟

۳۔ "تعلیم وتربیت "میں تربیتی عناصر (سچائی، احسان، بھائی چارہ، حسن سلوک وغیرہ) کی پیش کش کس طرح کی گئی ہے؟

V۔ نظری دائرہ کار:

بچوں کی اخلاقی تربیت کے حوالے سے کوہلبرگ نے اخلاقی نشوونما کا نظریہ "Kohlberg's Theory of Moral Development" پیش کیا۔ اس نظریے کے علاوہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے ایک اور مضبوط، واضح اور روشن فکر اسلامی تعلیمات کی مرہونِ منت ہے۔

مغربی مفکر لارنس کوہلبرگ نے اخلاقی نشوونما کا نظریہ پیش کیا جو اسلامی تعلیمات سے مماثلت رکھتا ہے۔ کوہلبرگ نے اخلاقی سوچ کو تین سطحوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر سطح کو آگے مزید دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اسی طرح اس نظریے میں بچوں کی اخلاقی تربیت کے حوالے سے وضاحت کی گئی ہے۔ .

1 Preconventional Level

2۔ Conventional Level

3۔ Post Conventional Level

کوہلبرگ نے پہلے درجے کو دو حصوں میں تقسیم کیا، پہلے حصے میں بتایا کہ بچہ اس درجہ میں دو طرح کے اعمال سے واقفیت حاصل کرتا ہے پہلے ایسے اعمال جن پر سزا ملتی ہے، جیسے حکم عدولی کا نام دیا ہے اور دوسرا وہ اعمال جن پر سزا نہیں ملتی گویا فرمانبرداری اس میں بچہ سیکھتا ہے کہ کون سے اعمال سے سزا ملتی ہے اور کون سے اعمال سے شاباش ملتی ہے اس کے ساتھ ہی ایک فرد کے مفاد کی بات کرتا ہے۔

دوسرے درجے کے پہلے حصے میں کوہلبرگ نے بتایا کہ اس سطح پر بچہ معاشرتی رویوں سے سیکھتا ہے۔ وہ عمل جو دوسرے لوگوں کو درست لگے وہی درست ہوتا ہے اور جو دوسروں کو غلط لگے اسے غلط سمجھا جاتا ہے۔ بچہ دوسروں کے کیے ہوئے اچھے کو اچھا سمجھتا ہے جس پر بچے کو کہا جاتا ہے کہ یہ اچھا اخلاق ہے۔ اس کے ساتھ کوہلبرگ نے دوسرے حصے میں بتایا کہ جب بچہ اپنے آپ کو معاشرتی اخلاق کا پابند سمجھنے لگتا ہے اس عرصے میں بچہ ردعمل بھی ظاہر کرتا ہے اسی سطح پر باطنی اخلاقی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ بچہ اپنی آنے والی زندگی کے لیے اسی دور میں سیکھتا ہے کہ معاشرتی قوانین کی پابندی ضروری ہے اور اپنے حقوق و فرائض کو جاننے اور ان پر اپنے ضمیر کے مطابق عمل کرنے میں ہی بہتر اخلاق کا درس ملتا ہے۔ کوہلبرگ کے مطابق بچہ اس مرحلے میں معاشرتی رویے اور اخلاق کی پابندی سیکھتا ہے۔ تیسرے درجے کے پہلے حصے میں کوہلبرگ نے بتایا کہ بچہ اس مرحلے میں مکمل طور پر سمجھ جاتا ہے کہ بہتر اخلاق وہی ہے جو زیادہ سے زیادہ

لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور کسی کا نقصان نہ کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی کوہلبرگ نے دوسرا مرحلہ بیان کیا ہے جس کو کوہلبرگ نے عالمگیر مذہبی اصولوں پر عمل کا نام دیا ہے۔ اس طرح ہر انسان میں محض ذاتی، علاقائی، معاشرتی، ملکی یا ملی اخلاقی شعور ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ قدرتی طور پر انسانی نشوونما کے عالمگیر اخلاقی کردار کے لیے بھی نشوونما ہوتی ہے۔

مجوزہ مقالے میں بچوں کے منتخب رسالے میں تربیتی عناصر کے حوالے سے تجزیاتی مطالعے میں جن اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ہے وہ کوہلبرگ کے نظریے سے ہٹ کر اپنی جگہ انتہائی اہمیت کے حامل ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ دونوں میں کافی مماثلتیں موجود ہیں۔

حدیثِ نبویؐ ہے: "سب سے اچھا انسان وہ ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے"

(کنزالاعمال، حدیث نمبر ۴۴۵۴، جلد نمبر ۱۶، ص ۱۲۸)

ایک اور حدیث نبویؐ ہے: "اپنی اولاد کی عزت افزائی کیا کرو اور اُنہیں اچھے آداب سکھایا کرو"

(ابنِ ماجہ، حدیث نمبر ۳۶۷۱، جلد نمبر ۲، ص ۱۲۱۱)

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا:

"جس شخص نے بچے سے کہا آجاؤ، میں تمہیں یہ چیز دوں گا اور پھر اسے کچھ نہ دیا تو یہ بھی جھوٹ ہے۔"

(احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۹۸۳۵، جلد نمبر ۲، ص ۴۵۲)

اسلامی تعلیمات کا نچوڑ انسانیت کی فلاح و بہبود اور دوسروں کی بھلائی ہے۔ بچے چونکہ کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں تو اِسی کے پیشِ نظر ان کی تعلیم و تربیت میں ہمدردی، بھائی چارہ، سچائی، امانت داری، بہادری، ایثار، بزرگوں کی عزت، دوستوں کے حقوق کی پاسداری، مستحق لوگوں کی مدد، عدل و انصاف، اطاعت و فرماں برداری، انسانیت کی بھلائی وغیرہ جیسے اعلیٰ اخلاقی اور مذہبی اوصاف کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

لارنس کوہلبرگ کا اخلاقی نشوونما کا نظریہ اور اسلامی تعلیمات کو بنیاد بنا کر رسالے میں بچوں کے تربیتی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے کتبِ احادیث کے حوالوں کے علاوہ کوہلبرگ کی تھیوری کو سمجھنے کے لیے انگریزی میں کوہلبرگ کی کتاب "Philosophy of moral development اور

David Brown اور Molly Y.Zhou کی مرتبہ کتاب "Educational learning theories" اہمیت کی حامل ہیں۔

Vi۔ تحقیقی طریقہ کار:

مجوزہ موضوع "بچوں کا ادب اور تربیت: "تعلیم و تربیت" کا تجزیاتی مطالعہ "بنیادی طور پر ایک تحقیقی مقالہ ہے، جس میں منتخب رسالے کے مواد میں موجود تربیتی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ چونکہ مقالہ میں موجود منتخب رسالے کے مواد کو تربیتی حوالے سے دیکھنا مقصد ہے اس لیے تحقیق کے دوران دستاویزی طریقہ تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں بنیادی ماخذات یعنی "تعلیم و تربیت " کے جنوری ۲۰۱۰ءسے دسمبر ۲۰۲۰ء تک کے شمارہ جات کا مطالعہ کیا گیا ہے اور ان میں موجود مواد کا تربیتی عناصر کے حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ بنیادی ماخذات کے علاوہ بچوں کی تعلیم و تربیت پر لکھی گئی کتب، تحقیقی مضامین، مقالہ جات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف کتب خانوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جن میں نیشنل لائبریری، ادارہ فروغ قومی زبان، نذیر لائبریری نمل، ذاتی لائبریریاں، دوسرے شہروں کے کتب خانے شامل ہیں۔ تحقیق کے دوران مختلف ویب سائٹس سے بھی مدد لی گئی ہے جن میں ریختہ اور اردو پوائنٹ شامل ہیں۔

Vii۔ مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق :

مجوزہ موضوع کے حوالے سے جامعاتی سطح پر کسی طرح کا کام نہیں ہوا۔ رسالے "تعلیم و تربیت" کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے اور اس حوالے سے تربیتی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے۔ جبکہ مجوزہ موضوع کے قریب موضوعات جن پر تحقیقی کام ہوا ہے درج ذیل ہیں۔

۱۔ اسد علی اریب، مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو، اردو میں بچوں کا ادب ، شعبہ اردو ،پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۶۷ء

۲۔ حنا نفیس، رسالہ پھول اور بچوں کا ادب: ۱۹۹۰ء تا ۲۰۱۴ء، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور، س ن

۳۔ عظمیٰ نور، مقالہ برائے ایم فل اردو، بچوں کی اخلاقی تربیت میں حکیم محمد سعید کا کردار بحوالہ ہمدرد نونہال، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آبا، س ن

۴ ۔ غلام عباس، مقالہ برائے ایم فل اردو، اردو میں بچوں کا اسلامی ادب قیام پاکستان سے ۱۹۷۷تک، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۴ء

۵۔ فریدہ گوہر، مقالہ برائے ایم فل اردو، پنجاب میں بچوں کے اردو رسائل ۱۹۴۷ء تا۱۹۹۹ء، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۰ء

۶۔ فوزیہ بیگم، اردو میں ادب اطفال آزادی کے بعد، شعبہ اردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۹۴ء

۷۔ گلناز، مقالہ برائے ایم فل اردو، ماہانہ پھول کی نظم و نثر میں تربیت اطفال کے عناصر، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آبا، س ن

لیکن ان مقالہ جات میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے انتہائی اہم رسالے " تعلیم و تربیت" پہ کسی طرح کا تحقیقی کام نہیں ہوا۔ مجوزہ مقالے میں منتخب رسالے کو بچوں کے تربیتی عناصر کے حوالے سے دیکھا گیاہے جو برسوں سے شائع ہو رہاہے اور اپنی علمی اور ادبی خدمات کے ذریعے بچوں کی بہترین تربیت کرنے کے لیے کوشاں ہے۔

Viii۔ تحدید:

بچوں کے ادبی رسائل کی ایک طویل فہرست بنتی ہے۔ لیکن اِس تحقیقی مقالے میں بچوں کے قدیم اور اہم ترین رسائل میں شمار ہونے والے ایک رسالے "تعلیم و تربیت "کا انتخاب کیا گیا ہے۔ جس میں موجود مواد تحقیقی موضوع سے نسبتاً زیادہ میل کھاتا ہے۔ "تعلیم و تربیت " کی قدر و اہمیت مسلمہ ہے۔ یہ رسالہ ۱۹۴۱ء سے اپنی علمی اور ادبی خدمات سر انجام دے رہاہے ۔ اِس تحقیقی مقالے میں " تعلیم و تربیت " کے جنوری ۲۰۱۰ء سے دسمبر ۲۰۲۰ء تک کے شمارہ جات شامل ہیں۔ مذکور شمارہ جات میں موجود مواد نظم و نثر کو تربیتی عناصر کے حوالے سے پرکھا گیاہے۔ اِس سے پہلے اور اِس کے بعد کے شمارہ جات تحقیقی مقالے کا موضوع نہیں ہیں۔

ix۔ پس منظری مطالعہ:

مجوزہ موضوع پر کام کرنے کے لیے بچوں کے ادب اور تعلیم و تربیت کے حوالے سے جن کتب کا مطالعہ کیا گیاہے ان میں زیب النساء بیگم کی کتاب "اقبال اور بچوں کا ادب " یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی اشاعت ۲۰۰۰ء میں ہوئی۔ اس کتاب کے پہلے دو ابواب میں بچوں کے ادب کی ضرورت

اور خصوصیت کے حوالے سے بات کی گئی ہے تیسرے باب میں اردو میں بچوں کے ادب کی مختصر تاریخ بیان کی ہے۔کتاب کے چوتھے باب میں بچوں کے حوالے سے اقبال کی نظم و نثر اور پانچویں باب میں بچوں کے ادب کا مطالعہ اقبال کی نظر میں کیا گیا ہے۔، مشیر فاطمہ "بچوں کے ادب کی خصوصیات" اس کتاب کی اشاعت ۱۹۶۲ءمیں ہوئی ۔اس میں نو مضامین شائع ہوئے ہیں۔،ڈاکٹر خوشحال زیدی" اُردو میں بچوں کا ادب "اس کتاب کی اشاعت ۱۹۸۹ء میں ہوئی۔اس کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیاہے پہلا حصہ نظریات و مسائل کے عنوان سے ہے جس کو چار ابواب میں تقسیم کر کے بچوں کی نفسیات ،ان کے ادب ،اُس کی ضرورت ، مسائل اور بچوں کے ادب کے بنیادی عناصر کو بیان کیا ہے۔دوسرا حصہ اردو میں ادب اطفال کا تاریخی ارتقا کے عنوان سے ہے اس میں بچوں کے ادب کو چار ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے ۔تیسرے حصے میں اردو ادب اطفال کی تخلیقی اصناف کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیاہے جس میں شاعری، کہانی،ڈرامہ،ناول شامل ہیں۔

امجد علی قادری کی کتاب " اِسلامی اخلاق وآداب "اس کتاب کی اشاعت ۱۹۸۷ء میں ہوئی ۔اس کتاب میں احادیث کی روشنی میں اخلاق و آداب جن میں کھانے پینے ،لباس،خرید و فروخت کے علاوہ حسن اخلاق،والدین اور اولاد کے حقوق شامل ہیں جھوٹ اور غیبت کی مزاحمت کی گئی ہے۔تربیتی عناصر کی تخصیص کے حوالے سے اِسلامی نقطہ نظر کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیاہے اور اِس حوالے سے مختلف احادیث سے استفادہ کیا گیاہے۔ جس میں کنز الاعمال جلد نمبر ۱۶، حدیث نمبر ۴۴۵۴,ابن ماجہ جلد نمبر ۲، حدیث نمبر ۳۶۷۱، احمد بن حنبل جلد نمبر ۲،حدیث نمبر ۹۸۳۵،شامل ہیں۔ اِن کے علاوہ انگریزی کتب میں Educational learning Theories جس کو David Brown اور Molly Y.zhou نے مرتب کیا اور لارنس کوہلبرگ (lawarence kohleberg) کی کتاب "The Philosophy of moral development" کا مطالعہ کیا گیا۔

x۔ تحقیق کی اہمیت:

بچے ہمارا آنے والا کل ہیں اس لیے ان کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں۔ آج کا بچہ کل ملک و قوم کی ترقی کا اہم حصہ ہے جو ایک معمار کی حیثیت رکھتا ہے۔ کسی بھی ملک یا معاشرے کا اندازہ کرنا ہو تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس معاشرے کے عمر رسیدہ افراد کا اپنے بچوں کے ساتھ کیسا سلوک ہے۔وہ نئی نسل کی تعلیم و تربیت پر کس حد تک توجہ دیتے ہیں۔ آج کے تربیت یافتہ اور بہترین بچے ہی کل ملک کے بہترین جوان ہوں گے۔یعنی جو

بویا جاتا ہے وہی کاٹا جاتا ہے اس لئے بچوں کی تعلیم و تربیت کی جائے گی تو وہ کل ملک و قوم کی ترقی کا باعث بنے گے۔ اگر اخلاقی قدروں اور رویوں کو اہمیت دی جائے تو ہی آنے والی نسل کو مثبت اور کارآمد بنایا جاسکتا ہے اور اس طرح ملک کو بہتر اور روشن مستقبل دیا جاسکتا ہے۔ بچوں کی طرح ان کا ادب بھی اہمیت کا حامل ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بچوں کی دلچسپی کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسے ادب تخلیق کرنے کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے جس سے بچے کی اخلاقی تربیت کی جاسکے۔ اس حوالے سے پاکستان سے بہت سے رسائل شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں جن کے ذریعے بچوں کو اچھی تعلیم دی جاسکے۔ مجوزہ مقالے میں منتخب رسالے کو بچوں کے تربیتی عناصر کے حوالے سے دیکھا گیا ہے جو برسوں سے شائع ہو رہا ہے اور اپنی علمی اور ادبی خدمات کے ذریعے بچوں کی بہترین تربیت کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ موجودہ دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی کو فروغ حاصل ہے اسی کی بدولت ٹیلی-ویژن پر بہت سے بچوں کے تفریح چینل موجود ہیں جن میں مختلف کارٹون کردار بچوں کو دکھائے جاتے ہیں جیسے سپائڈرمین، سُپرمین وغیرہ جو بچوں کو بہت حد تک متاثر کرتے ہیں۔ بچے ان کرداروں کو عمارتوں اور دیواروں پر پھلانگنے کی بدولت پسند کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھ پاتے کہ یہ چھلانگ لگاتے اور عمارتیں پھلانگتے ہوئے یہ دوسروں کی مدد کے لئے جاتے ہیں اس ہمدردی، بھائی چارہ، ایثار کو سمجھانے کے لیے رسائل اہمیت کے حامل ہیں۔ رسائل میں بچوں کی پسند کے کردار، سبق آموز کہانیوں، مضامین اور نظموں کے ذریعے سے تربیت کی جاتی ہے اس حوالے سے اس تحقیقی مقالے میں منتخب رسالے تعلیم و تربیت کا بچوں کی تربیت اور اخلاقی نشوونما کے حوالے سے تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے جو حد درجہ اہمیت کا حامل ہے۔

ب۔ اسلام میں بچوں کی تربیت کے رہنما اصول:

تربیت کے معنی نشوونما پانے، مہذب بنانے یا تعلیم دینے کے ہیں۔ تربیت کا مقصد بچوں میں ایسے اوصاف پیدا کرنا ہے جن کے ذریعے دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ افضل حسین تربیت کی تعریف کچھ اس طرح کرتے ہیں:

> ”تربیت کے لغوی معنی پالنا پوسنا لیکن اصطلاح میں سیرت و شخصیت کو سنوارنا تربیت کہلاتا ہے۔“(۱)

بچے کسی بھی معاشرے میں معمار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر بچوں کی عمدہ اور مناسب تربیت کی جائے تو وہ آنے والے وقت میں مہذب شہری بن سکیں گے اور ان سے ملک اور قوم کی ترقی کی امید لگائی جاسکے گی۔

بچپن میں اگر بچوں کی دینی اور اخلاقی تربیت کی جائے تو مستقبل میں بھی وہ اس پر عمل پیرا رہیں گے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے حکمت ودانائی سے کام لیناضروری ہے۔ اس سلسلے میں چھوٹی سی چھوٹی غفلت بھی پریشانی کا باعث بن سکتی ہے کیونکہ بچپن کی عادات بڑے ہونے تک پختہ ہو جاتی ہیں۔ اسلام نے بچوں کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے رہنما اصول بیان کیے ہیں۔ جن کو مد نظر رکھتے ہوئے بچوں کی اخلاقی تربیت ممکن ہے۔ اخلاق نسل انسانی کا سب سے بیش قیمت سرمایہ ہے۔ اگر کسی بھی قوم میں اخلاقی اقدار کا خاتمہ ہو جائے تو اس قوم کو کوئی بھی طاقت تعمیر وترقی سے ہم کنار نہیں کرواسکتی۔ حضورؐ کا فرمان ہے: ''تم میں سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔''(۲) اچھے اخلاق اور کردار کی تعمیر کا سب سے بہترین دور بچپن کا ہے۔ اس عمر میں بچے جسمانی نشوونما کے ساتھ ساتھ اخلاق کا درس بھی حاصل کرتے ہیں جس سے اُن کے کردار کی بھی نشوونما ہوتی چلی جاتی ہے۔ اکثر والدین اپنی مصروفیات کے باعث بچوں کی اخلاقی تربیت پر توجہ نہیں دے پاتے اور سمجھتے ہیں کہ بچہ خود بخود بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ اچھے برے کی تمیز کرنا سیکھ جائے گا اور نیکی اور بدی کی پہچان کرنا شروع کر دے گا۔ اس کے برعکس بچہ ایک سادے کاغذ کی مانند ہوتا ہے جس پر جو کچھ بھی لکھ دیا جائے گا نقش ہو جائے گا۔ ڈاکٹر سیدہ مشہدی کے بقول:

> ''زمانہ طفلی میں بچوں کی تربیت وتہذیب پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔
> اس مدت میں ان کی تعلیم وتربیت میں اگر مناسب توجہ دی جائے تو ان کی صلاحیتیں
> اور سیرتیں سنورتی ہیں۔ دین ودنیا میں فلاح وکامرانی کے راستے نکلتے ہیں۔''(۳)

ایسے ہی اگر بچے کو بچپن میں ہی اچھے برے کی تمیز نہیں سکھائی جائے تو وہ بڑے ہونے کے بعد اخلاقی تربیت سے محرومی کے باعث آوارہ بن کر مختلف جرائم کا حصہ بن جاتے ہیں۔ جو ملک اور ملت کی پیشانی پر بدنما داغ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر سیدہ مشہدی کی رائے میں:

> ''تعلیم وتربیت سے غفلت برتنے کا نتیجہ نہ صرف افراد اور لوگوں بلکہ ملک وقوم کے
> حق میں انتہائی خطرناک اور مضر ثابت ہوتی ہے، کیونکہ غفلت کے نتیجے میں بچے ناکارہ
> اور نکمے رہ جاتے ہیں۔''(۴)

ایک اچھے انسان کی پہچان اس کا اخلاق حسنہ ہے۔ بچے کی جب نو عمری میں ہی اچھی تعلیم وتربیت کی جائے اور اُس میں اچھے اخلاق کو پروان چڑھایا جائے تو جوان ہو کر وہ ایک مہذب شہری اور اچھا مسلمان بن کر

سامنے آئے گا۔ بچوں کی اخلاقی تربیت کے حوالے سے اسلام نے بہت سے اصول بیان کیے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

ایفائے عہد:

اکثر والدین بچوں کو راضی کرنے کے لیے اُن سے وعدہ کر لیتے ہیں مثلاً اگر وہ اچھے سے پڑھائی کریں گے تو اُنھیں یہ چیز لے دیں گے لیکن بعد میں اپنے وعدے کو پورا نہیں کرتے جس کی وجہ سے بچوں میں بھی وعدہ خلاف ورزی کی عادت آ جاتی ہے۔ اسلام نے وعدے کی پاسداری کا حکم دیا۔ حضورؐ کا فرمان ہے:

> "اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کیا کرو اور نہ اس کا مذاق اڑایا کرو اور نہ ہی اس سے ایسا وعدہ کرو جس کے تم نے خلاف کرنا ہو۔"[۵]

بچوں کو وعدہ خلاف ورزی کی عادت سے بچانا چاہیے کیونکہ ایک اچھا مسلمان وہی ہے جو وعدہ کرے تو اُس کو پورا کرے چونکہ وعدہ خلاف ورزی سے آپس میں نفرت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر وعدہ کر کے پورا نہ کیا جائے تو یہ بھی ایک طرح کا جھوٹ ہے اس لیے بچوں کی تربیت کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ بچوں میں حق سچ کہنے کی عادت ڈالی جائے۔ بچوں سے جو وعدہ کیا جائے اُسے پورا کیا جائے تاکہ بچوں میں بھی وعدہ کر کے پورا کرنے کی عادت پیدا ہو۔

ہمدردی وایثار:

ہمدردی، ایثار اور قربانی کا جذبہ اصل میں انسان کی بے غرض خلوص کی علامت ہے۔ ایثار کی مثال ہم یوں لے سکتے ہیں کہ کسی شخص کو اگر ایک چیز کی خود ضرورت ہے مگر کوئی دوسرا شخص اُس کے سامنے آ جائے جو حاجت مند ہو اور یہ شخص وہ چیز اُس حاجت مند کو دے دے اور خود تکلیف میں رہے۔ اس کو ایثار کہا جاتا ہے۔ ایثار کا انسانی اخلاق میں مقام بہت بلند ہے۔ رسول اللہؐ کی اپنی شخصیت بھی اس کا بہترین نمونہ ہے اور انھوں نے دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا:

> "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس سے کنارہ کرتا ہے اور جو آدمی اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہے اللہ اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے اور جس نے کسی مسلمان سے ایک دکھ ہٹایا اللہ نے اس سے روز قیامت کے دکھوں سے ایک دکھ دور کر دیا اور جس نے کسی مسلمان پر پردہ ڈالا اللہ نے اس پر قیامت کے روز پردہ ڈالا۔"[۶]

بچپن میں ہی بچے کی ایسی تربیت کی جائے کہ اُس کے اندر ایثار کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ مثلاً اگر بچے کے ہاتھ میں کوئی بھی کھانے کی چیز موجود ہو تو اُسے کہا جائے کہ وہ چیز دوسرے بچوں کے ساتھ بانٹ کر کھائے۔ ایسے جب بچے سے دو تین بار کروایا جائے گا تو بچہ خود بخود اگلی بار بانٹ کر کھانے کا عادی ہو جائے گا اس طرح ایثار اس کے مزاج میں رچ بس جائے گا۔

شجاعت و بہادری:

مشکل وقت میں اپنے دل کو مضبوط رکھتے ہوئے مسائل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا شجاعت کہلاتا ہے۔ یہ بہادری کی علامت ہے۔ اسلام ہر میدان میں شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ انسان کی موت کا وقت مقرر ہے جب تک موت نہ آئے کوئی کسی کا نقصان نہیں کر سکتا۔ حق اور باطل کی جنگ میں لڑتے مارا جانا شہادت ہے اور یہی شجاعت اور بہادری ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! جب تم کافروں سے میدان جنگ میں ملو تو ان سے پیٹھیں نہ پھیرو۔"(۷)

بچوں کی پرورش کرتے وقت والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ وہ زندگی میں مختلف چیلنجوں کا سامنا کرنے کے قابل ہو سکے۔ اس کی مثال ہم یوں لے سکتے ہیں کہ اگر کسی قوم میں بہادری کی صفت موجود ہو تو وہ دنیا میں قیادت اور حکومت کے قابل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر بچوں کے اندر بچپن سے ہی بہادری اور شجاعت کا جذبہ اُبھارا جائے اور اُنھیں نڈر بنایا جائے تو وہ آنے والے وقت میں بے خوف اور بہادر ہو گا۔

اخوت:

اخوت کے معنی بھائی چارہ ہیں۔ اسلام میں اس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ حضورؐ سے پہلے عرب کے لوگ نسل در نسل دشمنی کا شکار تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جنگیں شروع ہو جاتی تھیں جو کئی نسلوں تک چلتی رہتی تھیں۔ آپؐ نے اس دشمنی کو محبت و اخوت سے بدل ڈالا۔ ارشاد نبویؐ ہے:

"ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔"(۸)

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کروا دو۔ مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔"(۹)

بچوں کی تربیت کرتے وقت بچوں کے اندر بھائی چارہ کا جذبہ پیدا کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ بھائی چارہ بچوں کی اخلاقی تربیت کا اہم حصہ ہے۔ بچوں کو بچپن میں ہی اس بات کا احساس دلوایا جائے کہ دوسرا اُس کا ساتھی اُس کا مسلمان بھائی ہے۔ بھائی بھائی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے پر رحم کرنا، ہمدردی سے پیش آنا، غلطیوں کو نظر انداز کرنا ایک اچھے مسلمان کی نشانی ہے۔

عدل وانصاف:

عدل کسی بھی بوجھ کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے اور اسی طرح دو فریقین کے درمیان صحیح نتیجے پر پہنچ کر فیصلہ کسی خوف وخطرے کے بغیر کرنا انصاف کے زمرے میں آتا ہے۔ عدل وانصاف کی ضرورت زندگی کے ہر ایک موڑ میں پڑتی ہے۔ عدل کے بغیر کوئی بھی معاشرہ صحت مند انداز سے ترقی نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس معاشرے میں انسانی حقوق کی ادائیگی ہو سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور جب فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو کیونکہ خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔" (۱۰)

بچوں کی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ والدین اپنے بچوں کے درمیان عدل وانصاف اور برابری کریں۔ یہ برابری کھلانے پلانے سے لے کر محبت، پیار اور تحفہ دینے الغرض ہر چیز میں ہو۔ ایک بچے کو دوسرے پر فوقیت نہ دی جائے ورنہ اس کی وجہ سے بچوں کے درمیان حسد اور دشمنی کا جذبہ آ جاتا ہے یہاں تک کہ والدین کے حوالے سے بھی منفی خیالات جنم لینا شروع ہو جاتے ہیں۔

امانت داری:

اللہ، رسولؐ اور آخرت پر جو شخص ایمان لاتا ہے وہ امانت میں خیانت نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ امانت داری بھی ایمان کا حصہ ہے۔ قران کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد ہے:

"جو لوگ اپنی امانتوں اور عہدوں کا لحاظ رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنی شہادتوں پر قائم رہتے ہیں اور جو لوگ اپنی نمازوں کا خیال رکھتے ہیں یہی لوگ باغوں میں عزت سے رہیں گے۔"(۱۱)

حضورؐ کی شخصیت مسلمانوں کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔ آپؐ کو اعلان نبوت سے پہلے ہی صادق الامین کے لقب سے جانا جاتا تھا۔ کفار مکہ بھی حضورؐ کے پاس اپنی امانت رکھواتے۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کی پرورش اور ان کی تربیت کے دوران بچوں کو حق گوئی اور امانت داری کا درس دیں۔

احسان:

احسان کے معنی بھلائی ہیں یعنی دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے جس سے دوسروں کا دل خوش ہو جائے اور آرام اور سکون میسر آئے احسان کہلاتا ہے۔ کسی بھی شخص کی مدد کرنا اس کے دکھ درد میں اسے راحت دینا کسی کی غلطی کو معاف کر دینا اور غصے کو قابو میں رکھنا بھی احسان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو چاہتا ہے۔“[۱۲]

ارشاد نبویؐ ہے:

> ”جس کسی نے میرے کسی امتی کی کوئی حاجت پوری کر دی اُس کا دل خوش کرنے کے لیے تو اُس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اُس نے میرے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا، اللہ اُس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔“[۱۳]

بچوں میں تربیت کے دوران ایسے جذبات ابھارنے کی ضرورت رہی ہے جس میں ایک دوسرے کی غلطی کو معاف کر دینا، دوسروں کو آرام پہچانے کی کوشش یا کوئی ایسا کام کیا جائے جو دوسروں کی خوشی اور مسرت کا باعث بنے شامل ہیں۔

عفو ودر گزر:

عفو ودر گزر بھی ایک اخلاقی خوبی ہے جو ہر مومن میں ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی غلطیاں معاف کرتا ہے اور مومن میں بھی یہ صفت ہونی چاہیے کہ جب غصہ آئے تو اسے فوراً ٹھنڈا کرے اور در گزر کرے۔

بچوں کی تربیت اس طرح کی جائے کہ اُن کے اندر معاف کر دینے اور اپنے غصے پر قابو رکھنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ بچوں کو اس بات کا درس دینا ضروری ہے کہ اگر ہم تلخ بات کا جواب سختی سے دیں گے اور

دوسروں کو نیچا دکھائے گئے تو اس سے اپنی زندگی سے سکون ختم ہوتا ہے۔ زندگی اجیرن ہوتی چلی جاتی ہے جبکہ معاف کر دینا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں کی عزت اور آبرو بڑھاتا ہے۔

انسانیت کا احترام:

انسان اللہ تعالیٰ کی سب سے اعلیٰ مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا۔ فرشتوں کو انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا جس سے انسان کی دوسری تمام مخلوقات پر برتری کا پتا چلتا ہے۔ لیکن انسان کو اپنا اصل مقام حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول وضوابط کے پیروی کرے اور اس کی مخلوق کے ساتھ رحمدلی کے ساتھ پیش آئے۔ انسان اگر اپنے جیسے دوسرے انسانوں کا خیال رکھے اور انسانیت کا احترام کرے تو وہ اپنا مقام حاصل کر سکتا ہے۔

انسانیت کا احترام سے مراد ہے کہ بنی نوع انسان کا اس لیے احترام کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تمام انسان بنیادی حقوق کے حوالے سے برابر ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب، علاقہ، قوم، ملک، نسل، زبان سے تعلق رکھتے ہوں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

> "اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے فضیلت دے کر برتر بنا دیا۔"(۱۴)

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

> "اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، پھر تمہیں قبائل اور گروہوں میں تقسیم کیا تاکہ تم تعارف حاصل کر سکو، یقیناً اللہ کے نزدیک عزت واحترام کا مالک وہی ہے جو تم میں زیادہ متقی ہے۔"(۱۵)

حضورؐ کی تعلیمات کا نتیجہ ہے کہ عرب معاشرہ جہاں ذات پات اور نسل کی بنا پر برتر اور کمتر سمجھا جاتا تھا وہیں ذات پات اور نسل پرستی کا خاتمہ ہوا اور حضرت بلالؓ کو صحابہ کرام سیدنا کہہ کر پکارتے اور انھیں موذن جیسے باوقار منصب پر فائز کیا گیا۔

رواداری:

کسی بھی معاشرے میں جب تک رواداری اور برداشت کا رویہ نہ پایا جائے۔ وہاں انسانی حقوق کے احترام کا خیال بھی ممکن نہیں۔ رواداری اور برداشت ہی ہے جو حقوقِ انسانیت کا جذبہ ابھارتی ہے۔ حضورؐ نے رواداری اور برداشت کی تعلیم اجتماعی اور انفرادی دونوں سطح بیان کی ہے۔ انفرادی سطح پر رواداری کو اس طرح بیان کیا ہے۔

> ”یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔“(۱۶)

اجتماعی سطح پر رواداری کو قرآن کریم میں یوں بیان کیا ہے ”: دین میں کوئی جبر نہیں۔“(۱۷)

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس کی تعلیمات تمام انسانوں کے لیے ہیں۔ اسلام رحمت کا دین ہے جس میں جبر، زور زبردستی کرنے سے روکا گیا ہے۔

ج۔ مفکرین اور لارنس کوہلبرگ کے نزدیک بچوں کی اخلاقی نشوونما:

اخلاق کسی کی بقا کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔ اچھے خلاق کی تعلیم دنیا کے تمام مذاہب میں دی جاتی ہے اور اس پر کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ انسان جانوروں سے ممتاز اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے ہی ہے۔ اگر معاشرہ تربیت یافتہ اور اصلاح پذیر ہو تو ایک صحت مند قوم ابھر کر سامنے آتی ہے۔ اور اگر معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ جس معاشرے میں اخلاق کی کمی ہو وہ معاشرہ کبھی بھی مہذب نہیں بن سکتا ہے۔ اس معاشرے میں کبھی بھی مساوات، اخوت، عدل و انصاف کو پروان نہیں چڑھایا جاسکتا۔ جس معاشرے میں بددیانتی ہو وہاں کبھی امن اور سکون نہیں ہوتا۔ دنیا میں وہی قومیں ترقی کی منزلیں طے کرتی ہیں جو اچھے اخلاق کی ملک ہوتی ہیں۔ زندگی کی اصل خوبصورتی احسان، ایثار، اخوت، رواداری سے پیدا ہوتی ہے۔ جب تک انسان کے اندر اخلاقی حسن رہتا ہے وہ اپنے فرائض کو خوشی سے ادا کرتا ہے۔ اور اگر یہ حسن ختم ہو جائے تو پورا معاشرہ وحشی ہو جاتا ہے معاشرے میں ظلم اور فسادات عام ہو جاتے ہیں۔

بچے کسی بھی ملک اور قوم کا آنے والا کل ہیں۔ آج کا بچہ کل ملک اور قوم کی ترقی کا ایک اہم حصہ ہے۔ اگر بچوں کی اچھی پرورش کی جائے۔ اُن کی تعلیم و تربیت پر توجہ دی جائے تو وہ آنے والے وقت میں اپنے ملک

اور قوم کی ترقی کا باعث بنیں گے۔ بچوں کی اخلاقی تعلیم وتربیت کے حوالے سے مفکرین تعلیم اور ماہرین نفسیات نے اپنے اپنے نظریات پیش کیے ہیں۔

لارنس کوہلبرگ:

لارنس کوہلبرگ ایک امریکی ماہر نفسیات تھا۔ اس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اخلاقی نشوونما پر تحقیق کرنے میں گزارا۔ کوہلبرگ نے اپنے نظریہ اخلاقی نشوونما میں اخلاقی سوچ کو تین سطحوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی سطح Pre conventional level ہے۔ اس میں کوہلبرگ نے بتایا کہ بچہ اس درجے میں دو طرح کے اعمال سے واقفیت حاصل کرتا ہے پہلے ایسے اعمال جن سے سزا ملتی ہے جیسے حکم عدولی کا نام دیا جاتا ہے اور دوسرے وہ اعمال جن پر سزا نہیں ملتی گویا فرمانبرداری۔ اس میں بچہ سیکھتا ہے کہ کون سے اعمال پر سزا ملتی ہے اور کون سے اعمال پر شاباش ملتی ہے اس کے ساتھ ہی ایک فرد کے مفاد کی بات کرتا ہے یعنی بچہ اپنے مفاد کو ترجیح دیتا ہے۔ دوسری سطح conventional level ہے۔ اس کے پہلے حصے میں کوہلبرگ نے بتایا کہ اس سطح پر بچہ معاشرتی رویوں سے سیکھتا ہے۔ وہ اعمال جو دوسروں لوگوں کو ٹھیک لگتے ہیں وہ ٹھیک ہوتے ہیں اور جو دوسروں کو غلط لگیں انھیں غلط سمجھتا ہے۔

بچہ دوسروں کے کیے ہوئے اچھے کو اچھا سمجھتا ہے۔ جس پر بچے کو بتایا جاتا ہے کہ یہ اچھا اخلاق ہے۔ اس کے ساتھ کوہلبرگ نے دوسرے حصے میں بتایا کہ جب بچہ اپنے آپ کو معاشرتی اخلاق کا پابند سمجھنے لگتا ہے اس عرصے میں بچہ ردعمل بھی ظاہر کرتا ہے۔ اسی سطح پر باطنی اخلاقی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ بچہ اپنی آنے والی زندگی کے لیے اسی دور میں سیکھتا ہے۔ بچہ سیکھتا ہے کہ معاشرتی قوانین کی پابندی ضروری ہے اور اپنے حقوق و فرائض کو جاننے اور ان پر اپنے ضمیر کے مطابق عمل کرنے میں ہی بہتر اخلاق کا درس ملتا ہے۔ کوہلبرگ کے مطابق بچہ اس درجے میں معاشرتی رویے اور اخلاق کی پابندی سیکھتا ہے۔

تیسری سطح Post conventional level ہے۔ اس کے پہلے حصے میں کوہلبرگ نے بتایا کہ بچہ اس مرحلے میں مکمل طور پر سمجھ جاتا ہے کہ بہتر اخلاق وہی ہے جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور کسی کا نقصان نہ کرے۔ اس کے ساتھ ہی کوہلبرگ نے دوسرا مرحلہ بیان کیا ہے جس کو کوہلبرگ نے عالمگیر مذہبی اصولوں پر عمل کا نام دیا ہے۔ اسی طرح ہر انسان میں محض ذاتی، علاقائی، معاشرتی، ملکی یا ملی اخلاقی شعور ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ قدرتی طور پر انسانی نشوونما کے عالمگیر اخلاقی کردار کے لیے بھی نشوونما ہوتی ہے۔

ژان ژاک روسو:

روسو جنیوا کا رہاشی تھا۔ روسو کے تعلیمی نظریے کو سمجھنے کے لیے اس کی شہرہ آفاق کتاب ایمیل (Emile) اہمیت کی حامل ہے۔ روسو نے اپنے نظریے میں بتایا کہ اچھا انسان بنانے اور اس کے لیے ایک اچھا معاشرہ جنم دینے کے لیے ضروری ہے کہ تعلیم فطرت کے مطابق ہو یعنی تعلیم بچوں کے ذہن کو مد نظر رکھتے ہوئے دی جائے اور جو تعلیم دینے والا ہو اُسے انسانی فطرت اور بالخصوص بچوں کی فطرت سے واقفیت ہو۔ روسو کے مطابق بچہ فطرتاً نیک پیدا ہوتا ہے لیکن وہ کسی بھی معاشرے میں آکر بگاڑ کا باعث بنتا ہے۔ اس کے خیال میں کسی بھی سماج میں خراب آدمی کو دیکھ کر یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ یہ آدمی پیدائشی ہی خراب ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ اسے اس کے معاشرے اور سماج نے خراب کیا ہے۔ کسی بھی اچھے معاشرے یا اچھے سماج کے لیے اچھے انسانوں کا ہونا لازم ہے۔ او کسی بھی انسان کو اچھا بنانے کے لیے معاشرے یا سماج جس میں وہ رہ رہا ہے۔ اُس کا اچھا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

روسو نے تعلیم کے دو پہلو بیان کیے ہیں۔ ایک انفرادی اور دوسرا اجتماعی دونوں طرح کی تعلیم میں روسو بچوں کے لیے محبت اور آزادی کا قائل نظر آتا ہے۔ اس کے خیال میں یہ تو سوچا جاتا ہے کہ انسان کو کیا جاننا چاہیے لیکن یہ نہیں سوچتے کہ بچہ کیا سیکھنا چاہتا ہے اور اُسے کس طرح سکھایا جاسکتا ہے۔ اس کے خیال میں بڑوں کی آزادی، ان کی خوشیوں کو نامعلوم مستقبل پر قربان کر دینا غلط ہے۔ اس کے خیال میں آزادی، پیار اور محبت کے ساتھ اگر بچوں کی رہنمائی کی جائے تو اسی سے بچوں کی شخصیت کی نشو نما ممکن ہے اور اس طرح بچوں میں ضبط نفس اور احساس ذمہ داری پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح بچہ ایک اچھا انسان اور اچھا شہری بن کر سامنے آتا ہے۔ بقول زیب النساء بیگم:

> "روسو نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "ایمیل" ۱۷۶۲ء میں شائع کی اور غالباً یہ پہلی کتاب تھی جس نے بچوں کے جذبات اور خواہشات کے اظہار پر سے پابندی اٹھانے کا مشورہ دیا۔"(۱۸)

ایمیل میں بچے کی صلاحیتوں کی نشو نما بیان کی گئی ہے۔ روسو نے بچوں کی نشو نما کو تین ادوار میں تقسیم کرتے ہوئے ترقی کے عمل کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

ہنریش پستالوزی:

پستالوزی سوئٹزرلینڈ کے علاقے زیورک میں پیدا ہوا۔ پستالوزی اپنے وقت میں موجود تمام تر برائیوں کو ختم کرنے کے لیے تعلیمی طریقہ کار کو بہتر بنانے کا خواہش مند تھا۔ اس کے خیال میں جیسی تعلیم دی جائے گی ویسا ہی سماج ہو گا۔ اس کے خیال میں یہ سوچنا غلط ہے کہ ہم کیا ہیں اس کے برعکس ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمیں کیسا ہونا چاہیے۔ ایک اچھا سماج اچھے لوگوں سے بنتا ہے اس لیے سماج کے ہر فرد کو تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے اور شروع ہی سے بچوں کو جسمانی ذہنی اور اخلاقی تربیت دی جانی چاہیے۔ اس کے خیال میں یہ تربیت بچوں کے باطن سے ہونی چاہیے نہ کہ عارضی اور مصنوعی طریقوں کو اپنایا جائے یعنی محبت کا جذبہ بچے میں محبت کے جذبات ابھار کے پیدا کیا جائے نہ کے محبت کے متعلق صرف میٹھا میٹھا بول کے محبت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایسے ہی ایمان بھی خود اپنے اندر ایسے کاموں سے پیدا کیا جائے جس سے ایمان مضبوط ہو نہ کہ ایمان کے متعلق بحث یا دلیل سے۔ اس کے خیال میں علم اپنی کوشش اور تحقیق کے ذریعے حاصل کرنا چاہیے لمبی لمبی تقریروں کے ذریعے سے علم حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

پستالوزی کے نزدیک بچوں کو عمر کے ابتدائی حصے میں ہی اخلاقی تعلیم وتربیت دی جانی چاہیے۔ بقول محمد اکرام خان:

> ”پستالوزی بچے کی نفسیات کو جان کر یہ کہتا ہے کہ عمر کی ابتدائی حصے میں اخلاقی تعلیم و تربیت ہونی چاہیے۔“(۱۹)

اخلاقی تعلیم وتربیت کے لیے محبت، خود اعتمادی، فرماں برداری اور احسان کے جذبات کو بڑھانا ضروری ہے۔

امام غزالی:

تعلیم وتربیت کے حوالے سے مفکرین اسلام نے بھی اپنے اپنے نظریات پیش کیے جن میں امام غزالیؒ کا نام سرفہرست ہے۔ امام غزالی کے نزدیک بچوں کی تعلیم وتربیت ایک اہم فرض ہے جو والدین کے پاس امانت کے طور پر ہے۔ ان کے خیال میں بچے کا دل سادہ کاغذ کی مانند ہے۔ جس طرف بچے کو مائل کیا جائے وہ اُسی طرف ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر بچے کو خیر کی تعلیم دی جائے تو بڑا ہو کر بھی بچہ اسی کا عادی ہو گا اور دین اور دنیا کی بھلائی کے کام کرے گا۔ اور اگر بچے کی تعلیم وتربیت کا خیال نہ رکھا جائے اور بچہ شر کا عادی بن جائے گا تو بچہ تباہ وبرباد ہو جائے گا۔ ان کے نزدیک بچہ جب بھی کوئی اچھا کام کرے تو اُس کی تعریف سب کے سامنے

کرنا چاہیے۔ اُسے کوئی بھی چیز انعام کے طور پر دینی چاہیے اور اگر کوئی غلطی کرے تو اُس کی پردہ پوشی کرنی چاہیے۔ سب کے سامنے اُس کی غلطی کا خلاصہ نہیں کرنا چاہیے۔ خاص کر تب جب بچہ خود اپنی غلطی کو چھپانا چاہتا ہو کیونکہ اگر اُسے اس بات کا احساس ہو جائے گا کہ اُس کی غلطی سامنے آنے سے بھی کچھ نہیں ہوا تو وہ آئندہ برائیوں کی طرف مائل ہو جائے گا اس طرح اُسے غلطی سامنے آنے کی بھی پرواہ نہیں رہے گی۔ اگر دوبارہ بچہ غلطی کرے تو تنہائی میں اس سے بات کرنی چاہیے کہ آئندہ ایسی غلطی نہ کرے اگر پھر کرے گا تو سب کے سامنے اُسے ڈانٹا جائے گا۔ امام غزالی کے نظریے کے مطابق بچہ کو کھیل کود کے مواقع فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اُس میں اطاعت اور فرمان برداری کا عادی بنایا جائے۔ بچوں کو دوسروں کا ادب واحترام کرنے کا کہا جائے اور اس کی تربیت کی جائے کہ بڑوں کا احترام اور ان کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہیے کوئی اپنا ہو یا بیگانا۔ امام غزالی کے نزدیک بچے کی تربیت ابتدائی عمر سے ہی کی جانی چاہیے اور اس کی ذمہ داری ماں باپ پر ہے کہ وہ بچے کو خیر اور شر کی تعلیم دیں۔

رابندر ناتھ ٹیگور:

رابندر ناتھ ٹیگور کلکتہ کے رہنے والے تھے۔ یہ زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کا نظریہ تعلیم ان کے اپنے تجربات زندگی پر مبنی ہے۔ ان کے والدین نے تین مرتبہ کلکتہ کے تین اچھے اسکولوں میں داخل کروایا لیکن کوئی سکول بھی آزاد فطرت کو اپنا غلام نہ بنا سکا۔ ٹیگور بھی روسو کی طرح بچے کی فطرت کے مطابق تعلیم دینے کے حامی تھے۔ روسو بچے کو سماج سے الگ گردانتا ہے لیکن اس کے برعکس ٹیگور نے بچوں کی نشوونما کے لیے سماجی زندگی کو اہمیت دی ہے۔ ٹیگور کے نزدیک فطرت بچوں کی تربیت کا اُستاد ہے اس کے نزدیک آزادی کے ساتھ کھیلنے کودنے، بھاگنے دوڑنے کی اجازت دی جائے۔ اُسے اُسکی دلچسپی کے مطابق مواقع فراہم کرنے چاہیں۔ اس کے نزدیک بچے کو سادگی کے ذریعے زندگی گزارنے کی طرف مائل کرنا چاہیے۔ سادگی سے زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ اُس پر کسی قسم کی پابندی نہ لگائی جائے یہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ بچوں سے ایسے کام کروائیں جائیں جو آگے آنے والی زندگی میں اُن کے کام آسکیں۔ بقول محمد اکرام خان:

> "ٹیگور نے فطرت کو بچے کا استاد مانا ہے اور فطرت میں ایک طرف تو زمین اور آسمان سورج اور چاند، دریا اور پہاڑ، بارش اور بادل، پیڑ اور پودے، پھل اور پھول وغیرہ ہیں اور دوسری طرف بچے کی خصلتیں اور رجحانات ہیں۔ بچہ فطرتاً کھیلنا کودنا، توڑنا پھوڑنا، چھوڑنا چاہتا ہے اس لیے ٹیگور کے یہاں اسے بالکل آزادی کے ساتھ کھیلنے کودنے دوڑنے ۔۔۔۔ بھاگنے کے مواقع فراہم کئے گئے ہیں۔"(۲۰)

ٹیگو تعلیم کے ذریعے سے ایسا انسان پیدا کرنا چاہتے ہیں جو دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہے جو وسیع القلب اور وسیع النظر ہو۔

ابن خلدون:

ابن خلدون کا نظریہ سزا بچوں کی تعلیم و تربیت کے دوران سزا کے حوالے سے ہے۔ ابن خلدون بچوں کی تعلیم و تربیت میں سزا کے مخالف نظر آتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس سے بچوں کے ذہنی اور اخلاقی سطح پر نقصان پہنچتا ہے۔ ان کے خیال میں اگر بچے کو سزا دی جائے تو بچہ سزا سے بچنے کے لیے جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ ان کے خیال میں بچے میں نظم و ضبط کا قائم کرنے کے لیے بچے کے اندر اطاعت کا جذبہ ابھارنا چاہیے اگر جبر کے ذریعے سے نظم و ضبط قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی تو بچے میں خودداری، شجاعت، خوشی جیسی صلاحیتیں ختم ہونا شروع ہو جائیں گئیں۔

جین پیجٹ:

جین پیجٹ نے اخلاقی ترقی کا نظریہ پیش کیا۔ پیجٹ کے نزدیک انسان ایک معاشرے میں زندگی گزارتا ہے۔ اپنے ساتھی اور ہم عمر کے ساتھ مستقل بات چیت کرتا رہتا ہے۔ اس طرح جو دوسرے اعمال انجام دیتے ہیں اس کا اثر اس پر پڑتا ہے۔ پیجٹ نے اخلاقی ترقی کے تین مراحل بیان کئے ہیں۔

۱۔ بڑوں کے دباؤ کا مرحلہ:

اس مرحلے میں بچہ دو سے چھ سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ بچے کی زبان ابھرتی ہے۔ اس سطح پر بچہ اخلاقی اصولوں کے بارے میں سمجھ نہیں رکھتا لیکن اپنے خاندان یا معاشرے کی طرف سے مسلط کردہ اصولوں کو اپناتا ہے۔

۲۔ مساوات اور اخلاقی حقیقت پسندی کے درمیان یکجہتی:

اخلاقی ترقی کے دوسرے مرحلے میں پانچ سے دس سال کی عمر کے بچے شامل ہیں۔ اس سطح پر بچے قواعد جو معاشرہ متعین کرتا ہے اُسے لازمی سمجھتے ہیں اور اگر معمول کو توڑا جائے گا اسے قابل سزا سمجھا جاتا ہے اور اسے غلطی سمجھا جاتا ہے۔ اس سطح پر بچے میں ایمانداری اور انصاف کے جذبات کو ابھارا جاتا ہے۔ سچ بولنے کی بات کی جاتی ہے۔ جھوٹ کو منفی طور دیکھا جاتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قواعد کو دوسروں کی طرف سے مسلط کردہ چیز کے طور نہیں دیکھا جاتا۔

۳۔ خود مختار اخلاقیات:

اس مرحلے میں بچہ یہ سمجھ جاتا ہے کہ قواعد یا اخلاقیات کو ماننا اور ان کی پابندی کرنا ہر ایک کا اپنا فیل ہے۔ اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ معمول کی ہمیشہ پابندی کی جائے لیکن صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے اخلاقی فیصلہ کیا جائے۔

د۔ پاکستان میں بچوں کے ادب کی روایت:

ادب کے لغوی معنی عزت واحترام، کسی بھی منتخب موضوع پر تحریر وغیرہ ہیں۔ ادب کے اصطلاحی معنی تہذیب وتمدن، لحاظ، شائستگی اور علم وبیان کے ہیں۔ میتھیو آرنلڈ کے مطابق ادب کی تعریف یوں ہے ": علم جو کتب کے ذریعے ہم تک پہنچتا ہے ادب کہلاتا ہے۔"[۲۱]

نارمن جودک کے مطابق:

> "ادب مراد ہے اس تمام سرمایہ خیالات واحساسات سے جو تحریر میں آچکا ہے اور جسے اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ پڑھنے والے کو مسرت حاصل ہوتی ہے۔"[۲۲]

ادب اظہار اور بیان کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہے یعنی ہم اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار عمدہ اور پُر اثر انداز میں کرسکتے ہیں اور یہ اظہار ادب کہلاتا ہے۔ ادب اپنے عہد کا عکس ہوتا ہے جو خیالات اور جذبات لوگوں کے دلوں پر اثر انداز کرتے ہیں وہی زندگی پر اپنا عکس چھوڑتے ہیں۔ ادب کسی بھی فنکار کے احساسات کی ظاہری شکل ہے۔ ادب زندگی کا مظہر اور کسی بھی معاشرے کی جھلک ہے۔ جس قوم کا کوئی ادب نہیں ہوتا وہ قوم مردہ شمار کی جاتی ہے۔ ادب کی تعریف ڈاکٹر خوشحال زیدی کچھ اس طرح کرتے ہیں۔

> "کسی قوم کے مذہبی خیالات، سماجی اور اخلاقی تنظیم اس کے تاریخی واقعات اور سیاسی حالات کا صحیح آئینہ ادب ہے۔ ادب اور سماج میں گہرا تعلق ہے دونوں ہی ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہیں۔" [۲۳]

ادب انسان کی شخصیت کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ انسان کو حقیقت سے روشناس کرواتا ہے۔ ادب کا ایک بڑا مقصد معاشرے کے افراد میں جذبہ آزادی، خود اعتمادی، اتحاد واتفاق کو جنم دینا ہے۔ ادب ظلم کے خلاف آواز بلند کرتا ہے۔ جہالت خود پرستی کو ختم کرتا ہے۔ ادب ماضی کے ذریعے سے حال کو صحیح کرتا ہے اور مستقبل کی نشاندہی کرتا ہے۔ اطہر پرویز لکھتے ہیں:

"ادب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے کے بہترین خیالات کو بہترین لفظوں میں، بہترین ترتیب کے ساتھ محفوظ کرلیتا ہے۔"(۲۴)

ادب زندگی کے شعور کا نام ہے جس سے زندگی معنی تلاش کیے جاتے ہیں اور اسی شعور سے ہم خود کو بدلتے ہیں۔ جن تجربوں سے ہمیں زندگی میں کبھی واسطہ نہیں پڑا ہوتا ادب کے زریعے سے براہِ راست ہم ان سے واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔

ادب اطفال:

بچے جس طرح اہمیت کے حامل ہیں اس طرح ان کا ادب بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بچوں کا ادب نہ صرف بچوں میں تجسس اور خوشی کی لہر پیدا کرتا ہے بلکہ بچوں کے اخلاقی اقدار پر بھی اثر مرتب کرتا ہے۔ بچوں کی کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ایسا ادب جو مختلف عمر کے بچوں کی نفسیات ان کی ضروریات، دلچسپی اور ان کے عقل و سمجھ کو مد نظر رکھ کر تخلیق کیا جائے ادب اطفال ہے۔ بچوں کے ادب کے حوالے سے شفیع الدین نیر بچوں کے ادب کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ادب اطفال سے مراد نظم و نثر کا وہ سرمایہ ہے جو خصوصی طور پر بچوں کے لیے لکھا جائے یا اپنے مفہوم اور فوائد کے لحاظ سے بچوں کے لیے مناسب ہو یا یوں سمجھ لیں کہ جو ادب چار پانچ برس کی عمر سے تیرہ چودہ سال کے بچوں کے لیے مختص ہو اسے ہم بچوں کا ادب کہتے ہیں۔

بچے میں ہر چیز کو جاننے کا تجسس ہوتا ہے وہ اپنی ارد گرد کی چیزوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ بڑوں کے تجربات کو جاننے کی خواہش رکھتے ہیں اپنے گردونواح کی چیزوں اور لوگوں کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں لیکن اس حوالے سے سکول کی درسی کتب بچوں کو خاطر خواہ معلومات فراہم نہیں کر پاتی۔ ان کا دائرہ محدود ہوتا ہے انھیں تعلیمی نقطہ نظر سے مرتب کیا جاتا ہے۔ یہ بچوں میں تفریح اور ذہنی آسودگی فراہم کرنے میں ناکام ہیں۔ اس لیے بچوں کے لیے ایسا ادب تخلیق کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو بچوں کو تفریح کے ساتھ ساتھ سیکھنے کے نئے مواقع فراہم کرے۔ ان کی دلچسپی کو ابھارنے، پڑھنے اور سیکھنے کا شوق پیدا کرے۔ بچے ایسی ہی کتب کو پڑھنا پسند کرتے ہیں جو ان کی دلچسپی کو مد نظر رکھتے ہوئے لکھی گئی ہوں۔ جو انھیں تفریح کا سامان مہیا کرے۔ محمود الرحمن رقمطراز ہیں:

”نظم ہو کہ نثر، کہانی ہو کہ ڈرامہ، ان سب کو ان ہی اجزا پر مشتمل ہونا چاہیے جو بچوں کے لیے ہر لطف اور پر کیف ہوں۔ ترتیب، حرکت اور عمل ان کی زندگی ہے۔ اچھل کود ان کا شیوہ ہے۔ اس کے لیے بچے ایسی ہی چیز پڑھنا پسند کرتے ہیں جن میں یہ سب خصوصیات کار فرما ہوں۔“(۲۵)

بچوں کے لیے ایسا ادب تخلیق کرنے کی بہت ضرورت ہے جو بچوں کی شخصیت سازی کرے بچوں کے ذہن میں انصاف، ایفائے عہد، مساوات، وفاداری، شجاعت، قومی یکجہتی، حسن سلوک، محنت کی روزی، فرض شناسی وغیرہ جیسے اوصاف کی اہمیت کو اُجاگر کرے۔

اردو میں ادب اطفال کا آغاز:

اردو میں ادب اطفال کا آغاز بچوں کی درسی کتب سے ہوا۔ یہ درسی کتب بچوں کی تعلیم و ترتیب کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے لکھی جاتی تھیں۔ مدرسوں میں بچوں کو درسی کتب پڑھائی جاتی۔ تقریباً انیسویں صدی کے وسط تک مدارس ہی ہندوستان میں تعلیم و تربیت کے مراکز رہے۔ آزادی سے پہلے ہندوستان میں جن لوگوں نے بچوں کے لیے لکھا اُن میں میر تقی میر، نظیر اکبر آبادی، انشاء اللہ خان انشا، مرزا غالب، محمد حسین آزاد، ڈپٹی نذیر احمد، الطاف حسین حالی، اسماعیل میرٹھی، اکبر الہ آبادی، علامہ اقبال، پریم چند، تلوک چند، حسن نظامی، حفیظ جالندھری، اختر شیرانی وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ امیر خسرو کی کتاب "خالق باری" کو اردو کی ابتدائی کتب میں شمار کیا جاتا ہے۔ مولانا محوی صدیقی لکھتے ہیں:

”ہندوستان کی قدیم ہندی زبان میں اس قسم کی سب سے پہلی کتاب "خالق باری" ہے جس کے مشہور مصنف حضرت امیر خسرو دہلویؒ ہیں۔“(۲۶)

خالق باری لغت پر مشتمل ہے جس میں روزانہ استعمال ہونے والے فارسی الفاظ کے معنی واضح کئے گئے ہیں۔ چونکہ ہندوستان میں فارسی سرکاری زبان کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ مدارس میں تعلیمی سرگرمیاں فارسی زبان میں ہی سرانجام دی جاتی اس کے پیش نظر اس دور میں بچوں کے لیے جو کتابیں تصنیف کی گئیں اُن میں بیشتر لغت تھیں۔ میر تقی میر کے ہاں بچوں کے لیے شاعری ملتی ہے۔ میر نے دلچسپ موضوع اور اسلوب میں تحریر کیا جس کی بنا پر بچے پسند کرتے ہیں۔ انھوں نے موہنی بلی، بکری اور کتے، مورنامہ، مچھر وغیرہ جیسے موضوعات پر نظمیں لکھیں۔ جن کو بچوں کے ادب میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ اظہر علی فاروقی کے مطابق :

"اگر نظیر اکبر آبادی کا "گلہری کا بچہ" اور "ریچھ کا بچہ" مولانا اسماعیل میرٹھی کی "گائے" شفیع الدین نیر کا "ریچھ والا" اس رجحان کو پورکرتے ہیں اور ان نظموں کو بچوں کی شاعری کے تحت رکھتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ میر تقی میرؔ کی "موہنی بلی" "بکری اور کتے" "میر کا گھر" کیوں اس ضمن میں نہ رکھے جائیں۔"(۲۷)

میر تقی میرؔ کے بعد نظیر اکبر آباد بھی بچوں کے شاعر کی حیثیت سے خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ بچوں کے لیے نظیر کی بہت سی نظمیں ملتی ہیں۔ ان نظموں کی بڑی خوبی یہ ہے کہ ان کی زبان سادہ ہے۔ نظیر اکبر آبادی نے اپنی شاعری کے ذریعے بچوں میں حب الوطنی کے ساتھ ساتھ ان میں اخلاقی اقدار کو ابھارنے کی کوشش کی ہے۔ نظیر اکبر آبادی کی کلیات میں بے شمار نظمیں بچوں کے ادب کے کا حصہ ہیں۔ ان کی نظموں میں "ایام طفلی"، "معصوم بھولے بھالے"، "تربوز"، "گلہری کا بچہ"، "ریچھ کا بچہ"، "تل کا لڈو"، "ہرن کا بچہ وغیرہ شامل ہیں۔ بچوں کے لیے نظیر اکبر آبادی نے بے شمار لکھا ہے جو ان سے پہلے کسی شاعر نے نہیں لکھا۔

انشاء اللہ خان انشاء نے بچوں کے لیے نثری کتاب "رانی کیتکی کی کہانی" لکھی۔ ڈاکٹر مظفر حنفی کے مطابق انشاء اللہ خان انشاء کی یہ کتاب صرف بچوں کے لیے سب سے اولین نثری تصنیف ہے بلکہ اردو اور ہندی کے افسانوی ادب کا آغاز بھی انشاء کی اسی تصنیف سے ہوتا۔

بچوں کے لیے لکھی گئی تحریر میں مرزا غالب کا "قادر نامہ" قابل ذکر ہے۔ جس کو بچوں کے ادب میں خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ "قادر نامہ" بھی امیر خسرو کے "خالق باری" کی طرز پر لکھی گئی ہے۔ اس کی سب بڑی خوبی اس کا اسلوب ہے۔ "قادر نامہ" مرزا غالب نے اپنے بھتیجے زین العابدین عارف کے بیٹوں باقر علی اور حسین علی کی درسی ضروریات کے پیش نظر لکھی تھی۔ ان بچوں کی پرورش غالب نے کی تھی۔ "قادر نامہ" کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵٦ء میں شائع ہوا تھا۔

محمد حسین آزاد نے بچوں کے لیے بہت سی درسی کتب مرتب کیں۔ آزاد نے بچوں کو ارد گرد کے ماحول سے واقفیت کروانے کے لیے درسی کتب میں خاکوں اور تصویروں کی شمولیت کو ضروری سمجھا اور اس حوالے سے لاہور آرٹس کالج کے پرنسپل جان لاک وڈ سے بھی مدد لی۔ درسی کتب کے علاوہ آزاد نے بچوں کے لیے بہت سی نظمیں بھی لکھیں ان میں "جیسا چاہو سمجھ لو"، "ہے امتحان سر پر کھڑا"، "شب سرما"، "شب ابر" وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ آزاد نے نثر میں بھی بچوں کے لیے لکھا جن میں "آئینہ صحت"، نصیحت کا کرن

پھول" وغیرہ شامل ہیں۔ آزاد نے بچوں کے لیے بہت سے مضامین بھی لکھے جن میں "مرغ"، "کوا"، "گلہری"، "کھانا پک رہا ہے"، "لڑکے کھیل رہے ہیں" وغیرہ شامل ہیں۔

ڈپٹی نذیر احمد کو بچوں کے ممتاز ادیب کی حیثیت حاصل ہے۔ نذیر احمد نے بچوں کے لیے متعدد کہانیاں لکھیں۔ ان کی کہانیوں میں "منتخب الحکایات"، "چند پند"، "نصاب خسرو" شامل ہیں۔ "منتخب الحکایات" میں ستر کہانیاں شامل ہیں اور ہر کہانی میں بچوں کے لیے کوئی نہ کوئی نصیحت کی گئی ہے۔ "چند پند" میں مختلف موضوعات پر لکھا گیا ہے مثلاً صحت، لالچ، صفائی، ادب، بات چیت، تکبر وغیرہ۔ "نصاب خسرو" خالق باری کی تبدیل کردہ صورت ہے۔ یہ ایک نظم ہے جس میں عربی اور فارسی کے ایسے الفاظ جو زیادہ استعمال ہوتے ہیں انھیں یاد کروانے کی کاوش کی گئی ہے۔

مولانا الطاف حسین حالیؔ نے بچوں کے لیے بہت سی نظمیں لکھیں جن میں "خدا کی شان"، "میں کیا بنوں گا"، "موچی"، "سپاہی"، "پیشہ"، "روٹی کیوں کر میسر آتی ہے"، "امید"، "مرغی اور اس کے بچے"، "شیر کا شکار"، "لاڈلا بیٹا" وغیرہ شامل ہیں۔

شبلی نعمانی بحیثیت مؤرخ، سوانح نگار، نقاد اور شاعر کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ آزادؔ اور حالیؔ کی طرح اپنے عہد کے ماہرین میں شمار کئے جاتے تھے۔ محکمہ تعلیم سے وابستہ ہونے کی بنا پر انھیں بچوں کی ضروریات اور نفسیات کا خاصا تجربہ تھا۔ کچھ درسی کتابوں کی ترتیب و تدوین میں معاونت اور اصلاح کرنے کے علاوہ شبلی نعمانی نے طریقہ تعلیم اور تدریس کی ترویج و بہبود میں کافی دلچسپی لی۔ شبلی نے کچھ نظمیں بھی لکھی ہیں جنہیں ادب اطفال میں شامل کیا جاسکتا ہے مثلاً مثنوی "صبح امید"، "عادل جہانگیر"۔ عادل جہانگیر اپنی نوعیت کی تاریخی نظم ہے جس میں شبلی نے مغل شہنشاہ جہانگیر کے جاہ و جلال کے ساتھ اس کے عدل و انصاف کی موثر داستان بیان کی ہے۔

مولوی ذکاء اللہ سرسید کے رفقاء کار میں شامل تھے اور علی گڑھ تحریک کے سرگرم رکن تھے۔ انھوں نے اپنے قلم کو بچوں کی درسی کتب کے لیے وقف کر دیا تھا۔ انھوں نے سائنس، سماجی علوم، معاشیات جیسے کئی مضامین پر مشتمل انگریزی کتابیں بچوں کے لیے اردو میں ترجمہ کیں جو بچوں کے ادب میں قیمتی اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اسماعیل میرٹھی بچوں کے ادب کے حوالے سے ایک بڑا نام ہے۔ اکثر لوگ انھیں بچوں کے ادیب اور شاعر کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔ انھوں نے بچوں کی درسی کتب کے علاوہ مضامین اور نظمیں لکھیں۔

ان کے مضامین میں "قوس قزح"، "ارسطو"، "زمین اور اس کی اصلیت"، "جلال الدین محمد اکبر"، "نور جہان بیگم" وغیرہ شامل ہیں۔ ان کی نظموں میں "بارش کا پہلا قطرہ"، "جگنو اور بچہ"، "ایک گدھا شیر بنا"، "ناقدردانی"، "دال کی فریاد"، "ایک پوداا اور گھاس" وغیرہ شامل ہیں۔

پنڈت برج نرائن چکبست نے بچوں کے لیے نظمیں لکھ کر ادب اطفال میں جگہ بنائی۔ چکبست کے مجموعہ کلام "صبح وطن" میں بچوں کے لیے لکھی گئیں نظموں میں "ہمارا وطن دل سے پیارا وطن"، "وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک"، "گائے"، "خاک ہند" وغیرہ ملتی ہیں۔ ان کی نظموں میں قوم پرستی، حب الوطنی کا جذبہ نمایاں ہے۔ انھوں نے اپنی نظموں کے ذریعے سے اپنے ہم وطنوں سے محبت کرنے کا درس دیا۔

علامہ اقبال کے ہاں بچوں کے لیے لکھی گئی بہت سی نظمیں ملتی ہیں اس کے علاوہ اقبال نے اپنے ابتدائی دور میں ہی "بچوں کی تعلیم و تربیت" کے عنوان سے مضمون لکھا جو ۱۹۰۲ء میں مخزن رسالے میں شائع ہوا۔ اقبال نے بچوں کے لیے جو نظمیں لکھیں ان میں "بچہ اور شاعر"، "بچہ اور شمع"، "ماں کا خواب"، "ایک مکڑا اور مکھی"، "ایک پہاڑ اور گلہری"، "ایک گائے اور بکری"، "بچے کی دعا"، "ہمدردی" وغیرہ شامل ہیں۔

پاکستان میں بچوں کے ادب کی مختصر تاریخ:

تقسیم ہند سے جہاں سیاسی، سماجی اور معاشی تبدیلیاں رونما ہوئیں وہیں اس کے اثرات ادب پر بھی رونما ہوئے۔ پاکستان کا قیام اسلام کے نام پر کیا گیا جہاں کچھ ادبانے ادب کو ادب برائے زندگی کے پیش نظر پروان چڑھانے کی ضرورت کو محسوس کیا تو وہیں کچھ نے ادب کو اسلامی اصولوں کے مطابق تشکیل دینے کا کہا۔ جہاں دیگر اصناف ادب میں کام ہوا وہیں بچوں کے ادب میں بھی نئی راہیں ہموار ہوئیں۔ ڈاکٹر اسد اریب اس حوالے سے کہتے ہیں کہ ایسے رسالے جو تقسیم سے کچھ عرصہ قبل شائع ہونا شروع ہوئے ان رسالوں نے ادب اطفال کو نئے تفریحی اور معلوماتی ادب سے سرشار کیا اور تقسیم برصغیر کے بعد پاکستان میں ادب اطفال کا قیام انہی رسالوں کا مرہون منت ہے۔ قیام پاکستان کے بعد لکھنے والوں میں امتیاز علی تاج، حجاب امتیاز علی، مرزا ادیب، کشور ناہید، عصمت چغتائی، خدیجہ مستور، قرۃ العین حیدر، نذیر اجنالوی، احمد ندیم قاسمی، ثاقبہ رحیم الدین، مسعود احمد برکاتی، عبدالرشید فاروقی، شوکت تھانوی، غلام عباس، ابن انشا وغیرہ سرفہرست ہیں۔

امتیاز علی تاج:

بچوں کے ادب میں امتیاز علی تاج ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے لاہور سے شائع ہونے والے رسالے پھول کی ایک عرصے تک سرپرستی کی۔ پھول رسالہ ان کے والد ممتاز علی نے جاری کیا۔ والد کی وفات کے بعد پھول رسالے کی ذمہ داری امتیاز علی تاج نے سنبھالی۔ انھوں نے بچوں کے لیے بہت سی کہانیاں اور مضامین لکھے جو "پھول" میں شائع ہوئے۔ ان کی کہانیوں کے مجموعے بھی منظر عام آچکے ہیں جن میں "موت کاراگ"، "بچوں کی بہادری"، "چڑیا خانہ"، "گدگدی"، "پرستان" اور "بچوں کی کلیاں" شامل ہیں۔ ان کا ایک نظموں کا مجموعہ جو انھوں نے بچوں کے لیے لکھیں "پھول کا باغ" شائع ہوا ہے۔

حجاب امتیاز علی:

حجاب امتیاز علی بھی امتیاز علی کی طرح ادب اطفال میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی کہانیاں تخیلاتی اور طلسماتی فضا کی حامل ہیں۔ انھوں نے امتیاز علی تاج کے شانہ بشانہ ماہنامہ "پھول" کی انتظامی سرگرمیاں سنبھالی۔ ان کی تخلیقات میں "طوطے کا پنجرہ"، "شہزادی گل رخ"، "الہ دین کا چراغ" شامل ہیں۔

مرزا ادیب:

مرزا ادیب نے بہت سے رسالوں کے لیے لکھا۔ جن میں پھول، ہمدرد، نونہال اور تعلیم و تربیت شامل ہیں۔ انھوں نے بچوں کے لیے کہانیوں کے ساتھ ساتھ ناول اور ڈرامے بھی لکھے۔ ان کی تخلیق میں "تتلی"، "سونے کے پروں والا کبوتر"، "بی بی فاختہ اڑتی جاتی"، "میں ہوں تمہارا دوست" وغیرہ جیسی کہانیاں شامل ہیں۔ ان کی کہانیوں کے مجموعے "ایک خرگوش اور غار"، "عرب کی کہانی"، "استانی جی" کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ مرزا ادیب نے بچوں کے لیے مزاحیہ نظمیں بھی لکھیں جن کا مقصد محض تفریح ہے۔ جیسے ان کا ایک شعر ہے۔

شکایت ہے مجھے ہیڈ ماسٹر سے
کہ گھر میں کہہ کہ پٹوایا گیا ہوں[۲۸]

انھوں نے بچوں کے لیے ناول بھی تحریر کیے جن میں "پہاڑ کی چوٹی پر" ناول میں مرزا نے بچوں کے اندر برداشت کرنے اور خطرے کا مقابلہ کرنے کا جذبہ ابھارنے کی کوشش کی ہے۔ "چچا چونچ" مرزا کا مزاحیہ

ناول ہے۔ اس میں انھوں نے بچوں میں تعلیمی تصور پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ "گریوں کا شہر" میں مرزا ادیب نے مل جل کر رہنے کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مرزا ادیب نے ناول کے علاوہ بچوں کے لیے ڈرامے بھی لکھے۔ ان کے ڈراموں میں "نانی اماں کی عینک"، "انعام"، "استانی"، "ماں کا خواب"، "پھولوں کی شہزادی" وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ مرزا نے اقبال کی کچھ نظموں کو بھی ڈرامائی صورت میں پیش کیا ہے جس میں "ایک پہاڑ اور گلہری"، "ایک گائے اور بکری"، "ایک مکڑا اور مکھی"، "ہمدردی" قابل ذکر ہیں۔

ثاقبہ رحیم الدین:

بچوں کے ادب میں ثاقبہ رحیم الدین ایک ممتاز حیثیت کی حامل ہیں۔ انھوں نے بچوں کے لیے بے شمار کہانیاں لکھیں۔ ان کی کہانیوں میں جاگو جاگو، دوستو چلے چلو، سورج ڈھلے، کرنیں، چاند نکلا، بادل جھونکے، نیند آئی وغیرہ شامل ہیں۔ ثاقبہ نے اپنی کہانیوں کے ذریعے سے بچوں کی اخلاقی تربیت کرنے اُن میں حب وطنی، اخوت، محبت، امن جیسے اعلیٰ اخلاقی اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

> "تعلیم و تربیت اور اعلیٰ مقاصد ان کی کہانیوں میں اس طور سے چھپے ہوتے ہیں جیسے چنبیلی اور موتیے کے پھولوں میں خوشبو اور مہک چھپی ہوتی ہے۔ وہ بڑی سے بڑی بات کو اتنی آسان زبان اور اثر انگیز لہجے میں بیان کر جاتی ہیں کہ کہانی بچوں کے دلوں میں اتر جاتی ہے اور ان کے اندر حب وطنی، انسانیت، شرافت، نیکی، جرات وہمت، محبت، ایمانداری کے جذبات ابھر آتے ہیں۔"(۲۹)

ثاقبہ رحیم الدین نے چلڈرن اکیڈمی کی بنیاد رکھی۔ یہ ادارہ بچوں کی فلاح اور بہبود کے لیے کوشاں ہے۔ ادارہ بچوں کا رسالہ "روشنی" بھی شائع کر رہا ہے۔

احمد ندیم قاسمی:

احمد ندیم قاسمی نے جہاں بڑوں کے لیے لکھا وہیں بچوں کے ادب کے لیے بھی نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ یہ رسالہ "پھول" کے ایڈیٹر رہے۔ ان کی کہانیوں کے مجموعوں میں تین ناٹک، دوستوں کی کہانیاں اور نئی نویلی کہانیاں شامل ہیں۔ انھوں نے بچوں کے لے ڈرامے بھی تخلیق کیے ان کے ڈراموں کا مجموعہ آسمان کے گوشے کے عنوان سے شائع ہوا۔

کشور ناہید:

کشور ناہید نے بچوں کے لیے نظم ونثر دونوں میں ادب تخلیق کیا۔ ان کے کہانیوں کے مجموعے میں "جادو کی ہنڈیا"، "تیتر اور بکری"، "ہیروں کا سیب"، "چاند کی بیٹی"، "گدھے نے بانسری بجائی" وغیرہ شامل ہیں۔ تیتر اور بکری مجموعے میں تقریباً چھ کہانیاں، چاند کی بیٹی میں مختلف ممالک کی پانچ کہانیاں شامل ہیں۔ گدھے نے بانسری بجائی میں شامل کہانیاں ماہنامہ نونہال کراچی سے شائع ہوتی رہیں ہیں بعد میں ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی نے ان کہانیوں کو کتابی شکل میں شائع کیا۔ کشور ناہید نے کہانیوں کے ساتھ ساتھ بچوں کے لیے نظمیں بھی لکھیں جو منظوم کہانیوں کی صورت میں ہیں۔ ان میں "کتے اور خرگوش"، "آنکھ مچولی"، "مینڈک اور مرغی"، "چڑیا اور کوئل" وغیرہ شامل ہیں۔

قرۃ العین حیدر:

قرۃ العین حیدر کو بڑوں کے ادب کے ساتھ ساتھ بچوں کے ادب میں بھی نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ انھوں نے دوسرے ممالک کی زبانوں میں موجود کہانیوں، معلوماتی مضامین اور ناول کا اردو میں ترجمہ کیا۔ انھوں نے دوسری زبان سے جو کتابیں اردو میں منتقل کیں اُن میں "بھیڑیے کے بچے"، "شیر خان"، "میاں ڈھینچو کے بچے"، "ہرن کے بچے"، "بہادر"، "لومڑے کے بچے" وغیرہ شامل ہیں۔

عصمت چغتائی:

عصمت چغتائی نے بچوں کی دلچسپی اور ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے بچوں کے لیے کہانیاں لکھیں۔ان کی کہانیاں حقیقت کے قریب قریب معلوم ہوتی ہیں۔ انھوں نے روزمرہ مسائل جو بچوں کو درپیش آتے ہیں اُن کو پیش کیا ہے۔ ان کی کہانیوں میں "سفید جھوٹ"، "بشرے کی ماں"، "بلی کا کرشمہ"، "قدرت کا مذاق" وغیرہ شامل ہیں۔ عصمت نے بچوں کے لیے "تین اناڑی" کے عنوان سے ناول بھی لکھا۔ اس میں بچوں کے مسائل اور نفسیاتی پیچیدگیوں کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

ابن انشاء:

ابن انشاء کا اصل نام شیر محمد خان تھا۔ ابن انشاء کو بطور اردو شاعر، مزاح نگار، سفر نامہ نگار اور کالم نگار جانا جاتا ہے۔ انھوں نے بچوں کے لیے نظمیں لکھیں جو ۱۹۵۷ء میں "بلو کا بستہ اور دوسری نظمیں" کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع ہوئیں۔

مسعود احمد برکاتی:

مسعود احمد برکاتی ہمدرد نونہال (کراچی) کے مدیر رہے ہیں۔ انھوں نے بچوں کے لیے سفر نامے تخلیق کیے جن میں "قیدی کا اغوا"، "دو سفر دو ملک" شامل ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد بہت سے اداروں نے بچوں کے ادب کی طرف توجہ دی۔ جن میں اقبال اکادمی، پاکستان سائنٹیفیک سوسائٹی، ترقی اردو بورڈ، ہمدرد فاؤنڈیشن، نیشنل بک فاؤنڈیشن، پاکستان چلڈرن اکیڈمی، اکادمی ادبیات پاکستان، مقتدرہ قومی زبان، چلڈرن لائبریری کمپلیکس شامل ہیں۔

اقبال اکادمی:

۱۹۵۱ء میں اقبال اکادمی کا قیام کراچی میں ہوا۔ ۱۹۶۲ء میں اسے لاہور منتقل کر دیا گیا۔ اقبال اکادمی کا مقصد اقبال کی تصنیف کی کتابی صورت میں اکٹھا کرنا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اقبال اکادمی نے بچوں کے ادب میں بھی اپنی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ادارے کے تحت پروفیسر محمد یونس نے حکایات اقبال کو کہانی کی شکل میں قلم بند کیا ہے۔ ان کے علاوہ محمد نوید مرزا نے اقبال کی شاعری پر مشتمل بچوں کے لیے کہانیوں کی کتاب "مقدر کا ستارا" مرتب کی ہے۔

سائنٹیفک سوسائٹی:

۱۹۵۵ میں سائنٹیفک سوسائٹی کا قیام کراچی میں ہوا۔ اس سوسائٹی کے تحت ۱۹۷۲ء میں ماہنامہ سائنس بچوں کے لیے جاری ہوا۔ اس میں بچوں کے لیے سائنسی کہانیاں اور مضمون شائع ہوتے تھے۔

ترقی اردو بورڈ:

اردو زبان کی نشوونما اور اس کی اشاعت کے لیے پاکستان حکومت نے ۱۹۵۸ء میں ادارہ ترقی اردو بورڈ کا قیام عمل میں لایا۔ ۱۹۸۲ء میں ادارے کا نام تبدیل کر کے اردو لغت بورڈ رکھ دیا گیا۔ اردو لغت بورڈ کا کام لغت کی تیاری تھا۔ اس سلسلے میں ادارے نے پانچ جلدوں پر مشتمل لغت تیار کی۔ ادارے نے بچوں کے لے بھی لغت کی تیاری کا آغاز کیا۔ اردو لغت بورڈ کے چیف ایڈیٹر عقیل عباس جعفری کے بقول:

"اردو لغت بورڈ نے بچوں کے لیے لغت پر ستر فیصد سے زیادہ کام کر لیا ہے۔"[۳۰]

یہ پاکستان کا ایک علمی اور ادبی ادارہ ہے جو حکومت پاکستان کے ماتحت کام کرتا ہے۔

پاکستان رائٹر گلڈ:

پاکستان رائٹر گلڈ کا قیام ۱۹۵۹ء کو کراچی میں ہوا۔ اس انجمن کے تحت بہت سے لکھاریوں نے نظم ونثر میں کتابیں شائع کیں۔ ان کتب میں بچوں کے لیے لکھی گئی چند کتب بھی شامل تھی جن میں ایک تھا چور، چاند تارا، شہزادی کنول، لکڑہارا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اس انجمن کے تحت لکھنے والوں میں انور عنایت اللہ، غلام عباس، عصمت جعفری، مسلم ضیائی، رحمان مذنب وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

اردو سائنس بورڈ:

اردو سائنس بورڈ کا قیام ۱۹۶۶ء کو عمل میں لایا گیا۔ اس کا ابتدائی نام مرکزی اردو بورڈ تھا جسے بعد میں بدل کر اردو سائنس بورڈ رکھ دیا گیا۔ اس کا بنیادی مقصد اردو کی ترقی اور ترویج تھا۔ اس ادارے کے تحت بہت سی کتب شائع ہوئیں جن میں بچوں کے حوالے سے بھی تھیں۔ ادارے کے تحت شائع ہونے والی چند کتب کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

ہمارے پیارے نبیؐ، اولیا اللہ، پریوں کی کہانیاں، سادہ زندگی، مثالی طالب علم، بزرگوں کی عزت، ماں اور بچہ وغیرہ شامل ہیں۔ ادارے نے ۲۰۰۸ء میں دس جلدوں پر مشتمل بچوں کا اردو سائنس انسائیکلوپیڈیا کی اشاعت عمل میں لائی۔

ہمدرد فاؤنڈیشن:

ہمدرد فاؤنڈیشن کی بنیاد حکیم محمد سعید نے رکھی۔ حکیم محمد سعید "ماہنامہ ہمدرد نونہال" کے بانی بھی تھے۔ ہمدرد فاؤنڈیشن کا قیام ۱۹۶۷ء میں ہوا۔ اس فاؤنڈیشن نے بچوں کے ادب کے حوالے سے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ اس ادارے کے تحت شائع ہونے والی کتب میں جنگل کی سیر، سعید بن سیاح عمان میں، پُراسرار آبدوز وغیرہ شامل ہیں۔

چلڈرن قرآن سوسائٹی:

چلڈرن قرآن سوسائٹی کا قیام ۱۹۶۷ء میں بچوں کو قرآن کی تعلیمات سے واقفیت حاصل کروانے کی غرض سے خان بہادر انعام اللہ خان نے کیا۔ ادارے نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے اپنی نمایاں خدمات پیش کیں۔ خان بہادر نے ۱۹۸۴ء میں بچوں کے لیے ماہنامہ کوثر کا آغاز کیا جو چلڈرن قرآن سوسائٹی کے تحت جاری ہے۔

اکادمی ادبیات اطفال:

اکادمی ادبیات کو ۱۹۷۶ء میں قائم کیا گیا۔ اس ادارے کے پہلے ڈائریکٹر احمد فراز تھے۔ اکادمی ادبیات نے پاکستانی اردو ادب کے ساتھ ساتھ بچوں کے عالمی ادب کے تراجم بھی ادبیات اطفال رسالے میں شائع کیے۔ ادبیات اطفال کے پہلے دو شمارے شاعری پر مشتمل ہیں جبکہ تیسرے شمارے میں افسانوی ادب شامل ہے۔

مقتدرہ قومی زبان:

مقتدرہ قومی زبان کا قیام ۱۹۷۹ء کو عمل میں لایا گیا۔ اس ادارے کا مقصد اردو کو سرکاری زبان کے طور پر نافذ کرنے کے سلسلے میں اقدامات کرنا تھا۔ ۱۹۸۱ء میں ادارے کی طرف سے ماہنامہ اخبار اردو کا بھی آغاز ہوا۔ ادارے کے تحت بہت سی کتب شائع کی گئیں جن میں بچوں کے لیے بھی چند کتب شامل تھیں ان میں بچوں کے گیت، بچوں کی لغت قابل ذکر ہیں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کی غرض سے بچوں کا ادب تدریسی کتب سے نکل کر رسائل میں شائع ہونا شروع ہوا۔ رسائل میں ڈرامے، کہانیاں، شاعری، سائنسی معلومات کو شامل کیا گیا۔ بچوں کی دلچسپی کو مد نظر رکھتے ہوئے رسائل میں مختلف موضوعات پر لکھا جانے لگا۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کی غرض سے بہت سے رسائل شائع ہوئے جس میں سے چند درج ذیل ہیں:

پھول:

پھول رسالے کا آغاز ۱۹۰۹ء میں لاہور سے کیا گیا۔ اس کے بانی ممتاز علی تاج تھے۔ ان کے بعد "پھول" رسالے کی ادارت حفیظ جالندھری، عبدالمجید سالک اور احمد ندیم قاسمی جیسے معروف شخصیات نے کی۔ پھول کی حیثیت ایک اخبار کی ہی نہیں بلکہ ایک ادارے کی تھی جو بچوں کی اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ علم سے شوق پیدا کرتا اور دوسری طرف ادیبوں کو آسان اور سلیس زبان میں لکھنے کی تربیت دیتا۔ ممتاز علی تاج کی وفات کے بعد ان کے بیٹے سید امتیاز علی تاج نے "پھول" کی ادارت سنبھالی۔ "پھول" کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں بچوں کی تحریروں کو بڑوں کے مقابلے میں زیادہ اہمیت دی جاتی تھی اور یہ کوشش کی جاتی کہ رسالے کے لیے بچے اپنی تحریریں لکھیں۔

بچوں کی دنیا:

بچوں کی دنیا کا آغاز ۱۹۴۷ء میں لاہور سے مولوی محمد امین شرقپوری کی ادارت میں ہوا۔ محمد امین شرقپوری کے بعد ان کے بیٹے نعیم شرقپوری نے اس کی ادارت سنبھالی۔ اس رسالے میں جن لوگوں کی نگارشات شائع ہوئیں ان میں عائشہ سلیم، ایم قاسم، مقبول احمد دہلوی، متین طارق وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ اس رسالے میں بچوں کے لیے کہانیاں، لطیفے، نعت، نظم پیش کی جاتی تھی۔

کونپل:

کونپل کا آغاز ۱۹۴۸ء میں کراچی سے ہوا۔ یہ سندھ سے شائع ہونے والا بچوں کا پہلا ادبی رسالہ تھا۔

میرا رسالہ:

میرا رسالہ مئی ۱۹۴۸ء میں کراچی سے جاری ہوا۔ اس کے سرپرست شمس زبیری اور مدیر نسیم درانی تھے۔ اس میں اخلاقی کہانیاں، لطیفے، اقوال زریں، نظمیں وغیرہ شائع کی جاتی تھیں۔ اس کی انفرادیت یہ تھی کہ اس میں "ڈال۔الف۔نون" کے عنوان سے بچوں کے خطوط کی اشاعت ہوتی۔

بھائی جان:

بھائی جان کا آغاز ۱۹۵۱ء میں کراچی سے ہوا۔ روزنامہ جنگ کے ادارے کی طرف سے شائع کیا گیا۔ اس کے بانی شفیع عقیل تھے۔ یہ رسالہ دس سال تک جاری رہنے کے بعد بند ہو گیا۔

ہمدرد نونہال:

ہمدرد نونہال کا آغاز حکیم محمد سعید کی زیر نگرانی ۱۹۵۳ء میں کراچی سے ہوا۔ اسے مسعود احمد برکاتی کی ادارت میں جاری کیا گیا۔ یہ رسالہ ہمدرد فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع ہوا۔ اس رسالے میں بچوں کے لیے دلچسپ کہانیاں، تاریخی واقعات، سائنسی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس رسالے میں لکھنے والے مسعود احمد برکاتی، علی ناصر زیدی، وحیدہ نسیم، ناصر زیدی، مرزا ادیب، حکیم محمد سعید کے نام نمایاں ہیں۔

کارٹون:

ماہنامہ کارٹون کا آغاز ۱۹۵۶ء میں ہوا۔ یہ رسالہ کامل قریشی کی ادارت میں جاری ہوا۔

پھلواری:

۱۹۶۰ء میں شیخ غلام علی اینڈ سنز کی طرف سے لاہور میں رسالہ "پھلواری" کا آغاز ہوا۔ اس کے مدیر عزیز اثری تھے۔ یہ رسالہ پانچ سال جاری رہنے کے بعد ۱۹۶۵ء میں بند ہو گیا۔ اس کے آخری دور میں عشرت رحمانی اس کے مدیر تھے۔

ننھے منوں کی دنیا:

یہ رسالہ ۱۹۶۰ء میں لاہور سے جاری کیا گیا۔ لیکن پانچ سال کے اندر ۱۹۶۵ء میں بند ہو گیا۔ اس رسالے کے مدیر پروفیسر صوفی عبدالعزیز تھے۔ ۱۹۶۳ء میں ان کے بیٹے اجمل مدیر بنے۔

امنگ:

امنگ رسالے کو ۱۹۶۰ء میں لاہور سے جاری کیا گیا۔ اس کے مدیر منصور احمد تھے۔ ۱۹۶۷ء میں اس کی ذمہ داری حکیم نور احمد چوہان نے سنبھالی۔ جنوری ۱۹۶۷ء سے دسمبر ۱۹۶۷ء تک ناصر زیدی اس کے مدیر رہے۔

بچوں کی ڈائجسٹ:

رسالہ جنوری ۱۹۶۲ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے مدیر حامد اللہ خان ملک تھے۔ اس میں بچوں کی تربیت کے لیے اور ذہنی نشو نما کی غرض سے حکایات سعدی پر مبنی کہانیاں ایک خصوصی مقام رکھتی ہیں۔

بچوں کا باغ:

اس رسالے کا آغاز ۱۹۷۳ء میں لاہور سے ہوا۔ اس میں اخلاقی کہانیاں، نظمیں، لطیفے اور مختلف موضوعات پر معلومات فراہم کی جاتی ہے۔ اس رسالے کے مدیر اعلیٰ ایم یوسف اور مدیر مقبول احمد دہلوی تھے۔

جگنو:

۱۹۷۵ء میں شیخ غلام علی اینڈ سنز نے ماہنامہ جگنو جاری کیا۔ اس کے مدیر اعلیٰ رشید نیاز مقرر ہوئے اور یہ رسالہ اشتیاق احمد کی ادارت میں شائع ہوا۔

آنکھ مچولی:

آنکھ مچولی کا آغاز ۱۹۸۶ء میں گرین گائیڈ اکیڈمی نے کراچی سے کیا۔ اس کے سرپرست ڈاکٹر ابواللیث صدیقی تھے۔ اس کے مدیر اعلیٰ ظفر محمود شیخ اور مدیر امجد اسلام امجد تھے۔

ننھے شاہین:

اس رسالے کا آغاز جون ۱۹۸۶ء میں ہوا۔ نقش اعوان نے اسے لاہور سے جاری کیا۔ اس کے ایڈیٹر منصور احمد بٹ تھے۔ رسالے میں لکھنے والوں میں احمد اقبال، شہزاد ماجد، ڈاکٹر بلقیس، امتیاز علی، محمد لطیف سائل، آغا اشرف وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ رسالے میں تاج حسین کی خونی بھوت کے عنوان سے سلسلہ وار کہانی شائع ہوتی رہی ہے۔ جو مافوق الفطرت ہونے کے باوجود بچوں میں مقبول رہی۔

ساتھی:

ماہنامہ ساتھی ۱۹۸۹ء میں کراچی سے جاری ہوا۔ اس کے مدیر سید شمس الدین تھے۔ اس رسالے کا پہلا نام "پیامی" تھا جو ۱۹۷۷ء سے شائع ہو رہا تھا۔ لیکن بعد میں ۱۹۸۹ء سے یہ رسالہ ساتھی کے نام سے شائع ہونے لگا جو اب تک جاری ہے۔

سم سم:

ماہنامہ سم سم کا آغاز ۲۰۰۴ء میں کراچی سے ہوا۔ یہ رضوان بھٹی کی ادارت میں جاری ہوا۔ اس رسالے میں اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی کے لیے بھی الگ حصہ رکھا گیا تھا۔ ابتدائی صفحات پر قرآنی آیات کا ترجمہ اور احادیث شریف کے تراجم بھی پیش کیے جاتے تھے۔ اداریے میں ملکی سیاسی، سماجی معاملات کے علاوہ حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کے واقعات بھی پیش کیے جاتے تھے۔

گو گو:

رسالہ گو گو کا آغاز ۲۰۰۶ء میں مجاہد خان کی ادارت میں کراچی سے ہوا۔ اس رسالے کے ابتدا میں آیات اور حدیث اور پھر اداریہ درج کیا جاتا ہے۔ رسالے کے لیے سوالات اور ان کے جوابات، نظمیں، لطیفے اور شاعری بچوں سے منتخب کروائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو بچہ سب سے اچھا تبصراتی خط لکھتا ہے اُسے انعام سے بھی نوازا جاتا ہے۔

ذوق وشوق:

ماہنامہ ذوق وشوق کا آغاز ۲۰۰۶ء میں کراچی سے ہوا۔ یہ رسالہ مفتی محمد شفیع کی سرپرستی میں جاری ہوا۔ اس کے مدیر اعلیٰ محمد عارف رشید اور مدیر عبدالعزیز ہیں۔ اس رسالے کا مقصد اصلاح اور تربیت ہے۔ اس کے پہلے صفحات پر قرآنی آیات کا ترجمہ اور تفسیر، حدیث کا ترجمہ شامل کیا جاتا ہے۔ جو بھی کہانی رسالے

میں لکھی جاتی ہے اُس کا عنوان تجویز کرنے کے لیے بچوں کو کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ رسالے میں عربی زبان کے الفاظ لکھے جاتے ہیں اور ان کے معانی لکھنے کے لیے بچوں کو کہا جاتا ہے۔

ان رسائل کے علاوہ اور بہت سے رسائل پاکستان سے بچوں کی تعلیم و تربیت کی غرض سے شائع ہوتے رہے ہیں اور اکثر رسائل کچھ عرصہ رہنے کے بعد بند ہو گئے۔ "غنچہ "۱۹۶۰ء میں شفیق دہلوی کی ادارت میں جاری ہوا، ماہنامہ "سند باد" عرفان غازی کی ادارت میں ۱۹۷۰ء میں جاری ہوا، ۱۹۷۰ء میں ہی ارشاد احمد بیگ کی ادارت میں "ہونہار" کا آغاز ہوا، "سائنس بچوں کے لیے "ڈاکٹر منظور احمد کی ادارت میں ۱۹۷۲ء میں کراچی سے جاری ہوا۔ یہ سارے رسائل کچھ عرصہ جاری رہنے کے بعد بند کر دیئے گئے۔

ہ۔رسالہ "تعلیم و تربیت" کا تعارف:

مولوی فیروزالدین اپنے وقت کے سب سے ممتاز علماء میں شمار ہوتے تھے۔ انھوں نے قرآن کا فارسی اور اردو میں ترجمہ کیا۔ انھوں نے برطانوی راج کے ڈائریکٹر ایجوکیشن ولیم بیل کے کہنے پر کتابیں شائع کرنا شروع کیں۔ انھوں نے کہیں کتابیں تصنیف کیں ان کی پہلی کتاب داتا گنج بخش کی کتاب "کشف المحجوب "کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے اردو لغت "فیروز اللغات" بھی مرتب کی ہے۔ مولوی فیروز الدین نے ۱۸۹۴ء میں فیروز سنز لمیٹڈ کی بنیاد رکھی۔ جو آج پاکستان کی بڑی پبلشنگ کمپنی کے طور پر جانی جاتی ہے۔ رسالہ تعلیم و تربیت ۱۹۴۱ء میں مولوی فیروز الدین کے بیٹے ڈاکٹر عبد الوحید خان کی سرپرستی میں جاری ہوا۔ ڈاکٹر عبد الوحید خان اس کے ایڈیٹر رہے۔ تعلیم و تربیت بچوں کے ادبی رسائل میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ رسالے میں موجود مواد کے ذریعے سے بچوں کی اخلاقی، ذہنی، دینی تربیت کی جاتی ہے۔ اس کا مواد معلوماتی ،سائنسی، اخلاقی اور تفریح تحریروں پر منحصر ہے۔ ڈاکٹر روشن آرا راؤ لکھتی ہیں:" پاکستان میں بچوں کے رسالوں میں ماہانہ رسالہ تعلیم و تربیت کو خصوصی مقام حاصل ہے۔"(۳۱)

رسالے میں بہت سے ادیبوں نے لکھا جن کی تحریروں سے رسالے کی اہمیت میں گراں قدر اضافہ ہوا۔ لکھنے والوں میں مرزا ادیب، فیض لدھیانوی، طاہر لاہوری، خالد بزمی، تاج الدین، فریدہ گوہر وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ بقول ڈاکٹر روشن آرا راؤ:" ملک کے نامور ادیبوں کی تحریروں سے اس مجلے کی اہمیت میں اضافہ ہوتا رہا۔"(۳۲) تعلیم و تربیت کا آغاز ۱۹۴۱ء میں پاکستان بننے سے پہلے ہوا لیکن پاکستان بننے کے بعد بھی رسالے کی اشاعت پابندی کے ساتھ اب تک جاری ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر محمود الرحمن لکھتے ہیں:" تعلیم و تربیت رسالہ پابندی وقت کے ساتھ تقسیم کے بعد بھی نکل رہا ہے۔"(۳۳)

رسالہ "تعلیم و تربیت "نے اپنی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ہر ممکن ملک کے بچوں کی تربیت کے لیے کوشاں رہا ہے۔ آغاز سے اب تک اپنی پالیسی سے اطفال کو مثبت رجحانات کی طرف راغب کرتا ہے۔

و۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" میں شامل اصناف ادب کا جائزہ:

تعلیم و تربیت کا شمار بچوں کے قدیم رسائل میں ہوتا ہے جس نے اپنی اشاعت کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ تعلیم و تربیت کے موجودہ مدیر ظہیر سلام ہیں جو اس رسالے کے ناشر بھی ہیں۔ رسالے کے ادارتی معاملات کو اسٹنٹ ایڈیٹر عابدہ اصغر دیکھتی ہیں۔

تعلیم و تربیت کے عملے میں اور کون کون سے لوگ شامل ہیں۔ اس حوالے سے تفصیلات اب رسالے میں شائع نہیں کی جاتی جبکہ پہلے کہیں سالوں تک تعلیم و تربیت میں کام کرنے والے تمام کارکنان کے نام باقاعدہ شائع کیے جاتے تھے۔ تعلیم و تربیت میں جہاں کہیں نئے مصنفین کا اضافہ ہوا ہے وہیں بہت سارے لکھنے والے ایسے بھی ہیں جو کہ گزشتہ کئی برس سے رسالے کے لیے لکھ رہے ہیں۔

تعلیم و تربیت کے موجودہ ادیبوں اور شاعر میں کلیم چغتائی، نذیر انبالوی، جاوید بسام، ناصر محمود فرہاد، ڈاکٹر طارق ریاض، غلام حسین میمن، کاشف ضیائی، علی اکمل تصور، فاروق دانش، ریاض عادل، زبیدہ سلطانہ، محمد نسیم، رانا محمد شاہد، فرزانہ چیمہ وغیرہ کے نام نمایاں ہیں۔

رسالے کے مستقل سلسلوں میں حمد، نعت، درس قرآن و حدیث، دماغ لڑاؤ، بوجھو تو جانیں، کیا آپ جانتے ہیں، کھیل دس منٹ کا، آیئے مسکرائیں، بچوں کا انسائیکلوپیڈیا، پسند اپنی اپنی، میری زندگی کے مقاصد، کھوج لگائیے، آپ بھی لکھیے، ایڈیٹر ڈاک، بلاعنوان اور ہونہار مصور شامل ہیں۔

بچوں کے بڑے ادیب کی تحریریں تعلیم و تربیت میں کبھی کبھار نظر آتی ہیں جن میں ثاقبہ رحیم الدین، مرزا ادیب، علامہ اقبال، سعید لخت، کشور ناہید، قیوم نظر، اسماعیل میرٹھی وغیرہ شامل ہیں۔

بچے جب پڑھنا سیکھ لیتے ہیں تو کتابوں میں دل چسپی لینے لگتے ہیں۔ بڑوں کی طرح بچوں کو بھی کتاب پڑھنے میں اس لیے لطف آتا ہے کہ کتاب سے جو تجربہ حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسرے طریقے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ بچے کو اگر کتاب پڑھنے سے دل چسپی ہو جائے تو پھر وہ بھی ختم نہیں ہو سکتی۔

دنیا کی کوئی طاقت بچے کو پڑھنے کے لیے مجبور نہیں کر سکتی۔ خاص کر اُن چیزوں کو جنھیں وہ پسند نہ کرتے ہوں۔ جو کتاب بچوں کو پسند نہ ہو وہ بے دلی سے پڑھتے ہیں۔ بچوں کے مطالعے کے شوق اور کتاب سے اس کی دل چسپی کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ بچے کی ذہنی سطح اس کی دلچسپی کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے پڑھنے کے لیے دیا جائے۔

بچوں کے ادب میں کتابوں نے جہاں بچوں کے مطالعے کی رغبت کو مثبت سرگرمیوں میں ڈالا وہیں رسائل کی اشاعت نے بھی بچوں کے مطالعے کو بنیاد فراہم کی۔ ان رسائل میں شائع ہونے والی کہانیوں، نظمیں، انعامی سلسلے اور سرگرمیوں بچوں میں پڑھنے کا شوق پیدا کیا اور بچوں کی اخلاقی تربیت میں اہم کردار کیا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بچوں کے ادب کی کوئی قدریں مقرر نہیں ہوتیں لیکن اگر ہم بچوں کے ادب کو اچھی طرح جان لیں تو ہم دیکھیں گے کہ بچوں اور بڑوں دونوں کے ادب کی مشترکہ قدریں ہیں جن کی بنیاد پر ان کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے سی۔ ایل۔ یو کا کہنا ہے کہ وہ ادب کبھی بھی معیاری نہیں ہو سکتا جس سے ہم دس سال کی عمر میں تو لطف اندوز تو ہو جائیں مگر پچاس سال کی عمر میں نہ ہوں۔ ادب کے معیار کا ثبوت یہی ہے کہ ہر عمر اور ہر زمانے میں لوگ اس سے لطف اندوز ہوں۔

رسالہ "تعلیم وتربیت" میں شامل اصناف ادب میں ادار یہ، مضامین، کہانی، خطوط، پہیلیاں، شاعری، لطیفے شامل ہیں۔

اداریہ:

اداریہ ایسے مضمون کو کہا جاتا ہے جو تجزیہ کار اخبار یا رسالے کے ادارتی عملے کا رکن یا پھر کسی ناشر کا تحریر کردہ ہو۔

> "عام مفہوم میں اداریے سے مراد ایسی تحریر ہے جو اخبار کے نام کی تختی کے نیچے ادارتی صفحے پر شائع کی جاتی ہے"۔[۳۴]

اکثر اوقات اداریوں میں حالات حاضرہ کے موضوعات کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اداریے میں کئی مربوط واقعات کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ کالم اخبار کے درمیان میں دیا جاتا ہے اگر موضوع زیادہ اہم ہو تو صفحہ اول پر بھی دیا جاتا ہے۔ زیر بحث موضوع میں رسالہ "تعلیم وتربیت" کے اداریہ کا تجزیہ کیا جائے گا۔

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے ایڈیٹر ظہیر اسلام ہیں جو ماہنامہ "تعلیم وتربیت" کے اداریہ نگار بھی ہیں۔ ماہنامہ "تعلیم وتربیت" میں اداریہ کے لیے پہلا صفحہ مخصوص ہے جس پر ہر شمارے میں اداریہ دیا جاتا ہے۔ جس میں دینی، اخلاقی، سماجی، سیاسی موضوعات کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ ظہیر اسلام یوم آزادی کے حوالے سے ایک اداریے میں لکھتے ہیں:

> "سب سے پہلے آپ کو یوم آزادی مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس ذات نے ہمیں ایک آزاد مملکت میں پیدا کیا۔ ہمارا یہ آزاد وطن کسی نعمت سے کم نہیں۔ اس کی قدر محکوم قوموں سے پوچھیں جو آزادی کی نعمت سے مرحوم ہیں۔ یہ پیارا وطن پاکستان ہمارا گھر ہے جیسے ہمارے اپنے انفرادی گھر۔ اس پیارے سے گھر کی حفاظت کیجیے اور صاف ستھرا رکھیں۔ ایسے ہی جیسے آپ اپنا گھر صاف ستھرا رکھتے ہیں۔"[۳۵]

نئی نسل کی بہترین تربیت کے لیے جہاں اچھے اور بہتر نصاب کی ضرورت ہوتی ہے وہاں بہترین ادب بھی ضروری ہے۔ بچوں کے رسائل ان کی کتابیں، کہانیاں، نظمیں، مضامین وغیرہ غیر محسوس انداز میں بچوں کی کردار سازی کرتی ہیں۔ بچے رسائل میں موجود کہانیاں شوق سے پڑھتے ہیں۔ اس لیے بچوں کے بہتر نصاب کے ساتھ بہترین بچوں کی کتابیں، رسالے کے فروغ پر توجہ دینے کی ضرورت رہتی ہے۔

مضامین:

> "کسی بھی عنوان پر معلومات کو اکٹھا کر کے اس کے ذیلی موضوعات پر روشنی ڈالتے ہوئے جامعہ مواد کی ترتیب، تسلسل اور روانی کے ساتھ پیش کرنا یا کسی موضوع پر ترتیب کے ساتھ اظہار خیال کرنا مضمون کہلاتا ہے۔"[۳۶]

ماہنامہ "تعلیم و تربیت" میں جہاں بچوں کے اخلاق واطوار کو سنوارنے کے لیے کہانیاں، شاعری اور مختلف تحریروں کو شامل کیا گیا وہیں مضامین بھی شامل کئے گئے ہیں۔ مضامین کے ذریعے سے قومی تہوار، شخصیات جیسے قائداعظم، علامہ اقبال، محترمہ فاطمہ جناح، ٹیپو سلطان وغیرہ کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

محترمہ فاطمہ جناح کے حوالے سے رسالہ "تعلیم و تربیت" کے جولائی ۲۰۱۹ء کے شمارے میں "مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح" کے عنوان سے مضمون شائع ہوا جس میں فاطمہ جناح کی پاکستان کے لیے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر دن رات کوشش کا ذکر کیا گیا ہے۔

> "۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک محترمہ فاطمہ جناح نے دن رات اس قدر محنت سے کام کیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ جب ۱۹۴۷ء کو پاکستان بن گیا تو وہ قائداعظم کے ساتھ دارالحکومت کراچی آ گئیں۔"[۳۷]

کہانی:

زندگی کے آغاز سے لے کر آج تک زندگی اور کہانی کا چولی دامن کا ساتھ ہے جو کبھی جدا نہیں ہوسکتے۔ کہانی یا قصہ انسان کے ان کارناموں کی روداد ہوتی ہے جن میں زندگی کے کسی نہ کسی پہلو کا ذکر موجود ہو۔ قرآن کریم میں بھی انبیاء کرام اور مختلف قوموں کے واقعات بیان کئے گئے ہیں جو زندگی کو سنوارنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ کہانی ہر زمانے میں موجود رہی ہے۔ ایک طرح سے کہنا غلط نہ ہو گا کہ کہانی کا آغاز دنیا کے ساتھ ہوا۔ حضرت آدمؑ کا ذکر قرآن مجید سے ملتا ہے۔ ماہنامہ "تعلیم و تربیت" بچوں کی مختلف انداز میں کردار سازی کرتا رہا ہے۔

رسالہ ہر ماہ چھپتا ہے۔ جس میں مختلف کہانیاں تربیت اطفال کی غرض سے شائع کی جاتی ہیں۔ رسالہ میں بچوں کی اخلاقی تربیت کی غرض سے "ایمانداری" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک بزنس مین لڑکے کی ایمانداری سے خوش ہو کر اسے اپنے دفتر میں سیکرٹری کی نوکری دیتا ہے۔

"اس بزنس مین نے بتایا کہ میں نے کئی بار سیکرٹری رکھے لیکن سب نے میرے ساتھ بے ایمانی کی، اس لیے میں نے یہ بٹوا باہر پھینکا تا کہ جو مجھے بٹوا لا کر دے گا، میں اسکو اپنا سیکرٹری رکھوں گا۔"[۳۸]

شاعری:

شاعر اپنے احساسات اور جذبات خوبصورت الفاظ کے چناؤ سے مختلف تکنیک اپناتے ہوئے بیان کرتا ہے مثلاً رباعی، غزل، گیت، نظم وغیرہ۔ شاعر جو سوچتا ہے اسے انھیں خوبصورت الفاظ کا جامہ پہنا کر بیان کرنا شاعری ہے۔ شاعر باقی عوام کی نسبت زیادہ حساس ہوتا ہے۔ وہ اپنے ماحول، زندگی کے اُتار چڑھاو کو زیادہ شدت اور گہرائی سے محسوس کرتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ شاعری کا تعلق حساس لوگوں سے ہے۔

ماہنامہ "تعلیم وتربیت" میں اداریے کے بعد حمد اور نعت بیان کی جاتی ہیں۔ رسالے میں حمد باری تعالیٰ اور نعت پیش کرنے کا شرف نامور اور غیر معروف سبھی لوگوں کو حاصل ہے۔ اس سلسلے میں بہت سے مصنفین نے اپنے قلم کے جوہر دکھائے اور دکھا رہے ہیں۔

ماہنامہ "تعلیم وتربیت" اُن چند کامیاب رسائل میں سے ہے جو پاکستان بننے سے قبل شروع ہوا اور تاحال بہترین کارکردگی سے آنے والی نسل کی تعمیر وترقی میں کوشاں ہے۔

"جہاں سارا ترا محتاج اللہ
ہے عظمت والا تیرا تاج اللہ
تو سنتا ہے ہر اک چھوٹے بڑے کی
تو رکھے لاج ہر کھوٹے کھرے کی"[۳۹]

رسالہ "تعلیم وتربیت" میں حمد ونعت کے علاوہ نظم بھی شائع کی جاتی ہیں۔ اگست ۲۰۱۸ء کے شمارے میں "آج کٹی زنجیر" کے عنوان سے نظم شائع ہوئی:

"آج کٹی زنجیر، وطن آزاد ہوا
محکومی کے بندھن ٹوٹے
سارے دشمن نکلے جھوٹے
قائداعظم نے جب کی
آزادی کی تفسیر، وطن آزاد ہوا

آج کٹی زنجیر، وطن آزاد ہوا"[40]

خطوط:

خطوط قدیم زمانے سے پیغام رسانی کا ایک ذریعہ رہا ہے۔ زمانہ قدیم میں اپنا پیغام ایک جگہ سے دوسری جگہ یعنی ایک شہر سے دوسرے شہر پہچانے کے لیے خطوط کا استعمال کیا جاتا تھا۔ بقول مولوی عبدالحق:

"خط یا مکتوب دو افراد یا ادارے کے درمیان اطلاعات و معلومات کے لیے لکھا جانے والا پیغام ہے۔ خط دلی خیالات و جذبات کا روزنامچہ اور اسرار حیات کا صحیفہ ہے"۔[41]

خطوط ایک دوسرے کے ساتھ مختلف امور پر بات چیت کرنے کے لیے تحریر کئے جاتے ہیں۔ اس میں اپنے حالات سے دوسرے کو باخبر کرنا یا ان کے حالات معلوم کرنا، کسی مسئلے پر اپنی رائے کا اظہار کرنا یا تجاویز دینا وغیرہ۔

زیر تحقیق مقالے میں ہم ماہنامہ "تعلیم و تربیت" کے اطفال کے کردار پر اثرات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ ماہنامہ "تعلیم و تربیت" میں جہاں نعت، حمد، مضمون، شاعری، کہانی کے ذریعے سے اطفال کی تربیت کی جا رہی ہے وہی خطوط بھی شامل ہیں۔ ان خطوط میں ہر ماہ چھپنے والے تمام مواد پر مستقل قارئین کی اظہار رائے ملتی ہے۔ ان خطوط کے ذریعے نئے نئے مشوروں کے ساتھ ماہنامہ "تعلیم و تربیت" ٹیم کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی ہے۔ ان خطوط لکھنے والوں میں بچے، جوان، بزرگ سب شامل ہوتے ہیں۔ یہ رسالہ بچوں کے لیے معلوماتی، تفریحی، اخلاقی، اصلاحی رسالہ ہے۔ حبیب اللہ خان نے رحیم یار خان سے ایک خط لکھا جو رسالے کے نومبر ۲۰۱۹ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ حبیب اللہ لکھتے ہیں:

"مجھے تعلیم و تربیت رسالہ پڑھتے ہوئے چار سال ہو گئے ہیں لیکن خط لکھنے کی زحمت آج کی ہے۔ میرے ماموں بھی اسے پڑھتے ہیں اور انہوں نے میری ماما کو ہمارے لیے لانے کو کہا۔ اس رسالے کو پڑھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔ اگر بات کی جائے رسالے کی تو شمارہ ٹاپ پر تھا۔ تمام کہانیاں اچھی تھیں۔ خاص طور پر کالی بلا، سچی خوشی، جگو بھیڑیے کی کہانی بہت اچھی تھیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ شمارے میں کوئی جاسوسی ناول بھی شامل کریں۔ امید ہے آپ میری بات پر بھرپور توجہ دیں گی"۔[42]

لطیفے:

رسالہ "تعلیم و تربیت" میں بچوں کی ضرورت کے تحت "آیئے مسکرائیں" کے نام سے لطیفے شائع کئے جاتے ہیں۔ اس میں بچوں کی ذہنی استعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے چھوٹے چھوٹے لطائف شامل کئے جاتے ہیں

جو بچوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیرنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ ایسے لطائف اور موضوع الفاظ کا چناؤ کیا جاتا ہے جو اخلاق کے دائرہ کار میں ہوں۔ مزاح کو مزاح کی طرح بیان کرنا ماہنامہ "تعلیم و تربیت" کا خاصا ہے۔ جس طرح بچوں کی اخلاقی تربیت کے لیے کہانیاں اور مضامین سے مدد لی جاتی ہے۔ اسی طرح بچوں کے لیے ہلکا پھلکا مزاح انھیں تازہ دم ہونے میں مدد دیتا ہے اور مزاح ہی مزاح میں بچوں کو نئی اور مفید معلومات سے آگاہ بھی کیا جاتا ہے۔

"ڈاکٹر: شیخ صاحب آپ کو کیلے کے چھلکے نظر نہیں آئے تھے جو آپ پھسل گئے۔
شیخ: ڈاکٹر صاحب میں نے پاؤں رکھ کر دیکھا تھا کہ چھلکے میں کیلا تو نہیں ہے"۔[۴۳]

پہیلیاں:

"اس جملے یا کلام کو کہتے ہیں جو ذو معنی ہو یا اس کے معانی کو الفاظ کی اوٹ میں قصداً اس غرض سے مخفی رکھا گیا ہو کہ مخاطب کی سوجھ بوجھ با آسانی نہ پا سکے۔"[۴۴]

بچے کھیلنا پسند کرتے ہیں۔ بچوں سے پہیلیاں پوچھنا نہ صرف اُن کے لیے تفریح کا موقع فراہم کرتی ہے بلکہ اُن کی ذہنی نشوونما میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ماہنامہ "تعلیم و تربیت" میں بچوں کے لیے "بوجھو تو جانیں" کے نام سے پہیلیاں شائع کی جاتی ہیں۔

"موتی سچے تھے یا جھوٹے
ہاتھ کے لگتے ہی سب ٹوٹے"[۴۵]

"سورج کے جانے پر تین
سورج کے آنے پر دو
صدیوں سے ہوتا آیا ہے
اور قیامت تک یہ ہو"[۴۶]

رسالے نے ادب کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بچوں کو مثبت رجحانات اور تعمیری مواد دستیاب کیا جو کے خوش آئین بات ہے۔ بچوں کے کردار کی تعمیر و ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور کر رہا ہے۔ نظم ہو کے نثر اپنے قلم کے ذریعے بچوں کے اخلاق کو سنوارنے کی کوشش کی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند، دہلی، ۱۹۷۲ء، ص ۱۴۹

۲۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۷۴

۳۔ سیدہ مشہدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، رانچی آرٹ پرنٹرس، رانچی، ۱۹۹۰ء، ص ۲۴

۴۔ ایضاً، ص ۲۴

۵۔ جامع الترمذی، حدیث نمبر ۲، جلد نمبر ۳، ص ۱۱۷

۶۔ خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، زاہد بشیر پرنٹرز، ۲۰۰۵، ص ۶۱

۷۔ القرآن، انفال، ۸: ص ۴۴

۸۔ الصحیح بخاری، حدیث نمبر ۷۴۶، جلد نمبر ا، ص ۱۸۲

۹۔ القرآن، الحجرات، ۴۹: ۱۰، ص ۹

۱۰۔ القرآن، المائدہ، ۵: ص ۴۲

۱۱۔ القرآن، المعارج، ۷۰: ص ۳۵۔۳۲

۱۲۔ القرآن، البقرہ، ۲: ص ۱۹۵

۱۳۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۸۷

۱۴۔ القرآن، بنی اسرائیل، ۱۷: ص ۷۰

۱۵۔ القرآن، الحجرات، ۴۹: ص ۱۳

۱۶۔ القرآن، آل عمران، ۳: ص ۱۳۴

۱۷۔ القرآن، البقرہ، ۲: ص ۲۵۶

۱۸۔ زیب النساء بیگم، اقبال اور بچوں کا ادب، ترقی اردو بیورو نئی دہلی، ۲۰۰۰ء ص ۸

۱۹۔ محمد اکرام خان، مفکرین تعلیم، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، ۲۰۱۱ء، ص ۴۷

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۴۳

۲۱۔ http : //www.wikipedia.org، ۲۴ اکتوبر ۲۰۲۱ء، 2:52AM

۲۲۔ ایضاً

۲۳۔ خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، کلر پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۹۸۹ء، ص ۳۶

۲۴۔ اطہر پرویز، ادب کیسے کہتے ہیں، ترقی اردو بورڈ، نئی دہلی، ۱۹۷۶ء، ص ۱۳

۲۵۔ محمود الرحمن، اردو میں بچوں کا ادب، نیشنل پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ، کراچی۔ ڈھاکہ، ۱۹۷۰ء، ص ۱۲
۲۶۔ محوی صدیقی، مالک باغ، معیار ادب، بھوپال، ۱۹۷۹ء، ص ۲۴
۲۷۔ خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، کلر پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۹۸۹ء، ص ۱۶۵
۲۸۔ رشید امجد، مرزا ادیب شخصیت اور فن، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۵۷۵
۲۹۔ ثاقبہ رحیم الدین، ثاقبہ کی کہانیاں (ایک تعارف اور تبصرہ)، پرنٹنگ ایونیو ہاؤس، راولپنڈی، ۲۰۰۹ء، ص ۳۰۱
۳۰۔ https://www.bbc.com، ۲۸ اکتوبر ۲۰۲۱ء، 10:04 AM
۳۱۔ روشن آرا راؤ، ڈاکٹر، مجلاتی صحافت کے ادارتی مسائل، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، س ن، ص ۵۳
۳۲۔ ایضاً
۳۳۔ محمود الرحمن، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، س ن، ص ۱۲
۳۴۔ ur.wikipedia.org/Editorial ۱۰ جنوری ۲۰۲۳ء، بروز پیر، بوقت 10 AM
۳۵۔ ظہیر اسلام، اداریہ، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۴، اگست ۲۰۱۸، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱
۳۶۔ مضمون نگاری Urdu.blogspot.com/، تاریخ ۱۰ جنوری ۲۰۲۳ء، بروز پیر، بوقت 10:30 AM
۳۷۔ ظہیر اسلام، مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح (مضمون)، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۳، جولائی ۲۰۱۹، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۴
۳۸۔ حرا عابد، ایمانداری (کہانی)، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۳، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۰
۳۹۔ ظفر محمود انجم، حمد، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۹ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲
۴۰۔ قیوم نظر، آج کٹی زنجیر (نظم)، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۴، اگست ۲۰۱۸، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۴
۴۱۔ مکتوب نگاری ur.m.wikipedia.org/، بتاریخ ۱۶ جنوری ۲۰۲۳ء، بروز پیر، بوقت ۱۲ بجے دن۔
۴۲۔ حبیب اللہ خان، ایڈیٹر کی ڈاک (خط)، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۹ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۶
۴۳۔ قاسم الیاس، آیئے مسکرائیں (لطیفہ)، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۴، اگست ۲۰۱۸، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۱
۴۴۔ https://www.rekhtadictionary.com، بتاریخ ۱۶ جنوری ۲۰۲۳ء، بروز پیر، بوقت ۱:۳۰ بجے دن

۴۵۔ سارہ ارشد، بوجھو تو جانیں (پہیلی)، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۴، اگست ۲۰۱۸، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۲

۴۶۔ انور کامران، بوجھو تو جانیں (پہیلی)، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۸، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۷

باب دوّم:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رسالے "تعلیم و تربیت" میں موجود تربیتی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ

اسلام توحیدی مذہب ہے جو الہامی کتاب قرآن مجید کی تعلیمات پر قائم ہے۔ جب جب انسانوں کو ہدایت کی ضرورت ہوئی اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے کسی بندے کو اپنا نبی بنا کر اپنی ہدایت کے ساتھ بھیج دیا۔ نبوت کا سلسلہ نبیؐ پر آ کر ختم ہوا۔ آپؐ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے آخری اور مکمل ہدایات قرآن کریم کی صورت میں نازل فرمائی۔ اسلامی تعلیمات کی بنیاد قرآن کریم اور نبیؐ کے ارشادات اور سیرت نبویؐ ہے۔

اسلام نے ایمان کے بعد اخلاق حسنہ کی تعلیم و تربیت پر بہت زور دیا۔ رسولؐ کی بعثت کے جن مقاصد کا قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے اِن میں ایک آپؐ کو انسانوں کا تزکیہ کرنا بھی شامل ہے اور اس تزکیہ میں اخلاق کی اصلاح کو اہمیت حاصل ہے۔

بچے ہمارا آنے والا کل ہیں اس لیے ان کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ آج کا بچہ کل ملک اور قوم کی ترقی کا اہم ذریعہ ہے۔ جو معمار کی حیثیت رکھتا ہے۔ بچوں کی طرح ان کا ادب بھی اہمیت کا حامل ہے۔ بچوں کی ذہن کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسا ادب تخلیق رکھنے کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے جو بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے مدد گار ثابت ہو، جسے پڑھ کر نہ صرف بچے لطف اندوز ہوں بلکہ اُن کی تربیت بھی ممکن ہو۔

حصول پاکستان کی تحریک میں دو قومی نظریے کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اسی دو قومی نظریے کے تحت مسلمانوں کے لیے الگ ملک کی جدوجہد کی گئی۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے اس حوالے سے کہا تھا کہ پاکستان کا مطالبہ محض زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جہاں اسلامی اصولوں کو اپنایا جاسکے۔

مجوزہ باب میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رسالہ "تعلیم و تربیت" میں موجود جن تربیتی عناصر کا تجزیہ کیا جارہا ہے درج ذیل ہیں:

الف۔ عدل وانصاف:

عدل کے لغوی معنی ہیں "برابری" اور انصاف کے لغوی معنی ہیں "فیصلہ کرنا"، "دو ٹکڑے کرنا"۔ عدل وانصاف سے مراد غیر جانبدار ہو کر فیصلہ کرنا۔ عدل وانصاف کسی بھی معاشرے کی بقا اور اُس کی ترقی اور فروغ کے لیے اہم ہے۔ کوئی بھی معاشرہ عدل کے بغیر صحت مند طریقے سے ترقی حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی ایسے معاشرے میں انسانی حقوق کی ادائیگی ممکن ہے۔ عدل وانصاف صرف حکومت یا سلطنت کے لیے ہی مختص نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں عدل درکار ہے۔ خواتین، یتیم بچے، عدلیہ، لین دین، ناپ تول، رشتے دار، حتیٰ کے زندگی کے ہر معاملے میں عدل وانصاف سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں بیشتر جگہ پر عدل وانصاف کو قائم کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

"فرما دیجیے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے۔"(۱)

ایک اور جگہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: "اور ناپ تول کو انصاف سے پورا کرو۔"(۲)

حضورؐ کی تشریف آوری سے پہلے سارا معاشرہ ظلم، وحشت وجہالت میں مبتلا تھا۔ عدل وانصاف کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ انسانیت غلامی کی زنجیروں میں جکڑی تھی۔ حکمران بے رحم تھے۔ عوام بے بس تھی۔ مقدمات کے فیصلے امراء اور سلاطین کے اشاروں کے مطابق کئے جاتے تھے۔ ایسے تاریک دور میں حضورؐ دنیا میں تشریف لائے۔ ظلم وجبر کے اندھیرے ختم ہونے لگے۔ انسانیت میں جان آنے لگی جو لوگ سہمے ہوئے تھے، ظلمت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور دین اسلام کے سائے میں سانس لینے لگے۔ حضورؐ نے نظام عدل وانصاف کی بنیاد آئین قرآن پر قائم کی۔ آپؐ نے عدل وانصاف کے راستے میں آنے والی ہر چیز کو دور کیا۔ پست اور بلند کے فرق کو ختم کیا۔ اپنے اور بیگانے کی تمیز کو ختم کیا۔ مجرم کو اس کی جگہ پر رکھتے ہوئے اُس کو ویسی ہی سزا سنائی، جس کا قانون کی رو سے وہ حق دار تھا۔ ایک موقع پر حضورؐ کے پاس ایک معزز خاندان کی عورت کا چوری کا مقدمہ آیا تو آپؐ نے اُس کا ہاتھ کاٹ دینے کی سزا سنا دی جس پر کچھ لوگوں نے اس کی سفارش کرنا چاہی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"اور خدا کی قسم! اگر فاطمہ بن محمد بھی چوری کرتی تو میں اسکے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔"(۳)

معاشرے کی خوشحالی کے لیے معاشرے کا قیام انصاف کی بنیادوں پر ہونا ضروری ہے جس معاشرے میں انصاف ختم ہو جائے وہاں بہت سی برائیاں جنم لینے لگتی ہیں۔ ماہنامہ "تعلیم وتربیت" نے بچوں کے ذہن

میں انصاف کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی غرض سے عدل وانصاف پر مبنی بہت سی کہانیاں، مضامین، تاریخی واقعات وغیرہ کو شائع کیا۔ اسلام نے عدل وانصاف کے معاملے میں دوست، دشمن، امیر، غریب، رشتے دار، بہن بھائی، ماں باپ سب کو برابر رکھا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"اے ایمان والو! انصاف کے علمبردار اور اللہ کے لیے گواہ ہو، اگرچہ انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتے داروں پر ہی کیوں نہ ہو۔"(۴)

رسالے "تعلیم و تربیت" کے دسمبر ۲۰۱۰ کے شمارے میں "انصاف" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک سیٹھ کی اپنی اولاد نہ ہونے کے باعث وہ دو بچوں کو گود لے لیتا ہے۔ انھیں سگے باپ سے بڑھ کر چاہتا ہے۔ بیٹی شازیہ بڑی ہو کر اپنے والد پر فخر محسوس کرتی ہے جبکہ فراز بیٹا منشیات کا استعمال شروع کرتا ہے۔ منع کرنے پر اپنے والد کا قتل کر دیتا ہے۔ شازیہ فراز کے خلاف گواہی دیتی ہے اور اُسے پولیس کے حوالے کر دیتی ہے۔

"انسپکٹر صاحب! اسے لے جائیں ورنہ میں اسے اپنے ہاتھوں سے سزا دے دوں گی۔"(۵)

شازیہ کو والد کی وفات کے بعد بھائی سے بھی ہاتھ دھونا پڑا لیکن وہ انصاف پر خوشی محسوس کرتی ہے۔

"وہ آج باپ کے بعد بھائی سے بھی محروم ہو گئی تھی مگر اُسے اس انصاف پر جو خوشی تھی اُس نے شازیہ کی روح تک کو سیراب کر دیا تھا۔"(۶)

انسان کی معاشرتی زندگی کی ابتدا سے ہی اقتدار اور اختیارات کا سلسلہ کسی نہ کسی شکل میں قائم رہا ہے۔ عدل کے قیام کی تمام تر ذمہ داریاں حضورؐ نے حاکمِ وقت پر ڈالی ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

"اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو۔"(۷)

اگست کے ۲۰۱۲ء شمارے میں "انصاف کا تقاضا" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی۔ جس میں انگریز حکومت کے دور کے ایک مجسٹریٹ کالا خان کے عدل وانصاف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ جب کالا خان ایبٹ آباد کے مجسٹریٹ تھے۔ ان کے پاس شکایت کی گئی کہ ایبٹ آباد کے علاقے کوٹھیالہ کے جنگل سے

نامعلوم افراد نے درخت کاٹے ہیں۔ جب کچہری لگائی گئی تو مجسٹریٹ نے علاقے کے رئیس صمد خان کو ایک ہزار روپے جرمانہ کیا جبکہ رئیس صمد خان مجسٹریٹ کے والد تھے۔

"صاحب زادہ کالا خان، رئیس صمد خان کے بیٹے تھے لیکن ایک بیٹا ہونے کے باوجود صاحب زادہ کالا خان نے انصاف کے تقاضے کو پورا کیا۔"(۸)

"تعلیم و تربیت" اپریل ۲۰۱۴ء کے اداریے میں ایڈیٹر نے بادشاہ نوشیرواں جو فارس ایران کا بادشاہ تھا۔ اس کے عدل و انصاف کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ نوشیروان ایک شاہی محل تعمیر کروانا چاہتا تھا۔ اس محل کو چوکور بنانے کے لیے ایک طرف سے زمین کی ضرورت تھی جو ایک بوڑھی خاتون کی تھی۔ بوڑھی خاتون نے زمین دینے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ محل بے شک ٹیڑھا بنے مگر بوڑھی عورت کے ساتھ جبر نہ کیا جائے۔

"محل چوکور نہ بنے تو بلا سے، مگر بڑھیا پر جبر نہ ہو۔"(۹)

جب محل تیار ہو گیا تو ایک طرف سے ٹیڑھا تھا۔ بوڑھی عورت بادشاہ کے پاس آئی اور زمین بادشاہ کو بغیر کسی قیمت دینے کی بات کی۔ جب بادشاہ نے پہلے انکار کی وجہ پوچھی تو بوڑھی عورت کہنے لگی۔

"اے بادشاہ صرف اس لیے کہ دنیا بھر میں آپ کے انصاف کا ڈنکا بج جائے۔"(۱۰)

انفرادی اور اجتماعی سطح پر انسان اُس وقت ظلم کا شکار ہوتا ہے جب ملک کا نظام غیر عادل ہاتھوں میں ہو کیونکہ ظالم حکومتی نظام نہ صرف معاشرے میں افراد کے حقوق کی پامالی کرتا ہے بلکہ معاشرے کے امن اور سکون کو بھی برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

عدل و انصاف کے حوالے سے صحابہ کرامؓ کی زندگی سے بھی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ جن میں سے چند کا ذکر رسالے میں ملتا ہے۔ رسالہ جولائی ۲۰۱۶ء میں حضرت عمر فاروقؓ کے عدل و انصاف کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عمرؓ کے بڑے بیٹے عبداللہ نے ایک بار اونٹ خریدا اور اسے سرکاری چراہ گاہ میں بھیج دیا جب وہ صحت مند ہوا تو اُسے فروخت کرنے کی غرض سے بازار لے گئے۔ جب حضرت عمرؓ کو پتا چلا تو وہ بازار پہنچے اور فرمایا:

"امیر المومنین کے بیٹے کے لیے بھی کسی قسم کی رعایت ہرگز نہیں۔ عبداللہ! اپنے اونٹ کی اصل قیمت لو اور منافع بیت المال میں جمع کروا دو۔"(۱۱)

اگست ۲۰۲۰ء کے شمارے میں "عادل حکمران" بنگال کے سلطان غیاث الدین کے عدل وانصاف کے حوالے سے رسالے میں شائع کی گئی کہانی ہے۔ جس میں سلطان غیاث الدین کے ہاتھوں انجانے میں بچے کا قتل ہو جاتا ہے۔ قاضی غیاث الدین کو عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دیتا ہے۔ عدل وانصاف کا یہ تقاضا ہے کہ قاضی اپنی گدی کے نیچے کوڑار کھتا ہے کہ اگر بادشاہ نے شریعت کا حکم ماننے سے انکار کیا تو بادشاہ کو سزا دی جاسکے اور اُدھر بادشاہ اپنے پاس تلوار رکھتا ہے کہ اگر قاضی نے انصاف نہ کیا تو اُس کا سر قلم کیا جاسکے۔ جب فیصلہ ہو جاتا ہے تو بادشاہ قاضی سے کہتا ہے:

"اگر آپ میری ذرا سی بھی رعایت کرتے تو میں اس تلوار سے آپ کی گردن اڑا دیتا۔"(۱۲)

جس کے جواب میں قاضی کہتا ہے:

"اگر آپ شریعت کا حکم ماننے سے ذرا بھی ہچکچاتے تو میں اس کوڑے سے آپ کی خوب خبر لیتا۔"(۱۳)

بادشاہ نے قاضی کو انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے بااختیار بنایا اور بادشاہ خود بھی منصف مزاج ہے جو خود کو قاضی کے حکم پر عدالت میں پیش کرتا ہے۔ اس کہانی میں ایک مثالی ریاست، مثالی بادشاہ اور قاضی کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ رسالے میں عدل وانصاف کے حوالے سے ان کہانیوں اور واقعات کے ذریعے سے بچوں کو عدل وانصاف کی قدر واہمیت سے آگاہ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

ب۔ اخوت:

اخوت کے معنی بھائی جیسی محبت، برادرانہ تعلقات، بھائی چارہ وغیرہ کے ہیں۔ اسلامی اخوت سے مراد مسلمانوں کا باہمی بھائی چارہ ہے۔ اس بھائی چارے میں ہر وہ شخص شامل ہے جس نے کلمہ توحید پڑھا ہو چاہے وہ دنیا کے کسی بھی جگہ سے تعلق رکھتا ہو۔

حضورؐ کی آمد سے قبل عرب کے قبائل ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ جنگ وجدل کا بازار ہر وقت گرم رہتا۔ اگر ایک بار لڑائی کا آغاز ہو جاتا تو وہ کہیں نسلوں تک ختم کا نام نہ لیتی۔ ایسے ماحول میں حضورؐ کی آمد ہوئی۔ آپؐ نے جہالت کے اندھیرے مٹا کر اخوت کی بنیاد رکھی۔ ارشاد الٰہی ہے: "تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔"(۱۶) یعنی تمام مسلمان ایک دوسرے کے دینی بھائی ہیں۔ اس لیے ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے

دوسرے دینی مسلمان بھائی کا خیال رکھے۔ اگر ایک کسی مشکل میں مبتلا ہے تو دوسرا اُس کی مدد کرے۔ دکھ سکھ میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے:

"ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔"(۱۵)

بھائی چارے کی عمدہ مثال انصار نے پیش کی۔ حضورؐ کے ہمراہ مہاجرین مکہ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے مہاجرین اور انصار کو آپس میں دینی بھائی بنا دیا۔ انصار بھی اپنا سب کچھ اپنے مہاجر بھائیوں کو دینے کے لیے تیار تھے۔ مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کے بھائی چارے کی مثال تمام مسلمانوں کے لیے ایک نمونہ ہے۔ اسلام نے برابری کا درس دیا کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہیں ہے۔ حضورؐ کا فرمان ہے:

"کسی کالے کو کسی گورے پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ اللہ کے نزدیک وہی عزت والا ہے جو متقی ہے۔"(۱۶)

لیکن آج کے معاشرے میں خاندان، قبیلے اور قوم میں تقسیم ہو کر مسلمان مسلمان کا دشمن بنا بیٹھا ہے۔ آج کی نسل اسلام سے دوری کے باعث دنیا کی ظاہری رنگینی میں کھو چکی ہے۔ ان حالات میں بچوں کی تعلیم و تربیت ایک کٹھن عمل ہے۔ بچوں میں بھائی چارے، ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے اپنے بھائی کا خیال رکھنے، اُس کے دکھ درد، مصیبت میں اُس کا سہارا بننے کا درس دینے کے لیے ایسی ادبی تخلیقات کی ضرورت ہے۔ جن کو بچے نہ صرف دلچسپی سے پڑھیں بلکہ اپنے عملی زندگی میں اُسے اپنانے کی کوشش کریں۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" میں مختلف کہانیوں، مضامین، شاعری کے ذریعے سے بچوں میں اخوت بھائی چارہ کا جذبہ اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مارچ ۲۰۱۱ء کے شمارے میں "لڑائی لڑائی معاف کرو" کے عنوان سے کہانی چھپی جس میں دو بہنوں کی اول ایک دوسرے سے نفرت، بداخلاقی دکھائی گئی ہے۔ دونوں بہن لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں۔ ان کے والدین انھیں سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں جو بے سود جاتی ہے۔

والدین دونوں میں محبت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے مختلف شہروں میں رشتے داروں کے ہاں بھیج دیتے ہیں جہاں رہ کر انھیں اپنے بداخلاق رویے اور بدتمیزیوں کا احساس ہوتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے محبت کا جذبہ لیے واپس گھر لوٹتی ہیں اور اپنی گذشتہ رویے پر ندامت محسوس کرتے ہوئے ایک دوسرے کو گلے لگا دیتی ہیں۔

"اوہ میں تو بھول گئی تھی سوری سارہ۔ ثمرہ نے معذرت خواہانہ انداز میں اس کی طرف دیکھا اور پھر دونوں کبھی نہ لڑنے کا پکا عہد کرتے ہوئے ایک دوسرے کے گلے لگ گئیں۔"(۱۷)

"تعلیم و تربیت" مئی ۲۰۱۸ء کے شمارے میں "مدد گار ہاتھ" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں دو بھائی جو آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ ایک کا نام عاقل اور دوسرے کا مجاہد گھر والے دونوں کو سمجھاتے ہیں کہ محبت اور اتفاق سے مل جل کر رہے۔ ایک دوسرے کا خیال رکھیں اگر ایک کو تکلیف ہو تو دوسرا بھائی اُس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرے۔ دونوں بھائیوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت کا جذبہ ابھارنے کے لیے کہانی میں اسلامی تعلیمات کا سہارالیا گیا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں کام آنے کے لیے پیدا کیا ہے، ایک مسلمان دکھ میں مبتلا ہو تو دوسرے مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کی حالت دیکھ کر درد ہوتا ہے، اللہ اور اس کے رسولؐ ایک دوسرے کے غموں میں شریک ہونے کے احکام فرماتے ہیں۔"(۱۸)

آج ہر ایک فرد کی زندگی صرف اُس کے لیے مفادات تک محدود ہو گئی ہے۔ آج کے انسان نے خود کو اتنا مصروف کر دیا کہ اُس کے پاس اپنے مسلمان پڑوسی کا حال جاننے تک کی فرصت نہیں رہی۔ اُس کے ساتھ والے گھر میں مسلمان پڑوسی بھوکا مر رہا ہو، محلے میں یتیم اور بیوائیں دو وقت کی روٹی کے محتاج ہوں لیکن آج کا مسلمان غفلت میں پڑا اپنے مفادات تک محدود ہے۔ جب کہ حدیث نبویؐ ہے": مومن وہ نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔"(۱۹)

اپنے پڑوسی سے محبت، اخوت کا درس دینے اور اُن کے ساتھ مل جل کر رہنے کے حوالے سے "تعلیم و تربیت" کے جون ۲۰۱۰ء کے شمارے میں "خیال رکھنا" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں آصف محمود نامی شخص اپنے پڑوسی سے محبت اور اخوت کا رشتہ قائم رکھنے کی غرض سے ہر دوسرے دن گھر سے کھانے کی چیزیں پڑوسی کے گھر لے جاتا آصف محمود کی اس عادت پر پڑوسی بھی حیرت میں مبتلا تھے جس پر آصف محمود کہتے ہیں:

”ہمدانی صاحب میں تو یہ صرف اور صرف اس لیے کرتا ہوں کہ میں نے نبیؐ کی یہ حدیث سنی ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب تو سالن پکالے تو اس کے پانی کو زیادہ کیا کر اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھ۔“(۲۰)

بچوں کو اخوت، بھائی چارہ کا درس دینے اور اُن میں مل جل کر رہنے، ایک دوسرے کا خیال رکھنے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی غرض سے رسالہ "تعلیم وتربیت" کے مارچ ۲۰۱۲ء کے شمارے میں "بھائی چارہ" کے عنوان سے نظم شائع ہوئی جس میں نفرت نسل پرستی، ذات پات، زبان کے تعصب کو ختم کرکے مل جل کر رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

پیارے بچو! یہ بات میری سنو
بھائی چارے کا درس دو سب کو
ختم نفرت جہاں سے ہو جائے
پیار کے گیت ہر کوئی گائے
رنگ اور نسل ،ذات وزبان
ہو تعصب تو اس میں ہے نقصان
کالے گورے کا فرق مٹ جائے
آدمی آدمی ہی کہلائے(۲۱)

نظم میں بچوں میں نفرت کے منفی پہلو کو ختم کرکے ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے پیش آنے ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا کہا گیا اور بتایا گیا ہے کہ جو لوگ دوسرے کا خیال رکھتے ہیں جو دوسروں کو حقیر جاننے کی بجائے محبت اور اخوت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان کے لیے دوسرے کے دل میں محبت، عزت واحترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی عمدہ مثال حضورؐ کی حیات مبارکہ ہے آپؐ نے اپنے اخلاق وکردار کے ذریعے سے دشمنوں کو دوست، خون کے پیاسوں کو بھائی بھائی بنایا۔ اسی طرح نظم میں بچوں کو اسوہ رسولؐ کو اپنانے کی تلقین کی گئی ہے۔

جو محبت سے پیش آتا ہے
سب دلوں میں وہ گھر بناتا ہے
سب مسلمان بھائی بھائی ہیں
اور اسلام کے فدائی ہیں
اسوہ مصطفیؐ کو اپناؤ
علم کی روشنی پھیلاؤ(۲۲)

اسلام نے برابری کا درس دیتے ہوئے کسی کے درمیان بھی امتیازی رویا نہیں رکھا۔ سب مسلمان برابر ہیں اور یہی برابری برادرانہ تعلق کی بنیاد ہے۔

ج۔ مساوات:

مساوات کے لغوی معنی برابری کے ہیں۔ اسلام نے تمام بنی نوع انسان کو برابری کا حق دیا۔ کسی کو بھی رنگ، نسل، قبیلہ، وطن، قوم کی بنا پر فوقیت حاصل نہیں۔ قبائل، خاندان، قوم صرف باہمی تعارف کے لیے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

"اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، پھر تمھیں قبائل اور گروہوں میں تقسیم کیا تاکہ تم تعارف حاصل کر سکو۔"[۲۳]

اسلام میں مساوات کے دو طریقے بتائے گئے ہیں۔ ایک قانونی مساوات اور دوسرا معاشرتی مساوات۔ قانونی مساوات کے مطابق تمام افراد کے لیے یکساں قانون ہے۔ کوئی امیر ہو یا غریب، بادشاہ ہو یا غلام، سربراہ حکومت ہو یا عام آدمی سب کے لیے قانون کی اطاعت لازم ہے۔ کوئی بھی قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ اسلام میں عزت اور احترام کا معیار صرف تقویٰ کی بنا پر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "بیشک تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"[۲۴]

معاشرتی مساوات کے مطابق معاشرے میں تمام انسان برابری کا حق رکھتے ہیں کسی کو بھی خاندان، قبیلے، ذات پات، رنگ و نسل کی بنا پر فضیلت حاصل نہیں ہے اس کی عمدہ مثال حضورؐ کی حیات مبارکہ سے لی جاسکتی ہے۔ حضورؐ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ سے کی تھی۔ اسلام کا تصور مساوات ہی تھا جس کی بدولت حضرت عمرؓ جب امیر المومنین تھے۔ بیت المقدس کی فتح کے موقع پر تشریف لائے تو آپ اونٹ کی مہار تھامے چل رہے تھے جبکہ آپ کا خادم اونٹ پر سوار تھا۔

بچوں کا ذہن سادہ کاغذ کی مانند ہوتا ہے۔ جس پر جو کچھ لکھ دیا جائے وہ نقش ہو جاتا ہے۔ بچوں کی ابتدائی عمر سے ہی ایسی ترتیب کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس سے بچوں کے اندر اخوت، مساوات، انکساری، محبت، ہمدردی، رحم دلی جیسے اعلیٰ اوصاف پیدا کیے جاسکیں۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے مارچ ۲۰۱۱ء کے شمارے میں "آگاہی" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں بچوں کو حدیث نبویؐ کے ذریعے سے مساوات کا درس دیا گیا ہے۔ کہانی میں فیصل نامی لڑکے کا حال

بیان کیا گیا ہے۔ جس کا رنگ کالا ہونے کی وجہ سے سکول میں باقی طالب علم اُس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اُس کو مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔ کلاس میں اُستاد نے ایک روز بچوں کو حدیث نبویؐ پڑھ کر سنائی:

"لوگو تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ تم میں سے کسی عربی کو عجمی اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں اور نہ ہی کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل ہے۔ اللہ کے نزدیک فضیلت کی بنیاد تقویٰ ہے۔"(۲۵)

جس سے بچے اپنی غلطی پر نادم ہوتے ہیں اور فیصل سے معافی مانگ لیتے ہیں۔ اسلام نے طبقات، ذات پات، اونچ نیچ کے فرق کو ختم کر کے ہر ایک کو برابر کا حق دیا لیکن اس کے باوجود آج معاشرے میں طبقات، ذات پات، اعلیٰ اور پست کا رجحان پایا جاتا ہے۔

"تعلیم و تربیت" جون ۲۰۱۶ء کے رسالے میں "سنہرا خواب" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک بچہ شمس الدین بہادر ایک گھر میں ملازم ہے وہ سکول جانا چاہتا ہے لیکن گھر کی مالکن کو یہ بات پسند نہیں وہ اُسے ڈانتی ہے۔ اُسے نچلے طبقے کا جان کر اُسے تعلیم حاصل کرنے کے قابل نہیں سمجھتی۔ اپنی شوہر سے کہتی ہے:

"بھلا اس طبقے کے بچے بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں؟ اسکی تو سات پشتوں میں سے بھی کسی نے سکول کی شکل نہیں دیکھی ہو گی۔"(۲۶)

آج کے معاشرے میں صرف ہم پلہ لوگوں کو عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جبکہ ہر انسان کی عزت نفس ہوتی ہے اور کبھی بھی کوئی یہ نہیں چاہتا کہ اُس کی عزت نفس کو مجروح کیا جائے۔ آج کے وقت میں جس کے پاس پیسہ، گاڑی، دولت ہو اُسے عزت کے لائق سمجھا جاتا ہے جبکہ ایک غریب اور نادار فرد کو حقیر جان کر اُس کی عزت نفس کو پامال کیا جا رہا ہے۔ اللہ اور رسولؐ نے تمام انسانوں کو برابری کا حق دیا کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہیں۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے فروری ۲۰۱۳ء کے شمارے میں "سوری سر" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں دیکھا گیا کہ کاؤنٹر گرل ایک شخص کو عام لباس میں دیکھ کر حقارت کا اظہار کرتی ہے لیکن جب وہی شخص تھری پیس سوٹ میں آتا ہے تو اُس سے معافی مانگنے کی کوشش کرتی ہے۔

"وہ میرے ظاہری حلیے سے اس قدر متاثر ہوئی کہ سر! سر! کرنے لگی۔"(۲۷)

"تعلیم وتربیت" اپریل ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "حیثیت متمنی" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک آفسر کا اپنی ملازمہ کے ساتھ حسن سلوک دیکھا گیا ہے۔ ملازمہ کو کھانے کے میز پر ساتھ بیٹھ کر کھانے کا کہتے ہیں جس پر ملازمہ بے اختیار رو دیتی ہے جب اُس سے پوچھا جاتا ہے تو کہتی ہے آج تک جس بھی گھر میں کام کیا کسی نے اتنی عزت نہیں دی جس پر خرم جو گھر کے مالک ہیں کہتے ہیں:"بی سمینہ اسلام میں سب برابر ہیں۔ کوئی بڑا نہیں، کوئی غریب نہیں۔"(۲۸)

اسلام نے برابری کا درس دیا۔ ہر شخص برابر کی عزت کا حق دار ہے۔ دور جاہلیت میں ملازمین کو جس نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا آپؐ نے اس کا تصور ہی بدل کر رکھ دیا۔ ملازم کے لیے بھی وہی عزت اور احترام کا معیار مقرر کیا جو خاندان کے باقی افراد کے لیے تھا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے:

"جب کسی کا خادم اس کے لیے کھانا تیار کرے، پھر وہ کھانا لائے اور اس کی گرمی اور دھواں برداشت کر چکا ہو تو اسے اپنے ساتھ بٹھائے کہ وہ بھی کھائے اگر کھانا تھوڑا ہو تو اس میں سے خادم کے ہاتھ پر ایک دو لقمے رکھ دے۔"(۲۹)

مساوات کی تعلیم کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ تمام انسانوں کو یکساں حقوق ملیں۔ کسی بھی فرد کے ساتھ معذوری، مرد عورت کے امتیاز یا آقا اور غلام کی بنیادوں پر کسی بھی خطے میں کسی قسم کا کوئی امتیاز نہ کیا جائے۔

د۔ نرم خوئی اور شیریں کلامی:

نرم خوئی سے مراد دوسرے افراد کے ساتھ نرم لب ولہجہ میں بات کرنا ہے۔ انسان کی اخلاقی زندگی میں جس پہلو کے اثرات اور نتائج دیرپا ہوتے ہیں۔ ان میں زبان کی نرمی یا سختی شامل ہے۔ حضورؐ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو شیریں کلامی اور نرم خوئی کی تاکید کی۔ زبان کی تلخی اور سخت کلامی سے منع فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ غلط بات کے جواب میں بھی سختی اور تلخی سے بات کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا:

"مومن بندہ نہ زبان سے حملہ کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا اور نہ بدگو اور نہ گالی بکنے والا۔"(۳۰)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار یہودیوں کی ایک جماعت نے آپؐ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور کہا "اسام علیکم" جس کا مطلب ہے تمہیں موت آئے۔ حضرت عائشہؓ نے ان کی اس گستاخی پر سخت رویہ اپنایا اور جواب میں فرمایا تم ہی کو موت آئے اور تم پر خدا کی لعنت ہو جس پر حضورؐ نے پھر ارشاد فرمایا:"اے عائشہؓ زبان کو روکو، نرمی کا رویہ اختیار کرو اور سختی اور بدزبانی سے خود کو بچاؤ۔"(۳۱)

گویا حضورؐ نے یہودیوں کی تلخ کلامی اور سختی کے جواب میں بھی سختی اور تلخی کو پسند نہیں کیا اور نرمی اختیار کرنے کی ہدایت دی۔ معاشرے میں فسادات اور جھگڑے عموماً زبان کی بے احتیاطیوں، تلخیوں سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ جس شخص کے مزاج میں نرمی ہوتی ہے وہ اپنے گھر والوں، پڑوسیوں، افسروں، ماتحتوں غرض کے معاشرے میں ہر فرد کے ساتھ نرم ہو گا، تو اس کی بدولت وہ خود بھی راحت اور سکون میں رہے گا اور دوسروں کے لیے بھی راحت اور سکون کا باعث ہو گا۔ یہ نرمی آپس میں محبت کا جذبہ پیدا کرے گی۔ احترام اور خیر خواہی کے جذبات ابھریں گی۔ معاشرے میں فسادات کا خاتمہ ہو گا۔

بچوں میں جلد سیکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے اس لیے بچوں کی تربیت کے دوران والدین کے لیے لازم ہے کہ وہ نہایت پیار بھرا میٹھا لہجہ اپنائیں، شائستہ زبان اور اچھے الفاظ کے ذریعے سے بچوں کے سامنے ایک نمونہ پیش کریں تاکہ بچے بھی اچھی اور میٹھی زبان کا استعمال کرنے کے عادی ہوں۔ بہترین زبان میں گفتگو کرنا نہ صرف کسی بندے کی دلی خوشی کا باعث بنتی ہے بلکہ اللہ کے ہاں اسکا بڑا اجر و ثواب ہے اور اللہ نرمی کو پسند کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ خود مہربان ہے اور نرمی اور مہربانی کرنا اس کو محبوب بھی ہے اور نرمی پر وہ اتنا دیتا ہے جتنا کہ سختی پر نہیں دیتا اور جتنا کہ نرمی کے ماسوا کسی چیز پر بھی نہیں دیتا۔"[۳۲]

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے شمارہ جنوری ۲۰۱۴ء کے اداریے میں مدیر نے ایک شہد فروخت کرنے والے کی کہانی بیان کی ہے جو اپنی شیریں زبان اور خوش اخلاقی کی وجہ سے لوگوں کا دل موہ لیتا تھا۔ ہر کوئی اس کی نرم مزاجی سے متاثر ہو کر اُس سے شہد خریدتا۔ لیکن باقی شہد فروخت کرنے والے اُس سے حسد کرتے اُس کی مقبولیت ختم کرنے کی کوشش میں لگے رہتے۔ آخر وہ شہد فروش کی خوش کلامی کو بد اخلاقی اور سخت کلامی میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تلخ کلامی کی وجہ سے اس کے گاہک ٹوٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جب یہ اپنی پریشانی کا اظہار بیگم سے کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتی ہے۔

"پہلے تم اپنی شیریں گفتاری اور حسن اخلاق سے لوگوں کے دل موہ لیتے تھے، ہر شخص تم سے بات کر کے خوش ہوتا تھا۔۔۔ اب تمہاری تلخ گفتاری نے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کر دی۔ انھیں تمہارا شہد بھی کڑوا معلوم ہوتا ہے۔"[۳۳]

بچوں کو میٹھے بول اور بہترین زبان کے استعمال کی طرف مائل کرنے کے لیے رسالہ "تعلیم و تربیت" کے شمارہ نومبر ۲۰۱۹ء میں "اخلاق یاد رہتا ہے" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں دو دوست صارم اور

شکیب کا بہت سالوں کے بعد ایک روز لائبریری میں اچانک آمنا سامنا ہوا۔ شکیب صارم کو دیکھتے ہی پہچان گیا۔ اس کی وجہ صارم کا زمانہ طالب علمی میں اچھا اخلاق اور اس کی شیریں کلامی تھی جس نے شکیب کو اس قدر متاثر کر رکھا تھا کہ بائیس سال بعد بھی شکیب نے صارم کو پہچاننے میں دیر نہیں کی۔ شکیب صارم سے مخاطب ہو کر کہتا ہے:

”ہم دونوں ہم جماعت تھے، تمہاری اور میری پکی دوستی تھی تمہارا لہجہ میٹھا اور اخلاق بہت اچھا تھا۔ تمہیں دیکھ کر میں بھی تمہاری طرح بننے کی کوشش کرتا تھا۔“(۴۴)

وہیں ان کا ایک اور ہم جماعت طفیل بھی آجاتا ہے۔ جس کا کافی دیر تک تعارف سننے کے بعد بھی پہچاننے میں وقت لگتا ہے۔ اس کی وجہ زمانہ طالب علمی میں طفیل کی تلخ کلامی تھی جس کی وجہ سے اُسے کسی نے بھی یاد رکھنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ اچھے اخلاق اور کردار والے لوگ اگر برسوں بعد بھی کہیں مل جائیں تو انھیں پہچاننا مشکل نہیں ہوتا کیونکہ اُن کا اخلاق اور کردار آپ کے لیے ایک نمونہ رہتا ہے جسے آپ ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ اچھا اخلاق دلوں میں گھر کر جاتا ہے۔ جو شخص نرم اور دھیمے لہجے میں بات کرتا ہے اُس کی بات سننے والے کے دل پر اثر انداز ہوتی ہے جبکہ سخت لہجہ، غصیلا انداز سختی، نافرمانی، بغاوت پر آمادہ کرتا ہے۔ میٹھے بول، دھیمے لہجے میں گفتگو کرنے والے سے ہر کوئی بات چیت کرنا پسند کرتا ہے اُس سے ملاقات کا خواہش مند رہتا ہے جبکہ سخت اور تلخ بات کرنے والے سے لوگ دور بھاگتے ہیں اور کوئی بھی اس سے بات چیت کرنا پسند نہیں کرتا۔

"تعلیم وتربیت" دسمبر ۲۰۱۸ء کے شمارے میں "میٹھے بول میں جادو ہے" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک نجومی بادشاہ کو جنگ کے دوران ہاتھ دیکھ کر بتاتا ہے کہ اُسے شکست ہوگی اُس کے ساتھی ساتھ چھوڑ دیں گے نجومی کا انداز گفتگو غصیلا اور سخت تھا۔ بادشاہ نجومی کی گفتگو سن کر غصہ کی حالت میں اُسے قید کر دیتا ہے۔ نجومی اپنے اُستاد سے ملنے کی درخواست کرتا ہے۔ اُستاد نجومی دربار میں آکر بادشاہ کا ہاتھ دیکھ کر وہی باتیں بتاتا ہے جو شاگرد نے بتائی لیکن اُس کا انداز گفتگو سلجھا ہوا، نرم اور دھیما لہجہ تھا میٹھے بول بادشاہ کا دل موہ لیتے ہیں۔ بادشاہ انعامات کے ساتھ شاگرد کی رہائی کا حکم دیتا ہے جس پر شاگرد حیرت میں مبتلا ہوتا ہے کہ وہی بات اس نے بھی کی تھی جو استاد نے کی جس پر استاد کہتا ہے:

"باتیں ہماری دونوں کی ایک جیسی ہیں مگر طرز گفتگو الگ الگ ہے۔ میرے ہر جملے
سے بادشاہ خوش ہوتا گیا اور تمہارے ہر جملے سے بادشاہ کو غصہ آتا گیا۔ بیٹا اس لیے
عقل مند کہتے ہیں میٹھے بول میں جادو ہے۔"(۳۵)

رسالہ "تعلیم و تربیت "نومبر ۲۰۲۰ء کے شمارے میں "بات جب بھی بولو" کے عنوان سے نظم شائع ہوئی جس میں میٹھے بول کے ذریعے سے دوسروں کی خوشی کا باعث بننے اور اُن کے دکھ درد دور کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ بچوں کو ایسی زبان کے استعمال کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو دشمن کا دل بھی موہ لے۔ دشمن بھی دوست بن جائے۔

لفظوں کو اپنے، مسکان بنا کر
رنج کسی کا ان سے مٹادو
میٹھی باتوں کا جام ہلا کر
دشمن کو بھی اپنا بنالو
نرم بات کو شعار بنا کر
عزت اپنی ہر بار بڑھا لو(۳۶)

فروری ۲۰۲۰ء کے شمارے میں "میٹھے بول میں جادو ہے" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک بڑھیا کی جنگل میں چاروں موسموں سے ملاقات ہوتی ہے۔ بڑھیا اپنی شیریں کلامی کی وجہ سے موسموں سے دوسو اشرفیاں انعام میں حاصل کرتی ہے۔

"اب بڑھیا خوشی سے نہال تھی۔ اس نے اپنے میٹھے بول سے زندگی بھر کا سرمایہ جمع
کر لیا تھا۔"(۳۷)

جب کہ وہیں دوسری ہمسائی بڑھیا جس کی تلخ زبان تھی۔ جب جنگل میں اُس کی چاروں موسموں سے ملاقات ہوتی ہے تو چاروں موسم مل کر اُسے مارتے ہیں یہاں تک کہ اُس کی دردناک چیخوں سے جانور اور پرندے بھی خوف کا شکار ہو جاتے ہیں۔ انسان کے مزاج میں نرمی اس کے اچھے اخلاق کا نتیجہ ہے۔ بچوں کی تربیت کے دوران بچپن میں ہی انہیں بات چیت کرنے کے آداب سکھائے جانے چاہیں کیونکہ فصاحت اور بلاغت کے ساتھ شیریں انداز میں بات چیت کرنا انسان کا جمال ہے۔

ہ۔ اطاعت و فرماں برداری:

فرماں برداری کے معنی حکم ماننا، اطاعت کرنا، تابعداری کرنا کے ہیں۔ بقول ڈاکٹر خوشحال زیدی:

”والدین، اساتذہ، بڑے بھائی، بہن اور دوسرے بزرگ جو کچھ کہیں اس کو مان لینا فرماں برداری کہلاتی ہے۔“[۳۸]

معاشرتی زندگی کی بنیاد خاندان پر ہے اور خاندان کا قیام اور اُس کی مضبوطی والدین کے احترام کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ رسولؐ نے جہالت میں جکڑے معاشرے کو والدین کی فرماں برداری اور عزت واحترام کا درس دیا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ”اور ہم نے انسان کو اس کے والدین سے نیک سلوک کا حکم فرمایا۔“[۳۹]

ماں باپ کی خدمت ان کی فرماں برداری اوران کو راضی رکھنے کے حوالے سے نبی نے ارشاد فرمایا”: وہ تمہاری جنت اور دوزخ ہیں۔“[۴۰] یعنی اگر ماں باپ کی خدمت، ان کی فرماں برداری کی جائے گی تو جنت پالیں گے اور اس کے برعکس اگر والدین کی نافرمانی کی جائے، انھیں ناراض کیا جائے گا تو آدمی کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ والدین کی طرف تیز نگاہوں سے دیکھنا، اُن پر غصہ کرنا، اپنے والدین کا تعارف کرواتے شرم محسوس کرنا، والدین کی نافرمانی اور ان کی دل آزاری کا باعث ہے۔ حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے ارشاد فرمایا:

”کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتادوں، عرض کی اللہ کے رسولؐ ضرور بتائیں آپؐ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔“[۴۱]

والدین کی فرمانبرداری کی جزا تو اللہ کی رضا اور جنت کی بشارت ہے لیکن رسولؐ نے بتایا کہ والدین کی فرمانبرداری کرنے والے کو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نعمت سے نوازتا ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے:

”اپنے آباء (ماں باپ) کی خدمت و فرماں برداری کرو، تمہاری اولاد تمہاری فرمانبرداری اور خدمت گزار ہوگی۔“[۴۲]

رسالہ تعلیم وتربیت کے مارچ ۲۰۱۲ء کے شمارے میں "فرمانبردار" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی۔ جس میں بچوں کو والدین کی فرمانبرداری اور اُن کی اطاعت کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ کہانی میں فہیم کا کردار ایک فرمانبردار بیٹے کا ہے جس کو اُس کے والد کہتے ہیں کہ اگر اس کی میٹرک میں اول پوزیشن نہ آئی تو وہ گھر واپس نہ آئے۔ ایک دن گزر جاتا ہے فہیم گھر نہیں لوٹتا۔ سب پریشان ہوتے ہیں۔ اُس کو تلاش کرتے ہیں آخر میں جب فہیم ملتا ہے اُس سے گھر نہ آنے کی وجہ پوچھی جاتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ والد نے کہا تھا اگر اول پوزیشن

نہ آئے تو وہ گھر نہ لوٹے اس لیے وہ پارک میں بیٹھا رہا گھر واپس نہیں آیا۔ فہیم کی بات سن کر والد آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں وہ فہیم سے کہتے ہیں: "میرا اچھا۔۔۔ میرا فرمانبردار بچہ۔۔۔" (۴۳)

نومبر ۲۰۱۸ء کے شمارے میں "لالی کو معافی مل گئی" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک مرغے کے ذریعے سے بچوں کو والدین کی فرمانبرداری اور اُن کی بات ماننے کی طرف حامل کیا گیا ہے۔ کہانی میں مرغے کی والدہ اُسے کھیتوں میں جانے سے منع کرتی ہے۔ اس کے باوجود وہ کھیتوں میں چلا جاتا ہے۔ کھیتوں کا مالک اسے پکڑ کر قید کر دیتا ہے۔ اُس کی یخنی بنانے کی تیاری شروع ہو جاتی ہے وہ خدا سے دعا کرتا ہے کہ وہ آئندہ اپنی امی کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ اُس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ڈبے کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ جب مرغا اپنی ماں سے ملتا ہے تو کہتا ہے: "امی جان! میں اب آپ کی کبھی نافرمانی نہیں کروں گا۔" (۴۴)

اسی طرح مئی ۲۰۱۸ء کے رسالے میں "نافرمان کُٹ کُٹ" کی کہانی شائع ہوئی جس میں کُٹ کُٹ ایک مرغی کے کردار کے ذریعے سے بتایا گیا ہے کہ جو والدین کی نافرمانی کرتے ہیں انھیں سخت سزا کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کٹ کٹ کی والدہ اُسے سمجھاتی ہے کہ زیادہ کھانا نقصان دہ ہوتا ہے اس لیے وہ بھوک رکھ کر کھائے اور آرام سے کھائے لیکن کٹ کٹ اپنی والدہ کی کوئی بات نہیں مانتی۔ ایک روز جب ماں گھر پر موجود نہیں ہوتی کٹ کٹ اپنے منہ سے بڑا مٹر کا دانا کھا لیتی ہے جو اُس کے گلے میں پھنس جاتا ہے۔ کٹ کٹ بہت سی تکلیف برداشت کرنے کے بعد ماں کی نافرمانی اور لالچ سے توبہ کرتی ہے اور تہیہ کرتی ہے کہ آئندہ زندگی میں اپنی ماں کی فرمانبردار بیٹی بن کر رہے گی۔

> "اس طرح کافی دیر تک ماں کی نافرمانی اور لالچ کی سزا جھیلنے کے بعد کٹ کٹ کو چین کا سانس لینا نصیب ہوا۔" (۴۵)

ہمارے وجود کا سبب ہمارے والدین ہیں۔ والدین ہی ہیں جو انتہائی شفقت، جان فشانی اور قربانی کے ساتھ اپنی اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔ والدین بڑھاپے کی عمر میں پہنچ کر کمزوری اور بے بسی کا شکار ہو جائے تو اس وقت وہ خدمت کے زیادہ محتاج ہو جاتے ہیں۔ اس وقت میں والدین کی خدمت کرنا، ان سے محبت سے پیش آنا اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور برگزیدہ عمل ہے جو جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے:

> "آدمی ذلیل و خوار ہو، رسوا ہو وہ بدنصیب جو ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے پھر جنت حاصل نہ کرے۔" (۴۶)

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے ستمبر ۲۰۱۷ء کے شمارے میں "ماں کی خدمت" کے حوالے سے حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرتؒ اپنی والدہ کی خدمت کو سب سے بڑی عبادت اور والدہ کی رضامندی کو دنیا کی سب سے بڑی نعمت جانتے تھے۔ ایک رات ان کی والدہ نے ان سے پانی طلب کیا۔ گھر میں پانی ختم تھا رات کے وقت پانی لینے دریا کی جانب چل دیئے۔ جب دریا سے پانی لے کر گھر پہنچے تو والدہ سو چکی تھیں۔ حضرتؒ پانی کا پیالہ لے کر سخت سردی میں والدہ کے پاس کھڑے رہے جب والدہ بیدار ہوئیں تو انھوں نے دیکھا کہ حضرتؒ پانی کا پیالہ لیے ان کے پاس کھڑے ہیں۔ والدہ نے ان سے کہا پانی میرے پاس رکھ دیتے لیکن حضرتؒ نے جواب دیا۔

"آپ نے مجھ سے پانی مانگا تھا۔ مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ جب آپ کی آنکھ کھلے تو کہیں میں آپ کے سامنے حاضر نہ ہوں۔"(۴۷)

جس طرح اسلام نے ماں باپ کی فرمانبرداری کو اجر وثواب کا اعلیٰ درجہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح ان کی نافرمانی کو بدترین گناہوں میں سے ایک گناہ قرار دیا ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا:

"خدا کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی وایذاءرسانی، کسی بندے کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔"(۴۸)

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے جولائی ۲۰۱۴ء کے رسالے میں "ماں کی نافرمانی" کے عنوان سے مختصر کہانی شائع ہوئی جس میں فرہاد نامی لڑکا جو امتحان کی تیاری کے دوران جب والدہ پانی مانگتی ہیں تو انھیں جھڑک دیتا ہے جس پر ماں کی آنکھوں سے آنسو گرتے ہیں۔ شام کو کھانے کے دستر خوان پر بھی ماں کے ساتھ تلخ اور سخت لہجے میں بات کرتا ہے جس کی وجہ سے ماں رات بھر روتی رہتی ہے۔ صبح کمرہ امتحان میں فرہاد پرچہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے لیکن جب وہ لکھنے لگتا ہے وہ سارے جوابات بھول جاتا ہے اُسے اپنی والدہ سے کی گئی گستاخی یاد آتی ہے۔ اسے ماں کی نافرمانی اور دل کی آزاری کی سزا مل رہی تھی وہ سارے جواب بھول چکا تھا۔

"اب اس کو ماں کی نافرمانی کی سزا مل چکی تھی۔ اسے پتا چل چکا تھا کہ ماں کی دعا سے ہی کامیابی مل سکتی ہے کیونکہ ماں راضی ہو گی تو خدا راضی ہو گا۔"(۴۹)

فرہاد دل ہی دل میں خدا سے اپنی گستاخی کی معافی مانگتا ہے۔ گھر آنے کے بعد اپنی والدہ سے معافی مانگتا ہے۔ جس پر ماں معاف کر دیتی ہے۔ ماں کی دعا سے اُسے کامیابی ملتی ہے اور وہ ایک بڑا ڈاکٹر بن جاتا ہے۔

والدین کی فرمانبرداری ناصرف اجر وثواب اور جنت کے اصول کا ذریعہ ہے بلکہ دنیامیں ترقی اور کامیاب زندگی کا ذریعہ بھی ہے۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" کے نومبر ۲۰۱۴ء کے شمارے میں باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں دو بھائیوں کے ذریعے سے بچوں کو بتایا گیا ہے کہ جو بچے اپنے والدین کے فرمانبردار ہوتے ہیں ان کا کہنا مانتے ہیں۔ وہ دنیامیں ایک کامیاب زندگی گزارتے ہیں جبکہ نافرمان لوگوں کو ہمیشہ نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ ترقی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ کہانی میں دو بھائی منصور اور حادی کا ذکر کیا گیا ہے جس میں منصور ایک نافرمان اور شرارتی لڑکا ہے جو اپنے والدین کی بات نہیں مانتا۔ ہمیشہ والدین کی بات کو ٹال دیتا ہے جبکہ ہادی ایک فرماں بردار اور نیک بچہ ہے۔ جب دونوں بھائی بچپن کا سفر طے کر کے جوان ہوتے ہیں تو ہادی انجینئر بن کر ایک کامیاب زندگی گزارتا ہے جبکہ منصور اپنی نافرمانی کی وجہ سے اپنے بھائی سے بہت پیچھے رہ جاتا ہے۔ منصور سوچتا ہے کہ: "اس نے اپنے ماں باپ کی بہت نافرمانی کی ہے جس کی وجہ سے وہ ترقی نہیں کر سکا۔"(۵۰)

والدین کی فرماں برداری اور ان کی دعا اولاد کے لیے ترقی اور مشکلات سے نجات کا باعث ہوتی ہیں۔

و۔ امانت داری:

امانت کے لغوی معنی ہیں سپرد کی ہوئی چیز، حق دار کو پہنچانے کے لیے محفوظ۔ امانت داری کا مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے پاس اپنی کوئی چیز بطور امانت رکھوائے اور جب واپسی کا مطالبہ کرے تو اُسے وہ چیز اسی حالت میں واپس لوٹائی جائے جس حالت میں بطور امانت رکھوائی گئی تھی۔ حضورؐ اپنی ابتدائی عمر سے عرب میں اپنی امانت داری کے حوالے سے مشہور تھے۔ کفار مکہ بھی حضورؐ کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے اور "امین" کہہ کر پکارتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر کفار مکہ آپؐ کے قتل کے درپے تھے۔ اس کے باوجود نبیؐ کو امانتیں لوٹانے کی اتنی فکر تھی کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو امانتیں واپس کرنے کی غرض سے مکہ میں چھوڑا۔ رسولؐ نے اپنی تعلیمات میں جن اخلاق حسنہ پر بہت زور دیا ہے اس میں امانت داری خاص اہمیت کی حامل ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے:

> "جس شخص کی یہ خوشی ہو اور وہ یہ چاہے کہ اسکو اللہ اور اس کے رسول سے حقیقی محبت ہو، یا یہ کی اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو ادنی خیانت کے بغیر اس کو ادا کرے اور جس کے پڑوس میں اس کا رہنا ہو، اس کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔"(۵۱)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے دسمبر ۲۰۱۳ء کے شمارے میں "نیکی کا سفر" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں عبدالکریم نامی شخص کے پاس خان یوسف امانت کے طور پر ایک مجسمہ رکھوادیتے ہیں۔ اس امانت کو عبدالکریم کے پاس رکھے تین برس گزر جاتے ہیں۔ ایک شخص اُس مجسمے کو دیکھ کر اُس کی بڑی قیمت دینے کو تیار ہوتا ہے۔ عبدالکریم کا کاروبار بھی نقصان کا شکار ہوتا ہے جس وجہ سے ایک پل کے لیے اُس کا ایمان لڑکھڑا جاتا ہے لیکن جیسے اُس کی نظر قرآنی آیت پر پڑتی ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔"(۵۲)

وہ مجسمہ فروخت کرنے کا ارادہ ترک کر دیتا ہے کچھ دنوں بعد خان یوسف کا پوتا مجسمہ لینے آتا ہے۔ مجسمہ ملنے پر عبدالکریم کو چھ لاکھ کا چیک پیش کرتا ہے۔ اس طرح عبدالکریم کو اُس کی امانت داری کی وجہ سے چھ لاکھ روپے بھی ملتے ہیں اور وہ گناہ سے بھی بچ جاتا ہے۔

امانت داری کامل ایمان کا جز ہے جو بھی آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے وہ کبھی بھی اپنے پاس رکھی گئی امانت میں خیانت نہیں کرتا۔ اسے اس بات کا خیال رہتا ہے کہ اگر وہ کسی کی امانت میں خیانت کرے گا، کسی کا حق دبائے گا تو رب دیکھ رہا ہے وہ روز محشر اس کا حساب لے گا۔ اس دن جب ہر کوئی شخص ایک ایک نیکی کا محتاج ہو گا وہاں کون اس پر رحم کرے گا۔

امانت داری کا تعلق صرف مال سے نہیں ہے بلکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد جو انسان کے ذمے ہیں اُن کی حفاظت اور اُن کی ادائیگی امانت ہے۔ بچوں کو تعلیمی میدان میں امانت داری کے ساتھ آگے بڑھنے کی تعلیم دینے کی غرض سے رسالہ "تعلیم و تربیت" کے اکتوبر ۲۰۱۳ء کے شمارے میں "ایمان دار تتلی" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک ٹیچر جن کا نام افشاں ہے کلاس میں ایک بچی کی کہانی سناتی ہیں جو کلاس میں ہر سال اول آتی ہے لیکن کلاس میں ایک نئی بچی کے آنے پر وہ خوف میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اُسے لگتا ہے کہ شاید اب وہ کلاس میں اول نہ آسکے۔ اس کے لیے وہ نقل کرنے کا سوچتی ہے لیکن خواب میں اُسے نظر آتا ہے کہ وہ امتحانی ہال میں ہے جہاں اُسے ایک تتلی ملی ہے جو اُس سے بات کرتی ہے اُسے احساس دلاتی ہے کہ ایسا کرنا بد دیانتی ہے۔ سیرت نبویؐ سے مثال دیتے ہوئے کہتی ہے:

> "تمھیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ آپؐ مکہ سے مدینہ جب ہجرت کرنے لگے تو اہل مکہ کی امانتیں ان کے پاس موجود تھیں۔ انھوں نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلادیا کہ صبح یہ امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کرکے پھر مدینہ آنا۔"(۵۳)

بچی تتلی سے وعدہ کرتی ہے کہ وہ ایمانداری کے راستے پر چلے گی۔ آج سے بے ایمانی کبھی نہیں کرے گی۔ معاشرتی تعلقات کے استحکام کے لیے امانت داری ضروری ہے۔ اگر تاجر کاروبار میں امانت داری کا خیال رکھے گا تو دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گا۔ دنیا میں لوگ اس پر اعتبار کریں گے جس سے اس کے کاروبار میں فائدہ ہو گا اور آخرت بھی آسان ہو گی۔ امانت دار تاجر کے حوالے سے نبیؐ کا ارشاد ہے ”: سچا اور امانت دار سوداگر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔“(۵۴)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے مئی ۲۰۱۳ء کے شمارے میں "سراج سُپر اسٹور" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح ایک ریڑی پر اشیاء فروخت کرنے والا جب ایمانداری کے راستے پر چلتا ہے تو خدا اُس کے لیے آسانیاں پیدا کر دیتا ہے۔ وہ ایک جنرسٹور کا مالک بن جاتا ہے۔ سراج کے والد کی وفات کے بعد اُس کے بھائی اُسے گھر سے نکال دیتے ہیں۔ وہ ریڑی لگالیتا ہے لیکن تول میں بددیانتی کے باعث اُس کے کاروبار میں برکت نہیں ہوتی۔ سراج کا بیٹا رب نواز اپنے والد کو امانت داری سے کاروبار کرنے کا کہتا ہے۔ رب نواز کی باتیں والد کے دل پر اثر کر جاتی ہیں۔ وہ بے ایمانی کا راستہ چھوڑ کر ایمانداری کے راستے پر چل پڑتا ہے۔

> ”وہ رب نواز کی تعریفیں کرتا نہیں تھکتا تھا جس نے اُسے ایمان داری کا درس دے کر سیدھا راستہ دکھایا اور جس کی بدولت اللہ پاک نے اسے اتنا نوازا تھا۔“(۵۵)

امانت داری کے حوالے سے "تعلیم و تربیت" کے اگست ۲۰۱۷ء کے شمارے میں "امانت" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں اظفر نامی لڑکے کو اُس کا دوست جمیل، اظفر کے ماموں حدید کے لیے کچھ پیسے دیتا ہے۔ اظفر اپنے ماموں کو رقم دینے کی بجائے اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ جب اظفر کے والد کو اپنے بیٹے کی بے ایمانی کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے تو وہ اپنے بیٹے کی اصلاح اور تربیت کی غرض سے اُسے قرآن و حدیث کے حوالے دیتے ہوئے امانت داری کا درس دیتے ہیں۔

> ”قرآن پاک کی سورۃ النساء میں ہے کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو۔ ہمارے نبیؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ امانت دار خزانچی کے لیے بھی صدقہ کرنے کے برابر ہی ثواب ہے جب وہ امیر کے حکم کے مطابق خوش دلی سے پورا پورا مال اس شخص کے حوالے کر دیتا ہے جس کے لیے حکم ہوا ہے۔“(۵۶)

کہانی کے ذریعے سے بچوں کو سبق دیا گیا ہے کہ جب کسی کے پاس کوئی امانت رکھوائی جائے یا کسی کے لیے کوئی چیز دی جائے تو آپ انھیں پہنچا دیں اگر نہ دیں گے تو یہ خیانت ہوگی۔ امانت میں خیانت کرنے والا نہ صرف دنیا میں رسوا ہوتا ہے بلکہ روز قیامت بھی اسے سخت سزا ملے گی۔ حضورؐ کا ارشاد ہے: ”جس میں امانت نہیں اُس میں ایمان نہیں۔“(۵۷)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے فروری ۲۰۱۳ء کے شمارے میں "ایمان داری" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ارسلان ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہے نوکری کی تلاش میں سارا سارا دن پھرتا رہتا ہے لیکن اُسے کہیں نوکری نہیں ملتی۔ ایک روز اُسے گلی میں ایک بٹوہ گرا ملتا ہے جسے اول تو وہ اللہ کی مدد سمجھتا ہے لیکن اُسے سکون نہیں ملتا آخر وہ بٹوہ کھول کر دیکھتا ہے جو لاکھوں روپے سے بھرا ہوتا ہے۔ اس بٹوہ میں شناختی کارڈ اور ضروری کاغذات بھی ہوتے ہیں۔ ارسلان بٹوہ لے کر اس کے مالک تک پہنچتا ہے۔ وہ آدمی تابش کمال شہر کا بڑا بزنس مین تھا۔ وہ ارسلان کی ایمانداری پر اُسے اپنے آفس میں ملازمت دیتا ہے۔

> ”اس بزنس مین نے بتایا کہ میں نے کئی بار سیکرٹری رکھے لیکن سب نے میرے ساتھ بے ایمانی کی، اس لیے میں نے یہ بٹوہ باہر پھینکا تاکہ جو مجھے یہ بٹوہ لا کر دے گا، میں اس کو اپنا سیکرٹری رکھوں گا۔“(۵۸)

ستمبر ۲۰۱۱ء کے شمارے میں "برکت" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں سیٹھ برکت نامی شخص کپڑے کا کاروبار کرتا ہے۔ اپنی ایمانداری کی وجہ سے مہنگے دام ہونے کے باوجود اُس کی دکان پر گاہک کا ہجوم رہتا ہے۔ دکان میں نئے ملازمین داغ دار سوٹ بھی کلاس ون میں شامل کر کے بیچ دیتے ہیں جس کی وجہ سے دکان پر گاہک آہستہ آہستہ ختم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جب سیٹھ برکت کو پتا چلتا ہے تو وہ اپنے ملازمین پر غصہ ہوتے ہوئے کہتا ہے:

> ”میرے گاہک مجھ پر اندھا اعتماد کرتے ہیں، کیوں کہ میں غلط سودا فروخت نہیں کرتا۔ تم نے میرے کھرے سودے میں بے ایمانی کی ملاوٹ کر کے میری دکان کی برکت ختم کرا دی۔۔۔ ہمیں ایسا کوئی فائدہ نہیں چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کا سبب بنے، برکت اُس جگہ ہوتی ہے جہاں ایمانداری ہوتی ہے۔“(۵۹)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے ستمبر ۲۰۱۸ء کے شمارے میں "قائد اعظم کا کردار بحیثیت سربراہ مملکت" کے عنوان سے مضمون شائع ہوا جس میں قائد کی دیانت داری کے حوالے ۱۹۴۵ء کے عام انتخابات

کے دوران کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ ۱۹۴۵ء کے عام انتخابات جو پاکستان کے سوال پر لڑے گئے تھے اس میں مسلم لیگ کی ناکامی مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کے لیے خطرہ رہتی۔ اس موقع پر بھی قائد اعظم نے دیانت داری اور امانت داری کا اعلیٰ معیار قائم رکھا۔ قائد نے مسٹر جی الانہ جو سندھ میں مسلم لیگ کے منتظم تھے اُن سے مخاطب ہو کر کہا:

"ایک بات آپ کو یاد رکھنی چاہیے، ہر چند کہ یہ انتخاب بڑے معرکہ خیز ہیں، پھر بھی آپ کو اس بات کا خیال رکھنا ہو گا کہ انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ناجائز ذرائع استعمال نہیں کریں گے۔۔۔ آپ ووٹ خریدنے کے لیے کسی ووٹر کو ایک روپیہ بھی دیں یہ بد دیانتی ہے اور بد دیانتی پر شکست کو ترجیح دیتا ہوں۔"(۶۰)

اسلام نے ہر اچھے کام کا کہا اور برے سے روکا ہے۔ اچھے کاموں میں امانت داری بھی شامل ہے جس کا اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور برے کاموں میں خیانت ہے جس سے شریعت نے منع کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت داری کا صرف حکم ہی نہیں دیا بلکہ اس پر عمل بھی کر کے دکھایا ہے۔ اسی امانت داری اور سچائی کی بدولت کفار مکہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق و امین کہتے تھے۔

ز۔ بہادری:

بہادری کے معنی ہیں بے خوفی، بے باکی، جگر داری، جنگ جوئی، حوصلہ مندی وغیرہ۔ مشکل وقت میں اپنے دل کو مضبوط رکھتے ہوئے مسائل کا ڈٹ کر مقابل کرنا شجاعت کہلاتا ہے اور یہ بہادری کی علامت ہے۔ نبی کریمؐ کی حیات مبارکہ شجاعت اور بہادری کا پیکر ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ

"ایک رات مدینہ میں قیام کے وقت لوگوں نے شوروغل کی آوازیں سنیں لوگ گھبرا گئے اور لوگ ان آوازوں کی طرف دوڑے تو انھوں نے دیکھا کہ حضورؐ واپس آرہے ہیں جو تمام لوگوں سے پہلے خطرناک آوازوں والی جگہ جا پہنچتے تھے آپؐ فرمارہے تھے فکر کی بات نہیں ڈرو مت۔ اس وقت آپؐ گھوڑے پر بغیر زین کے سوار تھے اور تلوار آپؐ کے گلے میں لٹک رہی تھی۔"(۶۱)

غزوات کے موقع پر آپؐ نے جس بہادری و شجاعت کا اظہار کیا وہ بے مثال ہے۔ جنگ حنین میں جب تقریباً سب لوگ اچانک حملے سے گھبرا گئے اور منتشر ہونے لگے تو آپؐ اپنی جگہ پر پہاڑ کی مانند کھڑے رہے۔ موت کا وقت مقرر ہے جب تک موت نہ آئے کوئی کسی کا نقصان نہیں کر سکتا۔ حق اور باطل کی جنگ

میں لڑتے مارا جانا شہادت ہے اور یہی شجاعت اور بہادری ہے۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" کے فروری ۲۰۱۱ء کے شمارے میں حضورؐ کی زندگی پر مضمون شائع ہوا جس میں حضورؐ کی شجاعت، بہادری اور عزم کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

> "ایک دفعہ آپؐ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے اور تلوار اوپر درخت پر لٹکا رکھی تھی۔ ایک اعرابی آیا اور اس نے تلوار پر قبضہ کیا اور اُسے سونت کر کہنے لگا: محمدؐ! تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میرا اللہ۔ آپؐ کے جرات واستقلال نے اسے اس قدر مرعوب کر دیا کہ وہ تلوار نیام میں ڈال کر آپؐ کے پاس بیٹھ گیا۔"(۶۲)

قائد اعظم محمد علی جناح بہادر، باہمت، حوصلہ مند، امانت دار، بات کے پکے، خوش مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی بہادری اور اصول پسندی، برٹش انتظامیہ اور کانگریس کے راستے میں بڑی رکاوٹ کا باعث رہی۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" کے دسمبر ۲۰۱۳ء کے شمارے میں ہیرو کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں سمیر اپنے ساتھی سے کرکٹ میں بار بار ہار جانے کی وجہ سے مایوسی کا شکار نظر آتا ہے۔ وہ خود کو کمزور ظاہر کرتا ہے جس پر اُس کے والدین قائد اعظم کی جرات، بہادری، حوصلہ مندی کی مثالوں کے ذریعے سے بچے میں شجاعت و بہادری کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سمیر کی والدہ کہتی ہیں:

> "اگر تم ہمت، حوصلے سے کام لو تو اس سے جیت سکتے ہو۔ بیٹے! دُنیا میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو زندگی کے ہر موڑ پر ہمت، جرات، بہادری اور حوصلے سے کام لیتے ہیں۔ ہمت ہارنے والے افراد کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔۔۔ تم اپنے ہیرو قائد اعظم محمد علی جناح سے پیار کرتے ہو انہوں نے تو بس کام، کام اور کام کرنے کی تلقین کی تھی۔ تم آج کا کام کل پر ڈال دیتے ہو۔ کم ہمتی کی باتیں میں نے تمہارے منہ سے کئی بار سنی ہیں۔"(۶۳)

"تعلیم و تربیت" کے مئی ۲۰۱۶ء کے شمارے میں سلطان ٹیپو شہید کے عنوان سے ٹیپو سلطان کی مختصر سوانح حیات بیان کی گئی ہے۔ ٹیپو سلطان اپنے والد حیدر علی کی وفات کے بعد میسور کے حکمران بنے۔ ٹیپو سلطان نے جب میسور کی حکومت سنبھالی اس وقت انگریز میسور پر قبضہ کرنے کے لیے بار بار حملہ آور ہوئے۔ جنرل کیمبل نے جب قلعہ احمد نگر کی جانب حملہ کیا تو سلطان ٹیپو نے ہمت، جرات سے ڈٹ پر مقابلہ کیا اور اسے

عبرت ناک شکست دی۔ انگریزوں کے علاوہ قریبی ریاستیں بھی ہر وقت حملے کے لیے تیار رہتیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ راجامہاراجاؤں نے انگریزوں سے ہاتھ ملا کر ملک کا سودا کر لیا ہے۔ ۱۷۹۹ء میں جنرل ہیرس نے انگریز افواج اور حیدر آباد کی افواج کے ہمراہ سرنگاپٹم پر حملہ کیا۔ اس دوران ٹیپو سلطان کے چند وزیر انگریز حکومت سے مل گئے جس کا احساس ٹیپو سلطان کو بھی ہو گیا تھا۔ ٹیپو سلطان نے انگریز حکومت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اس کا کہنا تھا شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے بہتر ہے۔ ایک انگریز جان ہنڈرس سلطان ٹیپو کے بارے میں رقم طراز ہے:

> "ٹیپو سلطان ایک ایسی عظیم المرتبت شخصیت کا حامل تھا جس کا بدل شاید ہندوستان بھر میں پیدا نہ ہوا ہو۔ وہ ایک بہادر انسان تھا جو سپاہی کی طرح اس دنیا میں آیا اور سپاہیانہ موت مرا۔"(۶۴)

دہشت گردی ملک کا ایک بڑا مسئلہ ہے جس سے ملک کی ترقی، خوشحالی اور معاشی حالات خراب ہوتے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف پولیس اور افواج مملکت آپریشن کرتی ہیں جس سے اکثر بہت سے گھرانے کو اپنے پیاروں سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ پولیس اور فوج کے بہت سے باہمت، بہادر، نڈر دہشتگردی کے خلاف جنگ میں لڑتے شہید ہوتے ہیں۔ ایسے ہی رسالہ "تعلیم و تربیت" کے جون ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "تمہاری ہمت کو سلام" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک پولیس آفیسر دہشت گردوں کے خلاف آپریشن میں شہید ہو جاتا ہے۔ والد کی شہادت کے بعد بچوں میں اپنے والد کی طرح بہادر سپاہی بن کر اپنی ہمت اور جرات کے ساتھ دشمن کو شکست دینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ تینوں بچے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد فوج میں ملازمت اختیار کر لیتے ہیں۔ تینوں بھائی دہشت گردی کے خلاف ضرب عضب آپریشن میں حصہ لیتے ہیں۔ اپنی ہمت، بہادری اور حوصلے کے ذریعے سے دہشت گردوں کے کمانڈر کو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیتے ہیں۔ ان تینوں کو ان کی بہادری، شجاعت اور ہمت کی بدولت اعزازات سے نوازا جاتا ہے۔

> "آج ۱۴ اگست کا دن تھا۔ ایوان صدر کے وسیع ہال میں، کیپٹن بشیر، کیپٹن حبیب اور لیفٹننٹ کبیر اپنی شاندار یونی فارم میں ملبوس اپنی والدہ کے ہمراہ موجود تھے۔ تینوں کو اپنی بہادری اور شجاعت کے کارناموں پر اعزازات سے نواز جا رہا تھا۔"(۶۵)

دہشت گردی کے خلاف ہمت، بہادری سے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے حوالے سے رسالہ "تعلیم و تربیت" کے نومبر ۲۰۱۷ء کے شمارے میں شناخت کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں دل شاد نامی لڑکا

جیسے ہر جگہ دھتکارا جاتا ہے۔ کوئی اُسے پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ گھر میں ماں بھی بُرا بھلا کہتی ہے۔ ایک روز اپنی ہمت اور بہادری کے ذریعے سے دہشت گرد کا مقابلہ کرتا ہے جس میں وہ خود بھی زخمی ہو جاتا ہے۔ حکومت اہلکار اور فوجی افسران اُس کی عیادت کے لیے ہسپتال جاتے ہیں اور سرکاری خرچ پر اُس کا داخلہ آرمی سکول میں کروا دیا جاتا ہے۔ پڑھ لکھ کر آرمی میں شمولیت اختیار کرتا ہے۔ محاذ پر ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرتے شہادت کا مرتبہ حاصل کرتا ہے۔

> ”رات کے کوئی دو بجے دشمن نے فائر شروع کر دیئے۔ اپنی چوکی سے دل شاد اور اس کے ساتھیوں نے بھی جوابی فائر کیے۔ کچھ دشمن فوجی سرحد کی طرف پیش قدمی کا ارادہ رکھتے تھے، یہ اسے کیسے گوارا ہوتا۔ اس نے اس میں سے تین کو اپنے نشانے پر لے لیا۔ ادھر سے بھی فائرنگ میں شدت آگئی، وہ مستقل مزاجی سے جواب دیتا رہا۔ ایسے میں چند گولیاں اس کے سینے کو چیرتی ہوئی نکل گئیں۔“(۶۶)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے اپریل ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "بابو کباب والا" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں احسن کا کردار ایک بہادر اور نڈر انسان کا ہے جو بدی کے خلاف ڈٹ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کہانی میں بابو کباب کا حال بیان کیا گیا ہے جو کباب اور بن کی ایک چھوٹی سی دکان چلاتا تھا۔ اس کی دکان کے آگے شیرا نامی بندہ برگر کی دکان کھول لیتا ہے۔ لیکن بابو کے کباب کی خوشبو ایسی تھی کہ وہاں سے گزرنے والا وہاں رک جاتا اور ایک آدھ کباب ضرور کھاتا۔ اس طرح شیرا کا کاروبار نہ چل سکا۔ جس کی وجہ سے شیرا بابو کی دکان بند کروانا چاہتا تھا اس کے لیے وہ ڈاکوؤں کی مدد لیتا ہے جو بابو کو ڈراتے دھمکاتے ہیں مگر بابو کے بیٹے ارسلان کا دوست احسن اپنی بہادری اور حوصلہ مندی سے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر ڈاکوؤں کا مقابلہ کرتا ہے اور انھیں پولیس کے حوالے کر دیتا ہے۔ ان سب دوستوں کا کہنا تھا:

> ”زندگی اور موت تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور یہ کہ گیدڑ کی طرح جینے سے بہتر شیر کی زندگی گزارنا ہے۔“(۶۷)

اس کہانی میں احسن اور اس کے دوستوں کی بے باکی اور جگر داری کے ذریعے سے بچوں کو شجاعت اور بہادری کا درس دیا گیا ہے۔ برائی کے آگے ڈر جانا اور اپنے حوصلے پست کرنے کے بجائے اپنے اندر ہمت اور جرات پیدا کر کے بدی کے خلاف ڈٹ جانا چاہیے۔ مسلمان مسلمان کا دینی بھائی ہے یہ بھائی چارہ ایک دوسرے کے حوالے سے حقوق و فرائض بھی عائد کرتا ہے اور انہی میں سے ایک اپنے مظلوم بھائی کی طرفداری کرنا

بھی ہے۔ اگر ایک پر ظلم ہو رہا ہو تو دوسرے کا فرض ہے کہ وہ اُس کی مدد کرے۔ ظلم کے خلاف آواز اٹھائے۔ جو شخص اپنے سامنے ظلم ہوتا دیکھے اور ظالم کا ہاتھ بھی نہ روکے۔ وہ کبھی بھی اس کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے مارچ ۲۰۱۲ء کے شمارے میں "آدم خور شیر" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک آدم خور شیر آئے دن لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتارتا ہے۔ لوگ ڈر، خوف کا شکار ہو کر معاملات زندگی ترک کر دیتے ہیں۔ ان حالات میں ایک شکاری اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر بے خوف ہو کر بہادری کے ساتھ شیر کا مقابلہ کرتا ہے۔ اپنے حواس کو قابو میں رکھتے ہوئے شیر پر فائر کرتا ہے جب کہ اُس کے باقی ساتھی اُسے اکیلا چھوڑ کر ڈر اور خوف کی وجہ سے بھاگ جاتے ہیں۔

> ”شیر کو اپنی طرف آتے دیکھ کر میرے دونوں ساتھی خوف کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے، لیکن میں نے اپنے حواس پر قابو رکھا۔ شیر لمحہ بہ لمحہ میرے قریب آتا جا رہا تھا۔ میں نے اپنی ٹی ایف رائفل سے یکے بعد دیگرے دو فائر کیے دونوں گولیاں شیر کی کھوپڑی میں لگیں اور وہ اونچی آواز میں غرا کر وہیں ڈھیر ہو گیا۔“[۶۸]

بہادری جگر داری اور بے خوفی سے ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے۔ اسی طرح کہانی میں شکاری کو جب سب ساتھی چھوڑ جاتے ہیں تو وہ حوصلہ مندی، ہمت اور جرات سے شیر کا سامنا کرتے ہوئے شیر کو موت کے گھاٹ اتارتا ہے۔

ح۔ انسانیت کی بھلائی:

انسان اللہ تعالیٰ کی سب سے اعلیٰ اور افضل مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر دنیا میں بھیجا۔ اس طرح اسے دوسری تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی۔ انسان معاشرتی حیوان ہے جیسے ہر قدم پر دوسروں کی رہنمائی، مدد کی ضرورت رہتی ہے۔ ایک دوسرے کی مدد کرنا ایک بہترین معاشرے کے قیام کی بنیاد ہے۔ مذہبی، سیاسی، لسانی، علاقائی، ذات پات کی تفریق سے بالاتر ہو کر معاشرے کی بہتری، خوشحالی کے لیے اقدام کرنا انسانیت کی بھلائی ہے۔ اسلام نے انسانوں کی خیر خواہی، اخوت اور بھلائی کا درس دیا ہے۔ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے: ”تم میں اچھا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید ہو۔ "[۶۹] ارشاد نبویؐ ہے:

> ”تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں پیارا وہ ہے جو اُس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔“[۷۰]

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے مئی ۲۰۱۲ء کے شمارے میں آنسو کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں مقبول نامی شخص جو ایک گاؤں میں نوجوان لڑکوں کو پیسے کا لالچ دے کر دہشت گردی کے لیے آمادہ کرنے کی غرض سے آتا ہے لیکن گاؤں میں آتے ہی اُس کی زندگی ایک نیا رخ لے لیتی ہے ایک ماں کے آنسو اُسے بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ وہ گاؤں والوں کی مدد کرتا ہے۔ گاؤں کے اور ڈسپنسری کی حالت کو بہتر بناتا ہے اس طرح ہر کوئی اُس کے لیے دعائیں کرتا ہے۔ گاؤں والوں کی مدد کر کے مقبول نہ صرف دلی سکون محسوس کرتا ہے بلکہ اُس کے اندر انسانیت کی بھلائی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ جرم کی دلدل سے نکل کر نیکی کے راستے کا انتخاب کرتے ہوئے نہ صرف خود کو پولیس کے حوالے کرتا ہے بلکہ اُس کے اندر انسانیت کی بھلائی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے وہ جرم کی دلدل سے نکل کر نیکی کے راستے کا انتخاب کرتے ہوئے نہ صرف خود کو پولیس کے حوالے کرتا ہے بلکہ باقی دہشت گرد ساتھیوں کو بھی جیل میں بند کروا دیتا ہے مقبول گاؤں والوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے:

”میں اپنے جرائم کی سزا کاٹ کر آؤں گا تو اُس مقبول کے روپ میں آؤں گا جیسے آپ لوگ پیار کرتے ہیں، جس کا احترام کرتے ہیں۔“(۷۱)

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے دسمبر ۲۰۱۰ء کے شمارے میں "صحرائی ناگ کا شکار" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک ڈاکٹر اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ایک صحرا میں ناگ کا شکار کرتا ہے۔ ناگ کے شکار کے بعد اُسے شہر لانے کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر کے ساتھی حیران ہے کہ ناگ کا شکار کیوں کیا ہے اور اب اسے شہر لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ڈاکٹر اپنے ساتھیوں کی بے چینی دور کرتے ہوئے سانپ کے زہر سے ایک خاص قسم کی دوائی بنانے کا بتاتا ہے۔ جس کے ذریعے سے ٹی بی، دمہ، ذیابیطس اور وبائی بخار کا علاج ممکن تھا۔ ڈاکٹر کہتا ہے:

”میرا ارادہ یہ ہے کہ میں یہ دوا تیار کروں گا اور پھر اسے خیراتی شفاخانوں اور فری ڈسپنسریوں میں رکھوا دوں گا۔ اس طرح ایک تو دکھی انسانیت کا بھلا ہو گا اور دوسرا مہنگی غیر ملکی ادویات منگوانے پر حکومت کا جو زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے وہ بھی بچ جائے گا۔ میں یہ کام صرف اور صرف اپنی آخرت بنانے کے لیے کر رہا ہوں۔ مجھے اپنے اس کام سے کوئی مادی غرض نہیں ہے۔ میرے لیے دعا کرنا کہ میں اس مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔“(۷۲)

خدمت خلق کے ذریعے سے دوسروں انسانوں کو فائدہ پہنچانا ایمان کا تقاضا اور اسلام کا جوہر ہے۔ ایک اچھے مسلمان کا یہ گن ہے کہ وہ ایسے کام سرانجام دے جو دوسروں انسانوں کے لیے سود مند ہوں۔ اس کے اس عمل سے نہ صرف لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اعلیٰ مرتبہ حاصل ہو گا۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے مئی ۲۰۱۳ء کے شمارے میں "ایک لاجواب مسکراہٹ" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک ایم بی بی ایس کا طالب علم اپنے بڑے بھائی کی وجہ سے حیران ہے کہ وہ کیسے دوسرے ملک میں رچ بس گئے۔ وہاں اپنے اردگرد کے لوگوں کی پرواہ کرتے ہیں۔ اُن کے لیے دوسروں کی خوشی ہی اپنی خوشی بن گئی ہے۔ اسے اس بات کا احساس نہیں تھا کہ اس کے بھائی کا مزاج خدمت خلق کے سانچے میں ڈھل چکا ہے۔ لیکن جب یہ میڈم رتھ فاؤ سے ایک تقریب میں ملا اور وہاں دیکھا کہ کیسے جزام کے نئے اور پرانے مریض اُن کو اپنی ماں تصور کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ کے بوسے لیتے ہیں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہی وہ جذبہ ہے جس کی وجہ سے اس کے بھائی وہاں رچ بس گئے ہیں۔

> "اب مجھے پتا چل گیا کہ بھائی کیوں وہاں مستقل قیام پذیر ہو چکے ہیں۔ وہ جب بتاتے تھے کہ ڈیوڈ انہیں مس کر رہا ہے جس کی آنکھوں کا آپریشن ہونے والا ہے۔۔۔ تو مجھے ان باتوں سے بوریت محسوس ہوتی تھی۔ کچھ غیر حقیقی سی باتیں لگتی تھیں۔ کیونکہ میں انسانیت کی خدمت کے جذبے سے لاعلم تھا۔"(۷۳)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے ستمبر ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "عبدالستار ایدھی ایک متحرک فرشتہ" کے عنوان سے مضمون شائع ہوا جس میں عبدالستار ایدھی کی انسانیت کی خدمت کی خاطر کیے گئے اقدامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسلام نے انسانیت کی خدمت اور بھلائی کو عمدہ اخلاق اور ایک عظیم عبادت قرار دیا۔ عبدالستار ایدھی کی والدہ نے ایک بار اُن سے کہا تھا:

> "غریبوں کو ستانا اچھی بات نہیں۔ اُن کی ہر ممکن مدد کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے کا یہ بھی ایک راستہ ہے۔"(۷۴)

اس کے بعد عبدالستار ایدھی نے خدمت انسانیت کو اپنا مقصد بنالیا۔ انھوں نے پاکستان آنے کے بعد بانٹوا میمن ڈسپنسری میں رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۵۱ء میں خود ایک ڈسپنسری قائم کی بعدازاں ایک پرانی وین کے ذریعے سے ایمبولینس کا آغاز کیا۔ آج ایدھی فاؤنڈیشن کی شاخیں دنیا بھر میں

موجود ہیں۔ امدادی ضرورت کے پیش نظر دنیا کے ہر ملک میں ایدھی فاؤنڈیشن اپنی خدمات سرانجام دیتی ہے۔ بیگم بلقیس ایدھی کا کہنا ہے کہ:

> "دنیا کا امیر ملک ہو یا غریب وہاں مریض مریض ہی ہوتا ہے۔ ہمیں اس بات کی خوشی ہوگی کی ایدھی فاؤنڈیشن کی ایمبولینس دنیا بھر میں انسانوں کی جانیں بچائیں۔"(۷۵)

انسانیت کی خدمت اور بھلائی کے حوالے سے تعلیم و تربیت کے جولائی ۲۰۱۹ء کے شمارے میں "مائی لارڈ حقہ " کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں مائی لارڈ حقہ کی ساری زندگی انسانیت کی بھلائی میں صرف ہو جاتی ہے۔ وہ قوم کے بچوں کی تعلیم و تربیت کی غرض سے اسکول کی بنیاد رکھتے ہیں۔ سکول کے اخراجات چلانے اور بچوں کو مفت تعلیم دینے کے لئے چندہ جمع کرتے۔ سکول کے قیام کے لئے ان کی بیگم اپنے زیورات تک انہیں دے دیتی ہے۔

> "بیوی نے اپنے تمام زیور اور قیمتی سامان مائی لارڈ حقہ کے حوالے کیا اور مائی لارڈ حقہ نے یہ کیا کہ اپنے گھر کا بھی تمام قیمتی سامان بیچ کر ایک چھوٹے سے اسکول کی بنیاد ڈال دی۔"(۷۶)

یہ اُس وقت کی کہانی بیان کی گئی ہے جب ابھی ہندوستان کی تقسیم نہیں ہوئی تھی سرکاری سکولوں میں مسلمان بچوں کو حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس وقت مائی لارڈ حقہ کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک سکول قائم کیا جائے۔ مائی لارڈ حقہ خود ایک درمیانہ حیثیت کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک سکول میں ماسٹر کی حیثیت سے نوکری کرتے تھے۔ اپنی اس آرزو کو پورا کرنے کے لیے اپنی قوم کے بچوں کی تعلیم و تربیت کی غرض سے اپنی زندگی بھر کی کمائی صرف کر دیتے ہیں۔

"تعلیم و تربیت" کے جنوری ۲۰۱۰ء کے شمارے میں "رحمت پور کا الہ دین" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں الہ دین نامی شخص کو ایک چراغ ملتا ہے جس میں سے ایک جن نمودار ہوتا ہے وہ الہ دین سے تین خواہشات کے اظہار کا کہتا ہے۔ الہ دین جو اس وقت خود مجبور تھا۔ اس کا کاروبار ٹھپ ہو گیا تھا۔ گھر کے حالات خراب تھے اس کے باوجود الہ دین جن سے اپنے علاقے خوشحالی کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے میری پہلی خواہش ہے کہ گاؤں کے تمام گھر جو سب غریب لوگوں کے ہیں پکے ہو جائیں، دوسری خواہش گاؤں میں سکول قائم ہو جائے اور تیسری خواہش گاؤں میں ہسپتال قائم ہو۔ جن الہ دین کی خواہشات سن کر حیرت کا اظہار کرتا ہے اور ہمیشہ الہ دین کی غلامی میں رہنے کا فیصلہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

"آپ جیسے نیک انسان کی غلامی سے کون کم بخت آزادی چاہے گا؟ میں نے اس چراغ کی وجہ سے بے شمار انسانوں کی غلامی کی۔ کسی کو دولت کی ہوس تھی اور کسی کو حکومت کی۔ آج تک کسی نے انسانوں کی بھلائی کے بارے میں نہ سوچا۔۔۔ آپ کے دل میں انسانیت کا درد ہے۔۔۔ فیصلہ یہ ہوا کہ جب تک آپ زندہ ہیں، میں آپ کا غلام ہوں۔۔۔ آپ کی ہر خواہش پوری ہوگی۔"(۷۷)

اسلام نے تمام انسانیت کی خدمت کو ایک بہترین عمل قرار دیا ہے۔ رنگ و نسل، مذہب کی تفریق کو ختم کرتے ہوئے انسانیت کی بھلائی کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ رسولؐ کی حیات مبارکہ خدمت خلق اور انسانیت کی بھلائی کا بہترین نمونہ ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے:

"جو میری اُمت میں کسی کی حاجت پوری کر دے جس سے مقصود اُس کو خوش کرنا ہے اُس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اُس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔"(۷۸)

اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی خواہشات اور حاجات کو پورا کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اُس کی مخلوق کی خواہشات اور حاجات کا خیال رکھتا ہے۔ انسانیت کی خدمت نہ صرف عبادت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی اور مدد اور رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ محسن انسانیت حضورؐ نے فتح مکہ سے قبل جب مکہ میں قحط پڑا اور آپؐ کے دشمن جو آپؐ کو قتل کرنے کے درپے رہتے تھے بھوکے مرنے لگے تو ان حالات میں آپؐ نے کفار مکہ کے لیے مدینے سے غلہ بھجوایا۔

ط۔ ایثار و قربانی:

ایثار کے لغوی معنی ہیں ترجیح دینا۔ ایثار دوسروں کے مفاد کو اپنے مفاد پر ترجیح دینے کا نام ہے۔ یعنی آدمی جب خود ایک چیز کا ضرورت مند ہو لیکن جب کوئی دوسرا حاجت مند اُس کے سامنے آئے تو وہ چیز اُس کو دے دیں اور خود تکلیف برداشت کرے اسی کا نام ایثار ہے۔ رسولؐ کا خود اپنا طرز عمل بھی یہی تھا اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی۔ حضرت سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ:

"ایک عورت رسول اللہؐ کی خدمت میں ایک چادر لے کر آئی اور عرض کیا کہ حضرت! میں یہ چادر آپ کو اوڑھانا چاہتی ہوں۔ آپؐ نے وہ چادر قبول فرما کر اوڑھ لی اور آپؐ کی یہ حالت تھی کہ اُسی وقت آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ آپ کے صحابہ

میں سے ایک صاحب نے آپ کو وہ چادر اوڑھے دیکھا تو عرض کیا: یارسولؐ یہ چادر تو
بہت ہی اچھی ہے، یہ مجھے عنایت فرمادیجیے۔ آپؐ نے فرمایا بہت اچھا اور وہ چادر اُسی
وقت اُتار کر اُن صاحب کو دے دی۔"(۷۹)

رسالے تعلیم و تربیت کے ۲۰۱۹ء کے شمارے میں "خدمت خلق" کے عنوان سے مختصر مضمون شائع ہوا جس میں نبی پاکؐ کی حیات مبارکہ سے ایثار کی مثال دی گئی ہے کہ ایک بار ایک صحابی نے شادی کی ولیمہ کے لیے ان کے پاس کچھ نہیں تھا۔ آپؐ نے اس موقع پر فرمایا:

"حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ۔ وہ گئے اور آٹا لے آئے۔
حالانکہ کہ کاشانہ نبوت میں شام کو اس آٹے کے سوا کچھ نہیں تھا۔"(۸۰)

صحابہ کرامؓ کے ایثار و قربانی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار کسی صحابی کے گھر میں بکرے کی قربانی ہوئی تو انھوں نے بکرے کی سری اپنے ہمسائے کے گھر بھیج دی۔ ہمسائے کو اپنے دوسرے ہمسائے کی فکر تھی انھوں نے اپنے ہمسائے کو بھیج دی۔ ان کے ہمسائے نے بھی خود کو نظر انداز کر کے اُسے اپنے دوسرے ہمسائے کو بھیج دیا۔ اس طرح کر کے بکرے کی وہ سری سات گھروں سے ہوتی ہوئی واپس اسی صحابی کے گھر پہنچ گئی۔ جنھوں نے سب سے پہلے بھیجی تھی۔

ایثار اور قربانی کا جذبہ اصل میں انسان کے بے غرض خلوص کی علامت ہے۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" کے ستمبر ۲۰۱۰ء کے شمارے میں "ایک تھی بھوری" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں شریف نامی شخص جو اپنی گائے کے ساتھ ایک گاؤں میں رہتا ہے۔ شریف اپنی گائے سے بے انتہا پیار کرتا ہے۔ گائے کے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے وہ اُسے سنتی اور سمجھتی ہے۔ یہ گائے اس کے لیے اس کے گھر کے فرد کی مانند ہے۔ ایک روز گاؤں میں طوفانی بارشوں کے سبب سیلاب آجاتا ہے۔ بچے بھوک سے تڑپ رہے ہوتے ہیں۔ ہر طرف سے رونے کی آوازیں آتی ہیں۔ امداد سیلاب زدگان کی ضروریات کو پورا نہیں کرپاتی۔ ان حالات میں شریف اپنی دل عزیز گائے کو فروخت کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ اپنی گائے فروخت کرتے وقت شریف کا دل تڑپ اٹھتا ہے لیکن لوگوں کی مدد کرنے کی غرض سے وہ اپنی سب سے پیاری چیز قربان کر دیتا ہے اور اُن پیسوں سے کیمپ میں کھانے پینے کی اشیاء پہنچاتا ہے۔ وہ مطمئن تھا کہ اُس نے اپنی پیاری چیز قربان کر کے بلکتے بچوں کو راحت دی ہے۔ وہ دعا کرتا ہے کہ:

"اے اللہ! میں نے اپنی سب سے پیاری چیز تیرے رستے میں خیرات دی ہے، اے
میرے رب میری پیاری بھوری کے صدقے میں سیلاب کی آفت ٹال دے۔ میری
یہ معمولی سی خیرات قبول کر۔"(۸۱)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے ستمبر ۲۰۱۸ء کے شمارے میں "ممانی کا حج" کے عنوان کہانی شائع ہوئی جس میں ایک خاتون جسے سب ممانی کہہ کر پکارتے تھے انھوں نے ایک سکول میں کینٹین کھول رکھی تھی۔ حج کرنے کا شوق تھا اس لیے پیسے جمع کرتیں جب حج کرنے کے لیے رقم جمع ہوئی اسی عرصے میں سکول کے چوکیدار کی بیٹی کی شادی تھی مگر چوکیدار کے گھر پر چوری ہوگئی اور جو رقم اس نے بیٹی کی شادی کے لیے جمع کی تھی سب چور لے گئے۔ ممانی نے اپنے حج کے لیے جمع کردہ رقم چوکیدار کو دے دی۔

"ممانی نے اپنا نوٹوں سے بھرا ڈبا چوکیدار کو دے دیا تھا تاکہ وہ اپنی بیٹی کی شادی
کر سکے۔"(۸۲)

کہانی میں ممانی کے کردار کے ذریعے سے بچوں میں ایثار و قربانی جیسے اعلیٰ جذبے کو ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نبیؐ کا ارشاد ہے:

"جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں ہو اللہ اس کی حاجت میں ہے۔ جو شخص اپنے
مسلمان بھائی کی ایک تکلیف کو دور کرے اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف میں سے ایک
تکلیف اس کی دور کر دے گا۔"(۸۳)

رسولؐ کی تعلیمات کا اثر تھا کہ صحابہ کرامؓ میں ایثار و قربانی کی اعلیٰ صفت پیدا ہوئی۔ غزوہ تبوک کے موقع پر آپؐ نے صحابہ کرام سے جنگ میں مالی تعاون کے لیے کہا تو حضرت عمرؓ نے اپنے گھر کا نصف مال آپؐ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے ستمبر ۲۰۱۷ء کے شمارے میں "انسان تو یہ تھا" کہ عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں تیانجن شہر کے ایک شہری "بائی فانگلی" کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنے گاؤں کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے بڑھاپے میں سائیکل رکشہ چلاتا ہے اور تقریباً ۳۰۰ کے قریب بچوں کے تمام سکول کے اخراجات اُٹھاتا ہے۔

"یہ سائیکل رکشہ ڈرائیور جوان پڑھ تھا۔ جیسے نئے کپڑے اور خوراک کی اشد
ضرورت تھی۔ اس نے قربانی دے کر پندرہ سال تک ۳۰۰ بچوں کی سکول فیس اور
دوسرے اخراجات برداشت کیے۔ وہ بچے نہ اس کے رشتے دار تھے نہ اولاد میں سے
تھے۔"(۸۴)

آج معاشرے میں افراد اپنی خواہشات اور ضروریات کی تکمیل کے لیے ہر طرح کے ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ خود غرضی نے ساری انسانیت میں سے ہمدردی، ایثار و قربانی جیسے جذبات کو ختم کر دیا ہے۔ ہر شخص اپنے مفادات کی تکمیل کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ جبکہ آج سے چودہ سو سال قبل حضورؐ نے ایسے ہی خود غرضی کے ماحول کو ختم کر کے ایک دوسرے کے ساتھ محبت، انس، ایثار و قربانی، ہمدردی کا درس دیا۔ حضورؐ کی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ ہر شخص اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دینے لگا، اپنے دکھ درد کو بھول کر دوسروں پریشانی دور کرنے کی کوشش کی جانے لگی۔ اس جذبے کو تقویت دینے کے لیے نبیؐ نے فرمایا:

"قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک
اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"(۸۵)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے نومبر ۲۰۱۷ء کے شمارے میں بچوں کو ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھنے اور محبت وایثار کا جذبہ ابھارنے کی غرض سے "جذبہ وایثار" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک بچی عائشہ جو ہر سال ریس میں اول پوزیشن حاصل کرتی تھی۔ اُس کے جذبہ ایثار کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ جب تعلیمی سیشن کے آغاز میں نئے طالب علم آئے تو اُن میں آمنہ نام کی بچی بھی تھی۔ آمنہ معمولی گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ سکول میں جب ریس کا مقابلہ منعقد کروایا جانے لگا تو آمنہ جوگرز نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھی۔ عائشہ جو خود ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتی ہے اپنے جوگرز آمنہ کو دے دیتی ہے۔ جب عائشہ اپنے والد کو ریس میں حصہ نہ لینے کی وجہ بتاتی ہے تو والد کہتے ہیں:

"مجھے فخر ہے اپنی تربیت پر کہ تمہارے اندر جذبہ ایثار موجود ہے۔ جب آپ لوگوں
کی مدد کرتے ہیں تو اللہ آپ کی مدد کرتا ہے۔"(۸۶)

اسلام نے جذبہ ایثار و قربانی کی تعلیم دی۔ حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی ایثار و قربانی کے حوالے سے بہترین نمونہ ہے۔ معاشرے میں جب تک تمام افراد میں جذبہ ایثار کی کیفیت پیدا نہیں ہو جائے گی۔ اس وقت تک معاشرے میں سے فسادات اور شر کا ماحول ختم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی پُرامن معاشرے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

ی۔ بزرگوں کی عزت:

ہر معاشرے میں کچھ چھوٹے ہوتے ہیں اور کچھ اُن کے بزرگ۔ رسولؐ نے بڑوں کو اپنے چھوٹوں کے ساتھ رحم اور شفقت کے ساتھ برتاؤ کرنے اور چھوٹوں کو اپنے بزرگوں کی عزت کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک بزرگ رسولؐ کے پاس پہنچنا چاہتے تھے۔ اس وقت جو لوگ رسولؐ کی خدمت میں حاضر تھے انھوں نے بزرگ شخص کو راستہ دینے میں دیر کی تو آپؐ نے فرمایا:

"جو آدمی ہمارے چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ نہ کرے اور بڑوں کی عزت کا خیال نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔"(۸۷)

بچے سفید کاغذ کی مانند ہوتے ہیں یہ اُن کے بزرگوں پر منحصر ہے کہ وہ جیسا چاہیں اُس میں رنگ بھریں۔ جو بچے اپنے بچپن میں ادب کرنا نہیں سیکھتے اُن سے بڑے ہو کر بھی بھلائی کی امید نہیں کی جا سکتی۔ بڑوں کے ادب واحترام کا درس دینے کی غرض سے رسالہ "تعلیم وتربیت" کے جولائی ۲۰۱۳ء کے شمارے میں "مسیحا" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی۔ جس میں ایک بوڑھا شخص جس کا اپنا بیٹا اسے بیماری کی حالت میں گھر سے نکال دیتا ہے، وہیں ایک نوجوان لڑکا انھیں اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ ایک اچھے ڈاکٹر سے علاج کرواتا ہے۔ جب ڈاکٹر بوڑھے شخص کے حوالے سے پوچھتا ہے تو لڑکا کہتا ہے:

"یہ میرے باپ نہیں۔۔۔ اور میں اس کا بیٹا نہیں ہوں لیکن مجھے اس میں وہ جنت نظر آ رہی ہے جو اللہ پاک نے اپنے مومن بندوں کو دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔"(۸۸)

کہا جاتا ہے کہ باادب بامراد بے ادب بے مراد یعنی جو لوگ بزرگوں کی عزت کرتے ہیں، اُن سے ادب واحترام سے پیش آتے ہیں اُن کی خدمت میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں چھوڑتے وہ اپنی منزل پالیتے ہیں اور جو لوگ اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کرتے۔ اُن کا خیال نہیں رکھتے وہ نہ صرف اپنی منزل سے محروم رہتے ہیں بلکہ دوسرے بھی اسے عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ جو اپنے بزرگوں کی عزت واحترام کا خیال نہیں رکھتا آنے والی نسل بھی اسے عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ ارشاد نبویؐ ہے:

"جب کوئی جوان کسی عمر رسید بزرگ کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے تعظیم وتکریم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ مقرر فرما دیتا ہے کہ جو اُس کے بڑھاپے کے وقت اُس کی تعظیم وتکریم کریں گے۔"(۸۹)

حضورؐ کے زمانے میں یہودیوں نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا جس کے بھائی اور چچا حضورؐ کے پاس یہ بتانے کے لیے آئے اور عرض کی کہ اب اس کا بدلہ کیسے لیا جائے۔ مقتول کے بھائی نے حضورؐ سے گفتگو کا آغاز کیا تو اس وقت مقتول کے چچا خاموش بیٹھے تھے۔ حضورؐ نے مقتول کے بھائی سے فرمایا: ”بڑے کو بڑائی دو۔ "(۹۰)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے مارچ ۲۰۱۲ء کے شمارے میں "استاد کا احترام" کے عنوان سے علامہ اقبال کی زندگی کا ایک مختصر واقعہ بیان کیا ہے۔ اقبال اپنے استاد سید میر حسن کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے۔ ایک روز اقبال دکان پر بیٹھے حقہ پی رہے تھے کہ جب اقبال کے اُستاد میر حسن وہاں سے گزرے اقبال اپنے استاد کی تعظیم میں اٹھ کھڑے ہوئے اور جلدی میں ایک جوتا پہنا اور ایک نہ پہن سکے۔

> ”آپ نے اُستاد محترم کو دیکھا تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اُن کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور پھر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ فرماں بردار شاگرد نہایت ادب سے اپنے استاد محترم کے پیچھے پیچھے سر جھکائے آہستہ آہستہ چلا جا رہا ہے۔“(۹۱)

اقبال اسی طرح ننگے پاؤں اپنے استاد کے پیچھے چلتے رہے جب تک کہ استاد اپنے گھر پہنچتے۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھے۔ اُن صحابہ میں حضرت ابو عبیدہؓ بھی شامل تھے، حضورؐ کی خدمت میں ایک پیالے میں پینے کی کوئی چیز لائی گئی۔ آپؐ نے وہ پیالہ حضرت ابو عبیدہؓ کو دیا تو حضرت ابو عبیدہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کا مجھ سے زیادہ حق ہے جس پر حضورؐ نے فرمایا: ”تم پیو، کیونکہ برکت ہمارے بڑوں کے ساتھ ہے۔“(۹۲) حدیث نبویؐ ہے: ”اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے کہ بوڑھے مسلمان کا اکرام کیا جائے۔“(۹۳)

اسلام میں بزرگ افراد کی ضروریات زندگی کی فراہمی اور ان کی تعظیم کو ترجیح دی گئی ہے۔

ک۔ ادب و سلیقہ:

اسلام نے زندگی گزارنے کا ایک مکمل طریقہ بتایا ہے جس میں ادب و آداب کو ایک اہم درجہ حاصل ہے۔ دین اسلام میں زندگی کے ہر فعل کے آداب بتائے گئے ہیں جس میں چلنے پھرنے، اُٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے سے لے کر سونے، گھر میں داخل ہونے وغیرہ کے آداب شامل ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کھانے پینے کے چند آداب درج ذیل ہیں:

ا۔ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا چاہیے۔

۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانے کا آغاز کرنا چاہیے۔ اگر آغاز میں پڑھنا بھول جائیں تو یاد آنے پر بسم اللہ اولہ وآخرہ پڑھ لیں کیونکہ جس کھانے پر خدا کا ذکر نہیں کیا جاتا اس کو شیطان اپنے لیے جائز کر لیتا ہے۔

۳۔ ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے کھانا چاہیے۔

۴۔ کھانے میں کبھی عیب نہ نکالیں۔

۵۔ کھاتے وقت گفتگو سے پرہیز کرنی چاہیے۔

۶۔ پانی تین سانس میں ٹھہر ٹھہر کر پینا چاہیے۔

حدیث نبویؐ ہے:

"جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان کے لیے وہ کھانا حلال ہو جاتا ہے یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اُس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔"(۹۴)

ایک اور حدیث میں نبیؐ نے فرمایا:

"داہنے ہاتھ سے کھائے اور داہنے ہاتھ سے پیئے اور داہنے ہاتھ سے لے اور داہنے سے دے کیوں کہ شیطان بائیں سے کھاتا ہے بائیں سے پیتا ہے اور بائیں سے لیتا ہے اور بائیں سے دیتا ہے۔"(۹۵)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے جنوری ۲۰۱۸ء کے شمارے میں درسی قرآن و حدیث کے حصے میں کھانے کے چند آداب بیان کیے گئے ہیں۔ ہم میں سے بہت سے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کھانا پلیٹ میں اپنی بھوک سے زیادہ ڈال دیتے ہیں جس کی وجہ سے پلیٹ سے کھانا ختم نہیں ہوتا اور اسی طرح پلیٹ میں کھانا چھوڑ دیتے ہیں یہ کھانے کے آداب کے برعکس ہے اس سے رزق کا ضائع ہوتا ہے۔ نبیؐ کا ارشاد ہے:

"جو شخص کسی برتن میں کھانا کھائے پھر اسے صاف کرے تو اس کے لیے برتن بخشش کی دعا کرتا ہے۔"(۹۶)

حدیث نبویؐ کے ذریعے سے کھانے کے آداب بچوں کو سکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اپنی بھوک سے زیادہ کھانا اپنی پلیٹ میں نہ ڈالیں۔ جو کھانا کھا کر پلیٹ صاف کرتا ہے تو اس کے لیے برتن بھی بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ نبی کریمؐ نے برتن کے چاروں طرف ہاتھ مار کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عمر بن ابی سلمہؓ حضرت محمدؐ کی کفالت میں تھے۔ کھانے کے وقت ان کا ہاتھ پیالے میں گھومتا تھا جس پر نبیؐ نے فرمایا: "اے لڑکے! اللہ کا نام لے، دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے سامنے سے کھا۔"(۹۷)

نبیؐ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ بھوک ختم ہونے سے پہلے آپؐ کھانا ختم کر دیتے۔ جو کچھ آپؐ کے سامنے پیش کیا جاتا آپؐ اُسے تناول فرماتے۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" کے ستمبر ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "کامیابی کے شاہراہ" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں دو بچے حسن اور حسین اپنی والدہ کو کھانے کے میز پر تنگ کرتے، کھانے کی برائی کرتے اور ہر وقت باہر سے کھانے کی ضد کرتے رہتے۔ جس پر ان کے دادا نے حضورؐ کی حیات مبارکہ سے مثالوں کے ذریعے بچوں کو رزق کی قدر کرنے کی تعلیم دینے کی کوشش کی۔

"آپ دونوں نے اسلامیات میں پڑھا ہوگا کہ جب ہمارے نبیؐ غزوہ خندق کے موقع پر، خندق کھود رہے تھے تو خوب گرمی تھی اور پیاس اور فاقے کا عالم تھا۔ چند صحابہ حضورؐ کے پاس تشریف لائے اور انہیں اپنے پیٹ سے بندھے پتھر دکھائے اور جانتے ہو ہمارے پیارے نبی پاکؐ نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے دو پتھر باندھ رکھے تھے۔ ہمارے پیغمبرؐ جن کے لیے یہ کائنات بنائی گئی انہوں نے تو کبھی شکوہ نہیں کیا کہ مجھے دنیا کی نعمتیں روز روز اور بے تحاشہ کیوں نہیں ملتی۔"(۹۸)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے مئی ۲۰۱۵ء کے شمارے میں پانی پینے کے چند آداب بیان کیے گئے ہیں جن میں پانی بسم اللہ پڑھ کر پینا، پانی سر ڈھانپ کر پینا، ٹھہر ٹھہر کے تین سانسوں میں پانی پینا، پانی کو دیکھ کر اور صاف برتن میں پینا، پانی کو ہمیشہ بیٹھ کر پینا چاہیے۔ پانی خدا کی نعمت ہے اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے شامل ہیں۔ پانی پینے کے حوالے سے نبیؐ کا ارشاد ہے:

"تم اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پیا کرو بلکہ تین تین سانس میں پیا کرو، اور جب تم پینے لگو تو بسم اللہ پڑھ کے پیو اور جب پی چکو اور برتن منہ سے ہٹاؤ تو اللہ کی حمد اور اس کا شکر کرو۔"(۹۹)

کھڑے ہو کر پانی پینے سے نبیؐ نے منع کیا ہے ارشاد نبیؐ ہے "تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے، سو جو بھول جائے وہ قے کر دے۔"(۱۰۰)

بچوں کا ذہن صاف ہوتا ہے انہیں جس طرح کی باتیں سکھائی جاتی ہے ان کے ذہن پر وہ نقش ہو جاتی ہیں بچوں پر مستقبل کی کامیابی کا انحصار ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اُم کلثوم اپنی کتاب "بچوں کی تربیت (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)" لکھتی ہیں: "حسن اخلاق کے بنیادی اور اعلی اوصاف بچے کے ذہن میں ابتدا ہی سے راسخ کرنے اور ان کو اپنے کردار کا حصہ بنانے پر اسے آمادہ کرنا چاہیے۔"(۱۰۱)

زمانہ طفلی میں بچوں کی تربیت پر توجہ دینا بہت ضروری ہے اس مدت میں بچوں کی تعلیم و تربیت پر اگر مناسب توجہ دی جائے گی تو ان کی صلاحیتیں ابھریں گئیں ان کی شخصیت سنورے گی۔ دین اور دنیا دونوں میں کامرانی حاصل کریں گے۔ وہ اپنی انفرادی، خاندانی اور اجتماعی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے اہل ہوں گے۔ وہ معاشرے کے صالح انسان، ملک کے وفادار شہری بن کر ابھریں گے۔

کہانی سے انسانوں کی دلچسپی ایک فطری امر ہے اور دنیا کا کوئی بھی ایسا ملک، معاشرہ نہیں ہے جہاں کہانی کسی نہ کسی صورت میں موجود نہ ہو۔ کہانی بڑوں کے لیے ہو یا چھوٹوں کے لیے اس کا لازمی اور بنیادی تعلق اپنے معاشرے یا اپنے عہد سے اور اپنے جغرافیائی کوائف سے ہوتا ہے۔ کردار ہر قوم کے اپنے ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہر کہانی کی اپنی اہمیت اور مقامیت ہوتی ہے۔ اردو ادب میں بھی بچوں کے لیے بہت سی کہانیاں لکھی گئیں اور اب تک لکھی جارہی ہیں۔ بچہ اپنے اردگرد جو کچھ دیکھتا ہے وہ محدود ہوتا ہے۔ چند چہرے، اپنا گھر، چھت، کھلونے، آنگن وغیرہ لیکن بچہ رات کے وقت نانی، دادی، ماں یا باجی سے پرستان کی پریوں، پہاڑوں، چاند ستاروں، ندی، دریاؤں وغیرہ کی کہانیاں سنتا ہے تو اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ جس دنیا میں ہے وہ کتنی وسیع ہے۔ اس میں کیسی کیسی چیزیں ہیں، کتنی خوبصورت ہیں۔ یہ خیال بچے کے اندر خوشی کا ایک انجانا احساس پیدا کرتا ہے۔ جب بچے کو کسی بہادر شہزادے کی ایسی کہانی سنائی جاتی ہے جو اپنی بہادری کے جوہر دکھاتا ہوا شہزادی کو کسی بری طاقت سے نجات دلاتا ہے تو بچہ خود کو ایک ایسا ہی شہزادہ تصور کرنے لگتا ہے۔ اس سے اس کے اندر بہادری اور جرات کے جذبات پرورش پاتے ہیں۔ جب بچے کو بتایا جاتا ہے کہ شہزادے نے کیسے ایک برے دیو کو مات دی اور اُس پر فتح پائی تو اس سے بچے کے اندر شروع ہی سے اس بات کا احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ اس دنیا میں اچھے لوگ ہی نہیں برے لوگ بھی ہیں اور نیکی ہمیشہ بدی پر غالب رہتی ہے۔ اچھے لوگ ہمیشہ برے لوگوں کو شکست دیتے ہیں۔

دیکھنے میں کہانی لکھنا جتنا آسان کام معلوم ہوتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ چند واقعات کو ترتیب دے دیا جائے تو کہانی بن جاتی ہے مگر حقیقت میں کہانی ایک نہایت مشکل کام ہے کیونکہ مصنف کو کہانی لکھتے وقت بچے کی نفسیاتی پیچیدگیوں سے پوری طرح واقف ہونا پڑتا ہے۔ بچہ کس حال میں کیا قبول کرتا ہے، کس طرح قبول کرتا، اس کے تخیل کو کس طرح متحرک کیا جاسکتا ہے اور جو کہانی لکھی جارہی، یہ بچے پر کس طرح اثرانداز ہوگی۔ مصنف کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچوں کے لیے لکھتے وقت ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھے۔ جب مصنف اس طرف توجہ کرے گا تو وہ لازماً ایک نصب العین متعین کرکے کہانی لکھے گا جس کو پڑھ

کر نہ صرف بچہ لطف اندوز و ہو سکے گا بلکہ ایک سبق بھی حاصل کرے گا جس سے بچے کی کردار سازی ممکن ہو گی۔

ماہنامہ " تعلیم و تربیت "ڈاکٹر عبد الوحید خان کی سر پرستی میں فیروز سنز لمیٹڈ سے جاری ہوا۔
اس رسالے میں بچوں کی تربیت کی غرض سے کہانی، تاریخی واقعات، مضامین، شاعری، سائنسی مواد شائع کیا جاتا ہے۔ رسالے میں اسلامی واقعات کے ذریعے سے اُن کرداروں سے روشناس کروایا جاتا ہے جنھوں نے اخلاقی فضائل پھیلانے میں نمایاں حصہ لیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ القرآن، الاعراف، ۲۹:۷

۲۔ القرآن، الانعام، ۱۵۲:۶

۳۔ بخاری، الصحیح، حدیث نمبر ۳۲۸۸، جلد نمبر ۳، ص ۱۸۸۲

۴۔ القرآن، النساء، ۱۳۵:۴

۵۔ جدون ادیب، انصاف (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۸، دسمبر ۲۰۱۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۲

۶۔ ایضاً

۷۔ القرآن، النساء، ۵۸:۴

۸۔ فرحت جاوید، انصاف کا تقاضہ، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۴، اگست ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۹

۹۔ ظہر اسلام، اداریہ، (اداریہ) مطبوعہ، ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۲، اپریل ۲۰۱۴ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ عبدالمقیت عزیز، انصاف، (کہانی) ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۳، جولائی ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۷

۱۲۔ محمد دانیال حسن، عادل حکمران، (کہانی) ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱، اگست ۲۰۲۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۶

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ القرآن، الحجرات، ۱۰:۴۹

۱۵۔ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلام میں انسانی حقوق، منہاج القرآن پبلیکشنز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۵۸

۱۶۔ احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۲۱۱، جلد نمبر ۳

۱۷۔ شازیہ فرحین، لڑائی لڑائی معاف کرو، (کہانی) ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۱ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۸

۱۸۔ سلمان یوسف، مدد گار ہاتھ، (کہانی) ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ا، مئی ۲۰۱۸ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۱
۱۹۔ امجد علی قادری، اسلامی اخلاق وآداب ضیاء الدین پبلیکشنز، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۲۱۸
۲۰۔ محمد زکریا، خیال رکھنا (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۲، جون ۲۰۱۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۱
۲۱۔ ضیاء الحسن ضیا، بھائی چارہ، (نظم) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۲
۲۲۔ ایضاً
۲۳۔ القرآن، الحجرات، ۴۹:۱۳
۲۴۔ ایضاً
۲۵۔ محمد نقاش شاکر، آگاہی، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۱ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۸
۲۶۔ معظمہ تنویر، سنہرا خواب، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۲، جون ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶۰
۲۷۔ جدون ادیب، سوری سر، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۳ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۱
۲۸۔ ابن حبیب اللہ، حیثیت متمنی، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۲، اپریل ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۸
۲۹۔ مسلم، الصحیح، حدیث نمبر ۱۱۶۳، جلد نمبر ۳، ص ۱۲۸۴
۳۰۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۳۱۴
۳۱۔ ایضاً، ص ۳۱۳
۳۲۔ ایضاً، ص ۳۰۴
۳۳۔ ظہیر اسلام، اداریہ، (اداریہ) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۹، جنوری ۲۰۱۴ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱
۳۴۔ محمد سلمان، اخلاق یاد رہتا ہے، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۹ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۰

۳۵۔ محمد ابو بکر ساجد، میٹھے بول میں جادو ہے،(کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۸، دسمبر ۲۰۱۸ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۱

۳۶۔ نظیر فاطمہ، بات جب بھی بولو، (نظم) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۴، نومبر ۲۰۲۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۸

۳۷۔ محمد سالار، میٹھے بول میں جادو ہے،(کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۲۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۰

۳۸۔ خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، کلر پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۹۸۹ء، ص ۲۳

۳۹۔ القرآن، العنکبوت، ۸:۲۹

۴۰۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۶۵

۴۱۔ محمد عبدالمعبود، مولانا، تربیت اولاد کا اسلامی انسائیکلوپیڈیا، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۲۲۵

۴۲۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۷۳

۴۳۔ علی اکمل تصور، فرمانبردار، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۲

۴۴۔ سمیرا انور، لالی کو معافی مل گئی، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۸، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶۰

۴۵۔ مجیب ظفر انوار، نافرمان کُٹ کُٹ، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱، مئی ۲۰۱۸ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۲

۴۶۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۶۷

۴۷۔ کظیمہ زہرہ، ماں کی خدمت، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۷ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۷

۴۸۔ محمد منظور، نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۷۳

۴۹۔ کلثوم عتیق، ماں کی نافرمانی، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۳، جولائی ۲۰۱۴، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۷

۵۰۔ ثمینہ ادریس، باادب بانصیب بے ادب بے نصیب، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۴ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۷

۵۱۔ محمد منظور، نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۳۲۸

۵۲۔ خلیل جبار، نیکی کا سفر، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۸، دسمبر ۲۰۱۳ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۸

۵۳۔ فرزانہ چیمہ، ایماندار تتلی، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۶، اکتوبر ۲۰۱۳ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۱

۵۴۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۳۲۹

۵۵۔ فرزانہ چیمہ، سراج سپر اسٹور، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ا، مئی ۲۰۱۳ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۶

۵۶۔ عاطر شاہین، امانت، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۴، اگست ۲۰۱۷ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۵

۵۷۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۳۲۷

۵۸۔ حرا عابد، ایمان داری، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۳ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۰

۵۹۔ محمد فاروق دانش، برکت، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۱ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۵

۶۰۔ احور کامران، قائداعظم کا کردار بحیثیت سربراہ مملکت (مضمون) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۸ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۸

۶۱۔ بخاری، الصحیح، حدیث نمبر ۵۶۸۶، جلد نمبر ۵، ص ۲۲۴۴

۶۲۔ رفیق احمد، اوصافِ نبویؐ، (مضمون) مطبوعہ، ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۱ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۶

۶۳۔ عبدالرشید فاروقی، ہیرو، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۸، دسمبر ۲۰۱۳ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۸

۶۴۔ غلام حسین چمن، سلطان ٹیپو شہید، (سوانح حیات) مطبوعہ ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ا، مئی ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۲

۶۵۔ ثناء احمد، تمہاری ہمت کو سلام، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۲، جون ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۵

۶۶۔ محمد فاروق دانش، شناخت، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۷ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۲

۶۷۔ محمد فاروق دانش، بابو کباب والا، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۲، اپریل ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۱

۶۸۔ کاشف ضیائی، آدم خور شیر، محمد فاروق دانش، شناخت، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۶

۶۹۔ امجد علی قادری، اسلامی اخلاق و آداب، ضیاء الدین پبلیکشنز، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۲۲۴

۷۰۔ ایضاً

۷۱۔ نذیر اجنالوی، آنسو، محمد فاروق دانش، شناخت، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱، مئی ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶۳

۷۲۔ کاشف ضیائی، صحرائی ناگ کا شکار، محمد فاروق دانش، شناخت، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۸، دسمبر ۲۰۱۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۶

۷۳۔ جدون ادیب، ایک لاجواب مسکراہٹ، محمد فاروق دانش، شناخت، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱، مئی ۲۰۱۳ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۸

۷۴۔ غلام حسین میمن، عبدالستار ایدھی ایک متحرک مرشد، (مضمون)، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۳

۷۵۔ https://urm.wikipedia/org باوقت ۲:۰۹am، تاریخ ۱۶ مارچ ۲۰۲۲ء

۷۶۔ الطاف فاطمہ، مائی لارڈ حقہ، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۳، جولائی ۲۰۱۹ء فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۲.

۷۷۔ حسن ذکی کاظمی، رحمت پور کا الہ دین، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۹، جنوری ۲۰۱۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۱

۷۸۔ امجد علی قادری، اسلام اخلاق و آداب، ضیاء الدین پبلیکشنز، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۲۲۲

۷۹۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۸۹

۸۰۔ محمد دانیال حسین، خدمت خلق، (مضمون) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۹ء، فیروز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۲

۸۱۔ نذیر انبالوی، ایک تھی بھوری، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶۲

۸۲۔ شیخ عبدالحمید عابد، ممانی کا حج، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۸ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۹

۸۳۔ امجد علی قادری، اسلامی اخلاق و آداب، ضیاء الدین پبلیکشنز، ۱۹۸۷ء، ص ۲۲۳

۸۴۔ ساجد کمبوہ، انسان تو یہ تھا، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۷ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۲

۸۵۔ امجد علی قادری، اسلامی اخلاق و آداب، ضیاء الدین پبلیکشنز، ۱۹۸۷ء، ص ۲۲۳

۸۶۔ جویریہ شوکت، جذبہ ایثار، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۷، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۰

۸۷۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۳۰۷

۸۸۔ علی اکمل تصور، مسیحا، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۳، جولائی ۲۰۱۳ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۵

۸۹۔ محمد طیب الیاس، بڑوں کی تعظیم، (درس قرآن و حدیث) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲

۹۰۔ امتیاز علی، بڑوں کا ادب، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۲، جون ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۲

۹۱۔ محمد حسین حسن، استاد کا احترام، مطبوعہ، ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۳

۹۲۔ https://jang.com.pk، ۱۹ مارچ ۲۰۲۲، 11:31 AM

۹۳۔ امجد علی قادری، اسلام اخلاق و آداب، ضیاء الدین پبلیکیشنز، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۲۲۱

۹۴۔ ایضاً، ص ۱۲

۹۵۔ ایضاً، ص ۱۵

۹۶۔ محمد طیب الیاس، کھانے کے چند آداب،(درس و قرآن وحدیث) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ۹، جنوری ۲۰۱۸ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳

۹۷۔ ایضاً

۹۸۔ صالحہ محبوب، کامیابی کی شاہراہ، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۱

۹۹۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۳۹۰

۱۰۰۔ کنز العمال، حدیث نمبر ۴۱۰۲۶، جلد نمبر ۸، ص ۱۴۱

۱۰۱۔ ام کلثوم، ڈاکٹر، بچے کی تربیت (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۶ء، ص ۱۷۵

باب سوّم:

رسالے "تعلیم وتربیت" میں لارنس کوہلبرگ کی تھیوری "اخلاقی نشو ونما" کے عناصر کا تجزیاتی مطالعہ

اخلاق خلق کی جمع ہے جس کے معنی پختہ عادت کے ہیں۔ انسان کو باقی تمام مخلوقات سے ممتاز کرنے والی چیز اُس کا اخلاق ہے۔ جہاں اسلام نے اخلاقی تربیت پر زور دیا ہے وہیں ماہرین نفسیات اور مفکرین تعلیم نے بچوں کی ابتدائی عمر میں ہی اخلاقی تربیت کا کہا ہے۔ کوہلبرگ نے اپنی تھیوری میں بچوں کی نشو ونما کے تین مراحل بیان کیے ہیں۔ اُس نے بتایا کہ بچہ پہلے سزا و جزا کا تصور ابھرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی بچہ ایک فرد کے مفاد یعنی اپنے مفاد کی بات کرتا ہے لیکن آہستہ آہستہ جب اخلاقی نشو نما ہوتی ہے تو معاشرتی قوانین اور حقوق و فرائض کی ادائیگی کو ضروری جانتا ہے۔ اس طرح بچہ ذاتی مفاد سے باہر نکلتا ہے۔ بچے میں دوسروں کے حقوق کا تحفظ، حقوق و فرائض کی ادائیگی، قوانین کی پاسداری، عدل وانصاف کی نشو ونما ہوتی ہے۔ بچے میں صرف ذاتی، علاقائی یا ملکی اخلاقی شعور ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ عالمگیر اخلاق کی نشو نما ہوتی ہے۔ مجوزہ باب میں اخلاقی نشو ونما کے عناصر کا تجزیاتی مطالعہ کیا جارہا ہے جو درج ذیل ہیں:

الف۔ ہمدردی:

ہمدردی کے معنی غم خواری، دل سوزی، درد مندی، مددگاری کے ہیں۔ ہمدردی دوسروں کے احساسات اور جذبات کو محسوس کرنے کا نام ہے۔ ہمدردی کا تعلق دوسرے افراد سے محبت، اُن کی مشکل وقت میں مدد کرنے کا جذبہ ہے جب کوئی شخص خود کو دوسرے فرد کی جگہ رکھ کر اُس کی تکلیف کو محسوس کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے ہمدردی کہا جاتا ہے۔ بچوں کی تربیت کرتے وقت ضروری ہے کہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی غم خواری، مددگاری کا جذبہ پیدا کیا جائے تاکہ جوان ہو کر ان کے دلوں میں ہمدردی، دلسوزی کا جذبہ موجود ہو اور اسی جذبے کے تحت وہ معاشرے میں کام کر سکے۔ بچوں کی اخلاقی تربیت میں والدین، سکول کے ساتھ ساتھ اُن کا ادب بھی اہم ہے۔ بچوں کے لیے ایسا ادب تخلیق کرنے کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے جو اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت کا جذبہ پیدا کرے اُس میں باہمی میل جول کو

بڑھائے۔ جب بچوں میں باہمی میل جول بڑھے گا تو آہستہ آہستہ اُن کے دلوں میں ہمدردی کا جذبہ بھی ضرور پیدا ہو گا۔ جون فریڈرک ہربارٹ ہمدردی کو انسانیت کے بلند مرتبہ پر فائز کرنے کا ذریعہ سمجھتا ہے وہ کہتا ہے:

> ”جس شخص کے خیالات میں پاکیزگی اور اعمال میں نیکی، محبت، ہمدردی، انصاف اور بے لوث خدمت جیسی صفات پائی جاتی ہیں وہی انسانیت کے شرف و وقار کو بڑھاتا ہے۔“[1]

رسالہ تعلیم و تربیت میں بچوں کے اخلاقی تربیت کی غرض سے نظمیں، مضمون، کہانیاں وغیرہ شائع ہوتی ہیں۔ رسالہ تعلیم و تربیت کے مارچ ۲۰۱۱ء کے شمارے میں "لازوال رشتہ" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک بیکری کا مالک جو رحم دل اور ہمدرد شخص کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ ایک روز بیکری پر چوری ہو جاتی ہے۔ بیکری مالک کا بیٹا پولیس کو بلالیتا ہے مگر بیکری مالک اپنے ملازمین کو پولیس کے حوالے نہیں کرتا ہے جس پر پولیس انسپکٹر کہتا ہے: ”آپ بہت اچھے انسان ہیں۔"[2] کہانی میں دکھایا گیا ہے کہ ملازمین اپنے مالک کے مشکل وقت میں اُس کی پریشانی دور کرنے کی غرض سے مل کر پیسے اکھٹے کرتے ہیں۔ جب وہ پیسے مالک کو دیتے ہیں اسی وقت گھر سے اطلاع آتی ہے کہ پیسے مل گئے ہیں جو مالک کی جیب میں موجود تھے۔ یہاں ملازمین اور بیکری مالک کے درمیان ایک لازوال رشتہ قائم ہو جاتا ہے جو بھروسے، ہمدردی اور رحم دلی کا تھا۔ ہمدردی ایک دوسرے کو سمجھنے، ایک دوسرے کی مشکل میں مدد کرنے اور حوصلہ افزائی کرنے کا نام ہے۔

بچوں میں ہمدردی کا جذبہ ابھارنے کی غرض سے رسالہ تعلیم و تربیت کے مئی ۲۰۱۲ء کے رسالے میں "گولو گرین" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی۔ جس میں سبزیوں کے کردار کے ذریعے سے ایک فرمانبردار، ہمدرد اور رحم دل بچے کی روداد بیان کی گئی ہے۔ گولو گرین مسٹر مٹر اور مسز مٹر کا بیٹا ہے جو ہر ایک کی مدد کر کے خوشی محسوس کرتا ہے اسے کبھی کسی پر غصہ نہیں آتا۔

> ”کر کسی کا فرمانبردار اور ہر کسی کی مدد کرنے والا گولو گرین کو بھی غصہ نہیں آتا تھا۔ وہ بہت نرم دل تھا۔“[3]

کہانی میں دکھایا گیا ہے کہ مسٹر مٹر گولو گرین کو باغ سے سٹرابیری لانے کے لیے بھیجتے ہیں۔ راستے میں گولو گرین کو جو بھی ملتا ہے۔ اُس کی قدر کرتا ہے جس کی وجہ سے گھر آنے میں دیر ہو جاتی ہے مٹر مٹر اُسے ڈانٹتے ہیں تب ہی دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ بھنڈی آنٹی گولو گرین کو چاکلیٹ دیتی ہیں اور مسٹر مٹر اور مسز

مٹر کو اُن کے بیٹے کی ہمدردی، رحم دلی اور فرمانبرداری کے بارے میں بتاتی ہیں۔ ”آپ کا بیٹا گولو گرین بے حد پیارا، بہت نیک اور دوسروں کا ہم درد ہے۔“(۴)

اسلام نے ایک دوسرے کی مدد کرنے، بھائی چارے اور ہمدردی جیسے اعلیٰ اخلاقی اوصاف کی تعلیم دی ہے۔ مفکر اسلام علامہ محمد اقبال نے بچوں میں ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنے، ایک دوسرے کی مشکل وقت میں مدد کرنے اور تعاون کرنے کا جذبہ ابھارنے کی غرض سے نظم "ہمدردی" لکھی۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" کے نومبر ۲۰۱۳ء کے شمارے میں "ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں علامہ محمد اقبال کی نظم "ہمدردی" کا مفہوم بچوں کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ نظم میں اقبال نے مسلمان نوجوانوں کو یہ درس دیا ہے کہ بلبل کی طرح عیش و آرام میں وقت کا ضائع کرنے کی بجائے جگنو کی طرح ایک رہبر بننے جو بھٹکے ہوؤں کو اُن کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ کہانی میں فرحان اور سلمان مل کر اقبال کی نظم "ہمدردی" کے اشعار پڑھتے ہیں۔

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا — کوئی بلبل تھا اُداس بیٹھا
کہتا تھا کہ رات سر پر آئی — اُڑنے چگنے میں دن گزارا
پہنچوں کس طرح آشیاں تک — ہر چیز پر چھا گیا اندھیرا
سن کر بلبل کی آہ وزاری — جگنو کوئی پاس ہی سے بولا
حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے — کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا
کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری — میں راہ میں روشنی کروں گا
ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے — آتے ہیں جو کام دوسروں کے (۵)

سلیمان فرحان کو اپنے اندر جگنو کی طرح بہترین اوصاف پیدا کرنے کا کہتا ہے جن کے ذریعے سے ملک و قوم کی خدمت کی جا سکے۔ بچوں کی اچھی تربیت ایک مشکل عمل ہے۔ اس کے لیے بہت زیادہ غور و فکر اور صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لیے بہت احتیاط سے کام لینا ضروری ہے اور اگر ذرا سی بھی چوک ہو جائے تو بچہ بگڑ سکتا ہے۔ بچے کے بگڑ جانے کا مطلب ہے مستقبل کی قوم کا بگڑ جانا کیونکہ آج کا بچہ ہی کل ملک اور قوم کا مستقبل ہوتا ہے۔ آج کے زمانے میں تربیت تعلیم سے زیادہ اہمیت اختیار کر چکی ہے کیونکہ اچھی تربیت کے بغیر کوئی بھی علم فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے جولائی ۲۰۱۹ء کے شمارے میں بچوں کی اخلاقی تربیت کے پیش نظر "ہمدرد" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس کے ذریعے سے بچوں میں ہمدردی کا جذبہ بیدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہانی میں گلہری دریا میں بہتے ہوئے مدد کے لیے پکار رہی تھی وہیں ایک ریچھ جو اُس وقت دریا سے مچھلیاں پکڑ رہا تھا اُس کی مدد کرتا ہے اس طرح ریچھ اور گلہری میں دوستی، محبت اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی مدد کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ جب گلہری کو اخروٹ اکھٹے کرنے ہوتے ہو ریچھ اُس کی مدد کرتا اور جب ریچھ کو شہد کی طلب ہوتی تو گلہری اُس کی مدد کرتی۔

"ایک دوسرے کی مدد کرنا ان دوستوں کا معمول بن گیا اور وہ پرسکون زندگی گزارنے لگے۔"(۶)

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے اکتوبر ۲۰۱۴ء کے شمارے میں نبیؐ کی شفقت، ہمدردی کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ جس میں ایک غلام اپنے مالک کے رویے کی وجہ سے رورہا ہوتا ہے جب آپؐ اس سے رونے کی وجہ پوچھتے ہیں تو وہ بتاتا ہے کہ وہ دن بھر اپنے مالک کی بکریاں چراتا ہے اور رات کو مالک ایک بوری گندم پیسنے کے لیے دے دیتا ہے جس میں ساری رات گزر جاتی ہے۔ اس پر آپؐ اس غلام کی مدد کرتے ہیں روزانہ رات میں آپؐ اس غلام کی جگہ گندم پیستے ہیں جس پر غلام آپؐ سے کہتا ہے کہ میں غلام ہوں اور غلاموں سے تو کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور نہ کوئی ڈرتا ہے تو آپؐ ایسا کیوں کر رہے ہیں جس پر آپؐ فرماتے ہیں:

"میں یہ سب انسانی ہمدردی کے تحت کررہا ہوں اور اس کے علاوہ مجھے تم سے کوئی غرض نہیں۔"(۷)

یہ غلام بلال حبشی تھے۔ اسی وقت آپؐ پر ایمان لے آئے۔ نبیؐ کی محبت اور ہمدردی انھیں آپؐ کا بے لوث غلام بنا کر رہتی دنیا تک ایک نمونہ بنا دیا ہے۔ انسان کی پہچان اُس کا اعلیٰ اخلاق ہوتا ہے۔ جس قوم میں اخلاقی قدروں کی پاسداری کی جاتی ہے وہ دوسری قوموں کی نسبت سربلند ہوتی ہیں جبکہ جس معاشرے میں اخلاقی قدریں کمزور ہو جاتی ہیں اُس معاشرے کے افراد ذلیل وخوار اور محکوم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ افلاطون بچوں کی اخلاقی تعلیم وتربیت کے حوالے سے کہتا ہے کہ:

"ابتدائی تعلیم پیدائش سے سات سال کی عمر تک گھر پر دی جائے۔ اس عمر میں بچوں کو اعلیٰ اخلاقی کہانیاں سنائی جائیں تاکہ بچپن ہی سے بچوں کے کان ان سے آشنا ہو جائیں۔"(۸)

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے جون ۲۰۱۸ء کے شمارے میں "احمد کی نیکی" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں احمد نامی لڑکا ایک بوڑھے شخص کو روٹی کے لیے پریشان حال دیکھتا ہے تو اُسے شدید افسوس ہوتا ہے۔ احمد گھر سے کھانا لے کر بوڑھے آدمی کے گھر پہنچتا ہے جہاں بوڑھا شخص سوکھی روٹی پانی میں ڈبو کر کھا رہا ہوتا ہے احمد کھانا لے کر بوڑھے شخص کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: ”آپ کو بھوک لگی ہے ناں؟ یہ دیکھیں میں آپ کے لیے کیا لایا ہوں۔“ [۹] احمد نے نرمی سے بوڑھے سے کہتے ہوئے تمام شاپر کھول دیئے۔ بوڑھا شخص کھانا دیکھتے ہی اُس پر ٹوٹ پڑا۔ احمد کی اس ہمدردی اور رحم دلی کو دیکھتے ہوئے اُس کے والدین بوڑھے شخص کی ذمہ داری لے لیتے ہیں جس پر احمد خدا کا شکر ادا کرتا ہے کہ اُس نے اسے محبت سے بھرا دل دیا ہے اور بہترین والدین سے نوازا ہے جو ہمدرد اور نیک دل ہیں۔

اسلام میں انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں سے بھی ہمدردی، حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے ایک آدمی کی بخشش کی بشارت دی جس نے اپنے سفر کے دوران مشقت برداشت کرتے ہوئے کنویں سے پانی نکال کر ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا۔ اس واقعہ کو سننے کے بعد صحابہ کرامؓ نے رسولؐ سے دریافت کیا کہ کیا جانوروں کی تکلیف دور کرنے میں بھی ہمارے لیے اجر و ثواب ہے تو آپؐ نے فرمایا: ”ہاں! ہر زندہ اور تر جگر رکھنے والے جانور کی تکلیف دور کرنے میں ثواب ہے۔" [۱۰]
رسالہ "تعلیم وتربیت" میں بچوں کے اندر جانوروں کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ بیدار کرنے کی غرض سے فروری ۲۰۱۸ء کے شمارے میں "گگو میاں" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں گگو میاں کا کردار ایک رحم دل اور ہمدرد دکھایا گیا ہے جو ایک بلی کے بچے کی حفاظت کرتا ہے اور کہتا ہے:

> ”آج سفید بلی نے چھت پر بچے دیے تھے۔ دوسرے بچے تو وہ اپنے ساتھ لے گئی یہ بے چارہ وہیں رہ گیا۔ اسے ایک موٹا بلا مار رہا تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے بچایا۔ جب اس کی ماں آئے گی تو اسے دے دوں گا۔“ [۱۱]

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے جولائی ۲۰۱۴ء کے شمارے میں "انعام" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں حامد نامی شخص جب ایک چڑیا کو تکلیف میں دیکھتا ہے جس کے پاؤں میں کانٹا چبھا ہوتا ہے تو وہ فوراً چڑیا کی مدد کی غرض سے اُس کے پاس جاتا ہے۔

”راستے میں اسے زخمی پرندہ نظر آیا جس کے پاؤں میں کانٹا چھبا ہوا تھا۔ حامد نے فوراً اس کے پاؤں سے کانٹا نکالا زخم صاف کیا اور پرندے کو چھوڑ دیا۔“[۱۲]

حامد کی اس نیکی کے انعام میں پرندہ اسے ایک تربوز کا بتاتا ہے جس کے ذریعے حامد کی مشکل بھی حل ہو جاتی ہے۔ تربوز کی بیلوں سے اس کا کھیت بھر جاتا ہے جسے فروخت کر کے اسے اچھی رقم ملتی ہے۔

ب۔ سچائی:

سچائی اخلاقی خصوصیات میں سب سے مقدم ہے۔ اس ایک خصوصیت کے نتیجے میں بہت سی اخلاقی خوبیاں انسان میں رونما ہوتی ہیں۔ سچائی انسان کو برائی کی دلدل سے نکال کر نیکی کے راستے پر گامزن کرتی ہے۔ ایک بار ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی برائیوں کا تذکرہ کیا جس پر حضورؐ نے فرمایا جھوٹ ترک کر جس کے نتیجے میں تمام برائیاں اس شخص سے دور ہو گئیں۔ سچ بولنے کی عادت انسان کو بہت سی برائیوں سے بچاتے ہوئے نیک عمل کی طرف راغب کرتی ہے۔ سقراط سچائی کے حوالے سے کہتا ہے: ”حقیقت اور سچائی کا علم انسان کو نیک بنا دیتا ہے۔"[۱۳] بچے اپنے بڑوں سے سیکھتے ہیں۔ تمام خوبیاں اور خامیاں بچوں میں اکثر اپنے بڑوں کو دیکھ کر پیدا ہوتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ والدین اپنے بچوں کے سامنے کبھی خود جھوٹ نہ بولیں۔ والدین کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ ہر ایک اخلاق حسنہ کی بنیاد بچپن میں رکھیں۔ بچوں کی نگرانی کریں اور اُن میں حق گوئی کی عادت کو مضبوط بنائیں۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے مارچ ۲۰۱۲ء کے رسالے میں "گل دان کس نے توڑا" کے عنوان سے ایک مختصر کہانی شائع ہوئی جس میں آمنہ نامی بچی سے گھر کا گل دان ٹوٹ جاتا ہے جس کا الزام وہ گھر کی پالتو بلی پر لگا دیتی ہے۔ آمنہ کی امی بلی کو سزا کے طور پر گھر سے باہر نکال دیتی ہے۔ آمنہ کو رات اپنے جھوٹ بولنے پر نیند نہیں آتی۔ کہانی کے آخر میں آمنہ اپنی والدہ کو سچ بتاتی ہے جس پر اُس کی والدہ کہتی ہیں: ”شاباش بیٹی مجھے خوشی ہے کہ تم نے سچ بولا ہے۔"[۱۴] سچ بولنے والا شخص ہمیشہ ہدایت اور خیر میں رہتا ہے یعنی وہ ہمیشہ دوسرے کے لیے ایک رہنما، رہبر رہتا ہے اور یہی خیر اُسے جنت میں پہنچا دے گی۔ جبکہ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے انسان کو اور سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ اگر جھوٹ سے وقتی فائدہ میسر آ بھی جائے لیکن آخر جھوٹ کا پول کھل ہی جاتا ہے اور جھوٹے شخص کو ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بچوں کی تربیت

کے دوران ضروری ہے کہ انھیں سچ بولنے کی تلقین کی جائے۔ اُن کے سامنے خود بھی سچ بولیں اور انھیں بھی سچ بولنے کی تلقین کریں۔

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے اکتوبر ۲۰۱۴ء کے شمارے میں مدیر نے اداریے میں جارج واشنگٹن جس نے امریکہ کو آزاد کروایا اور پہلا صدر مقرر ہوا اُس کے بچپن کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ جارج کے والد کو باغبانی کا شوق تھا۔ اس نے گھر کے پاس خوبصورت سا باغ لگایا تھا۔ ایک روز جارج کا والد جس وقت گھر پر موجود نہیں تھا۔ یہ کلہاڑی لے کر باغ کی سیر کو نکل گیا اور وہاں سب سے اچھا درخت کاٹ دیا۔ جب والد گھر واپس آیا اُس نے درخت کٹا ہوا دیکھا تو اسے بہت غصہ آیا۔ اس نے سب سے پوچھا کہ درخت کس نے کاٹا ہے جس پر جارج نے سچ سچ بتاتے ہوئے کہا: "آپ ناراض تو ہوں گے مگر میں جھوٹ نہ بولوں گا۔ یہ درخت میں نے ہی کاٹا ہے۔" (۱۵) والد اپنے بیٹے کا سچ سن کر اتنا متاثر ہوا کہ وہ اپنا غصہ بھول گیا اور کہنے لگا کہ:

"بیٹا تمہاری سچائی سے اتنی خوشی ہوئی کہ درخت کٹ جانے کا غم اسی کے سامنے کوئی چیز نہیں۔" (۱۶)

کسی بھی معاشرے میں سکون، راحت، امن اور اس کی ترقی کی بنیاد حق گوئی اور سچائی پر ہے۔ اسی وجہ سے اسلام میں بھی اس کو اپنانے کی تاکید کی گئی ہے۔ مفکر اسلام علامہ محمد اقبال نے اپنے اشعار کے ذریعے سے معاشرے میں تربیت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اقبال کا شعر ہے:

سبق پڑھ صداقت کا، شجاعت کا، عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا (۱۷)

اقبال کے نزدیک اگر مسلمان صداقت، شجاعت اور عدالت پر عمل پیرا ہو جائیں تو یہ پھر سے دنیا پر غالب ہو سکتے ہیں۔ ایک بار پھر سے دنیا کی امامت اور قیادت مسلمان کے ہاتھ آسکتی ہے۔ صداقت کے معنی سچائی کے ہیں اور سچائی یعنی جھوٹ سے بچنا اور حق گوئی اختیار کرنا ہے۔ اقبال نے مسلمانوں کو سچ بولنے کی تلقین کی ہے۔ جھوٹ منافقین کی علامتوں میں سے ایک بڑی علامت ہے جو انسان کے کردار کو دیمک کی طرح کھاتا ہے۔ رسالہ "تعلیم وتربیت" کے جولائی ۲۰۱۲ء کے رسالے میں "باجی" کے عنوان سے مختصر کہانی شائع ہوئی جس میں ایک بچہ کلاس میں دوسرے بچے کی کتاب نکال کر شرارت کے طور پر ایک اور بچے کے بیگ میں ڈال دیتا ہے جس پر سارے بچے اُسے چور کہتے ہیں۔ بلال جس پر چوری کا الزام لگا تھا وہ محلے میں ایک

خاتون جسے سب باجی کہہ کر پکارتے ہیں اُس سے اپنے دل کا حال بیان کرتا ہے اور روتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ چور نہیں ہے باجی سمیر جس نے ذیشان کی کتاب بلال کے بیگ میں رکھی تھی اُس سے سچائی دریافت کرنے کی کوشش کرتی ہیں جس پر سمیر جھوٹ بولنے لگتا ہے تو باجی کہتی ہیں:

"تم سچ بولنے کا وعدہ کرنے کے باوجود جھوٹ بول رہے ہو، یہ جان لو کہ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے، جھوٹ مت بولو جو بات سچ ہے مجھے بتا دو۔"[۱۸]

باجی کی ان باتوں کا سمیر پر گہرا اثر ہوتا ہے وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے اور سچ سچ بتا دیتا ہے جس سے ذیشان اور بلال کے درمیان غلط فہمی بھی دور ہو جاتی ہے اور سمیر کی سچائی پر دونوں اُسے معاف بھی کر دیتے ہیں۔

سچائی کا تعلق دل، زبان اور عمل سے ہے۔ جب دل اور زبان میں ہم آہنگی ہو اور ایک دوسرے کے مطابق ہوں تو سچائی پیدا ہوتی ہے۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" کے فروری ۲۰۱۹ء کے شمارے میں "سچ کا انعام" کے عنوان سے مختصر کہانی شائع ہوئی۔ جس میں دو دوست حیدر اور کامران روزانہ اکٹھے سکول آتے جاتے ہیں۔ حیدر کو سچ سے بہت پیار تھا جبکہ دوسرے دوست کامران ہر بات پر جھوٹ بولنے کا عادی تھا۔ ایک روز سکول سے واپسی پر دونوں دوستوں کو سڑک پر پانچ سو روپے کا ایک نوٹ ملا۔ کامران نے نوٹ ہتھیانے کی غرض سے جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے کہا کہ یہ نوٹ اُس کا ہے جو صبح سکول جاتے ہوئے گر گیا تھا لیکن حیدر کامران کا جھوٹ پکڑ لیتا ہے اور اُسے سمجھاتا ہے کہ ہو سکتا ہے یہ نوٹ کسی غریب کا ہو اس لیے ہمیں اس کے اصل مالک کو ڈھونڈ کر اُسے دینا ہو گا۔ تب ہی ایک شخص انھیں ملتا ہے جو ان سے پانچ سو روپے کے حوالے سے دریافت کرتا ہے۔ حیدر اور کامران اصل مالک کو پانچ سو کا نوٹ دیتے ہیں جس پر وہ شخص انھیں دعا دیتا ہے اور کہتا ہے: "اللہ تم دونوں کو خوش رکھے اور ہر امتحان میں کامیابی عطا کرے۔"[۱۹] خدا کا کرنا یہ ہوا کہ کامران اور حیدر دونوں پورے صوبے میں اول پوزیشن لے کر کامیاب ہوئے۔ انھیں سکول اور حکومت کی طرف سے بہت سے انعامات سے نوازا گیا۔ یوں دونوں کو سچ کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب میں سچ کی برکت کے حوالے سے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہیں اور سیدھی بات کہیں اللہ تمہارے لیے تمہارے اعمال درست کر دے گا۔ انسان کے اخلاق اور کردار کا تعین انسان کی گفتگو سے ہوتا ہے۔ جو شخص سچ بولتا ہے وہ ہمیشہ کامیاب رہتا ہے۔ وقتی مشکلات کا سامنا کرنا بھی

پڑھے تب بھی سچائی انسان کو منزل تک لے جاتی ہے۔ جھوٹ سے انسان وقتی فائدہ حاصل کر بھی لے تب بھی یہ ہلاکت کا باعث ہے۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے نومبر ۲۰۱۲ کے شمارے میں "دوسری شرط" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک لڑکا ہاسٹل میں جاتا ہے جہاں کمرے میں پہلے سے رہنے والے لڑکے اُس کو آزمانے کے لیے کمرے میں تولیے میں بہت سی رقم رکھ کر کمرے سے چلے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کچھ دن ہاسٹل نہیں آئیں گے۔ زاہد جب تولیے میں رقم دیکھتا ہے تو سوچتا ہے کہ وہ یہ رقم لے کر بھاگ جائے لیکن تب ہی اُس کے موبائل فون پر ایک پیغام موصول ہوتا ہے جس میں حدیث نبویؐ ہوتی ہے کہ:

> "سچ کو اختیار کرو کیونکہ یہ نیکی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جنت میں لے جانے والے ہیں اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ گمان کے ساتھ ہے اور یہ دونوں دوزخ میں لے جانے والے ہیں۔"(۲۰)

یہ سبق پڑھتے ہی وہ اللہ سے معافی مانگتا ہے۔ جب دوسرے دن باقی لڑکے کمرے میں آتے ہیں تو زاہد ان کو سب سچ سچ بتا دیتا ہے اور اُن سے معافی مانگتا ہے جس پر وہ خوش ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم نے سچ بول کر ہمارا دل جیت لیا ہے تم اب ہمارے ساتھ اس کمرے میں رہ سکتے ہو۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" کے مارچ ۲۰۱۷ء کے شمارے میں بچوں کو سچ کی اہمیت سے روشناس کروانے کی غرض سے "ہمیشہ سچ بولو" کے عنوان سے نظم شائع ہوئی۔

پیارے بچو! جھوٹ نہ بولو
جب بھی بولو تو سچ ہی بولو
کیا اچھا کہا ہے کسی نے
بات کرو تو پہلے تولو
جھوٹ بندے کو خوار کرتا ہے
بندے کو بے کار کرتا ہے
جھوٹ کی ناؤ ڈوبتی جائے
کون بھلا پھر پار لگائے
سچ کا بول بالا ہے ہر دم
پہلے تولو پھر بولو

جب بھی بولو سچ بولو[۲۱]

جس معاشرے میں سچائی دم توڑ جاتی ہے اور جھوٹ عام ہو جائے اس معاشرے میں جرائم عام ہو جاتے ہیں۔ باہمی محبت اور احترام ختم ہو جاتا ہے۔ جبکہ سچائی جرائم کو بڑھنے سے روکتی ہے۔ جب معاشرے میں سچائی کو اپنایا جاتا ہے تو معاشرے میں امن وامان قائم ہوتا ہے۔ سچا انسان دوسرے کا احترام کرتا ہے اور اسے بھی احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جبکہ جھوٹ انسان کو ہلاکت کی طرف جاتا ہے اُس شخصیت کو برباد کر دیتا ہے۔

ج۔ احسان:

احسان کا لفظی معنی خوبصورت ہونا ہے۔ احسان سے مراد کسی کے ساتھ نیکی کرنا، بھلائی، مہربانی کرنا، حسین بنانا، حسین ترین طریقے سے پیش کرنا کے ہیں۔ گویا احسان ایک ایسا عمل ہے جس میں کراہت اور ناپسندیدگی کا کوئی امکان نہ ہو کسی بھی شخص کے ساتھ اپنی طرف سے بھلائی کی جائے۔ چاہے اس کو کوئی چیز تحفے میں دی جائے یا اُس کا کوئی کام کر دیا جائے، اِس کو آرام پہنچایا جائے یا کوئی ایسا کام کیا جائے جس کے لیے اُس شخص کو خوشی یا مسرت ہو یہ سب احسان کے زمرے میں آتا ہے۔ بچوں کی ابتدائی عمر میں ہی تربیت کے دوران ضروری ہے کہ اُن میں اعلیٰ اخلاقی اقدار کو ابھارا جائے۔ بقول ہنریش پستالوزی:

> ”عمر کے ابتدائی حصے میں اخلاقی تعلیم وتربیت ہونی چاہیے اور اخلاقی تعلیم وتربیت کے لیے محبت، خود اعتمادی، فرمان برداری اور احسان مندی کے جذبات کو ابھارنا چاہیے۔“[۲۲]

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے دسمبر ۲۰۱۰ء کے شمارے میں احسان کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک دولت مند آدمی ایک ملازم سے نفرت کرتا ہے۔ یہ ملازم ایک سوئمنگ پول میں صفائی کا کام کرتا ہے جس کی وجہ سے اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ایک روز یہی دولت مند آدمی اپنے خاندان والوں کو بچوں کی ضد پر سوئمنگ پول لے آتا ہے۔ گرمی کا موسم تھا بچے شوق سے پول میں چھلانگ لگاتے ہیں۔ مگر ایک بچہ پانی میں ڈوبنا شروع ہو جاتا ہے جس پر یہ آدمی چونک جاتا ہے۔ پانی میں چھلانگ لگاتا ہے مگر بچے کو پکڑ نہیں پاتا۔ وہی ملازم پانی میں چھلانگ لگا کر بچے کو بچا لیتا ہے۔ ملازم کے اس احسان کو دیکھ کر امیر آدمی کا سر جھک جاتا ہے۔ وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہوتا ہے۔ ”میں نے ایک نظر صدیق کی جانب دیکھا پھر میرا سر جھک گیا۔ میں اُس

سے نظریں کیسے ملاتا۔"(۲۳) دولت مند آدمی ملازم کو پانچ سو روپے دینے کی کوشش کرتا ہے مگر ملازم لینے سے انکار کر دیتا ہے اور کہتا ہے: "بھلا کوئی احسان بھی فروخت کرتا ہے۔"(۲۴) اس سے یہ امیر شخص ہمدردی، رحم دلی اور احسان مندی کا درس حاصل کرتا ہے۔

یہ کہانی بچوں کی اخلاقی اور سماجی تربیت کے حوالے انتہائی اہم ہے۔ اس کہانی میں نفرت اور حقارت جیسے منفی جذبات کی سرزنش کے ساتھ ساتھ احسان اور رحم دلی کا سبق ملتا ہے۔ اچھا اخلاق کسی بھی قسم کی ترقی اور فلاح کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ خواہ وہ قوم کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہو۔ اچھا اخلاق دنیا کے تمام مذاہب کا مشترکہ باب ہے۔ انسان کو جانوروں سے ممتاز کرنے والی چیز اس کا اخلاق ہے۔ لارنس کوہلبرگ نے اپنی تھیوری اخلاقی نشوونما میں بچوں کی اخلاقی تربیت کے حوالے سے بات کی اور بتایا کو بچے اپنے معاشرے سے سیکھتے ہیں اور حقوق و فرائض جو جاننے کے ساتھ اخلاقی درس حاصل کرتے ہیں۔ معاشرتی عوامل میں رسائل بچوں کی تربیت کے حوالے سے اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں موجود کہانیوں کے ذریعے سے بچوں کی بہتر تربیت ممکن ہے کیونکہ بچے کہانیاں دلچسپی سے پڑھتے اور سنتے ہیں۔ اس طرح جو کردار انہیں متاثر کرتے ہیں اُن کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے مارچ ۲۰۱۲ء کے شمارے میں "مدد" کے عنوان سے مختصر کہانی شائع ہوئی جس میں ایک خاتون کا روڈ ایکسڈینٹ ہو جاتا ہے جہاں تمام لوگ تماشائی بن کر کھڑے رہتے ہیں وہیں دو دوست یاور اور فراز خاتون کو ہسپتال لے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر یاور کا جاننے والا ہوتا ہے جس کی وجہ سے کسی بھی قانونی کاروائی کا انتظار کئے بغیر علاج شروع کر دیا جاتا ہے۔ خاتون کے گھر والے یاور اور فراز کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہتے ہیں: "ہم زندگی بھر آپ لوگوں کا احسان نہیں بھولیں گے۔"(۲۵) کہانی میں یاور اور فراز کے دوست بھی عورت کی مدد کرنے سے انکار کرتے ہوئے فلم دیکھنے چلے جاتے ہیں۔ وہیں یاور اور فراز انسانی ہمدردی اور رحم دی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فلم دیکھنے سے انکار کر دیتے ہیں اور خاتون کو بروقت ہسپتال پہچاتے ہیں جس سے خاتون کی جان بچ جاتی ہے۔ یہ دونوں دلی خوشی محسوس کرتے ہیں کیونکہ انھوں نے زندگی میں پہلی بار کسی کی اس طرح مدد کی تھی۔

۱۹۴۷ء میں انگریز حکومت کے خاتمے پر برصغیر کی تقسیم قرار پائی جس میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ آزاد ملک پاکستان کی بنیاد رکھی گئی۔ مسلمان ہندوستان سے ہجرت کرکے پاکستان منتقل ہوگئے۔ تقسیم کے نتیجے میں ہر طرف فسادات شروع ہوئے۔ ہر طرف قتل وغارت کا ماحول بن گیا۔ "تعلیم وتربیت" کے اگست ۲۰۱۱ء کے رسالے میں "احسان" کے عنوان کہانی شائع ہوئی جس میں اگست ۱۹۴۷ء کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ جب ہر طرف خوف وہراس او قتل وغارت کا ماحول تھا۔ ان حالات میں جلیل خان اپنے ہندو دوست اور اُس کے خاندان کو باحفاظت ہندوستان پہنچاتا ہے۔ واپسی پر جلیل خان کو ہندوستان میں مار دیا جاتا ہے، جس پر ہندو دوست اپنے مسلمان دوست کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیتا ہے اور ہر سال ۱۴ اگست کو اُس کی قبر پر حاضری دیتا ہے۔ اپنے پوتے کو بتاتے ہوئے رام پال کہتا ہے:

> "میں نے جلیل خان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا لیکن ایک بات میں نے خود پر لازم کرلی کہ ہر سال چودہ اگست کو جلیل خان کی قبر پر حاضری دیتا ہوں۔ یوں میں جلیل خان کے احسان کا بدلہ اُتارنے کی کوشش کرتا ہوں۔"(۲۶)

احسان شناسی ایک اعلیٰ خصوصیت ہے۔ جس انسان میں یہ خصوصیت موجود ہو بلاشبہ وہ ایک عظیم شخص ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ احسان کا بدلہ صرف احسان ہو سکتا ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے محسن کی قدر کریں اور جہاں تک ممکن ہوسکے ان کے احسانات کا بدلہ چکانے کی کوشش کرتے رہیں۔

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے اپریل ۲۰۱۸ء کے شمارے میں "احسان کا بدلہ" کے عنوان کہانی شائع ہوئی جس میں ایک بندر جو اپنے محسن کی جان بچانے کے لیے اپنی جان قربان کر دیتا ہے کی روداد بیان کی گئی ہے۔ کہانی میں دینو نامی شخص ایک گھر میں ملازم ہے۔ ایک بندر روز گھر میں آتا اور دینو اسے کھانے کے لیے دے دیتا۔ ایک روز بندر کے پاؤں میں زخم آجاتا ہے دینو اُس پر مرحم لگاتا ہے اُس کا خیال رکھتا ہے۔ بندر دینو سے مانوس ہوجاتا ہے۔

ایک روز جب دینو کھیت سے پالک تھوڑے جاتا ہے تو بندر اُسے روکنے کی بہت کوشش کرتا ہے لیکن جب دینو نہیں رکتا تو بندر خود دینو سے پہلے چھلانگ لگا کر کھیت میں چلا جاتا ہے جہاں ایک زہریلا سانپ اُسے ڈس لیتا ہے اور بندر کی موت ہوجاتی ہے۔ اس طرح بندر اپنے محسن کی جان بچالیتا ہے۔ دینو جب بھی بندر کو یاد

کرتا تو سوچتا: ''کس طرح اس نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر اس کی جان بچائی اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔''[۲۷] رسالہ "تعلیم وتربیت" کے فروری ۲۰۱۳ء کے شمارے میں "دوانڈوں کی قیمت" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں نواب دین نامی شخص انڈے بیچنے والے لڑکے سے زیادہ دام میں دو انڈے خرید لیتا ہے۔ وقت گزرتا ہے لڑکا اپنی محنت سے ایک امیر بن جاتا ہے۔ نواب دین نوکری کی تلاش میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے تب اس کی ملاقات اسی لڑکے سے ہوتی ہے۔ یہ افسر نواب دین کو پہچان لیتا ہے دو انڈوں کا احسان یاد کرتا ہے اور کہتا ہے: ''نواب دین میں تمہارا احسان نہیں بھولا۔''[۲۸] افسر نواب دین کو بتاتا ہے کہ اس وقت جب اس نے زیادہ قیمت دے کر انڈے خریدے تھے گھر کے حالات بہت خراب تھے گھر میں دو وقت کی روٹی بھی نصیب نہیں ہوتی تھی۔ اب جب نواب دین کے حالات خراب تھے تو اُس نے اپنے محسن کی مدد کرنے کا سوچ لیا تھا۔

احسان ایک بہترین عمل ہے جسے ہم کسی کی مدد کرسکتے ہیں۔ کسی کی پریشانی دور کرسکتے ہیں وغیرہ۔ احسان ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے کوئی بھی شخص دوسروں کی نظر میں محترم ہو جاتا ہے۔ احسان کی یہ صفت ہے کہ اس کا بدلہ مل کر رہتا ہے۔ چاہے اس احسان کا تعلق خدا سے ہو یا اس کی مخلوق سے۔ قرآن مجید میں اللہ نے احسان کا بدلہ احسان کی صورت میں ادا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اللہ سے احسان یعنی اُس کی عبادت میں احسان اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی شامل ہے۔ احسان انسان کو لوگون کے علاوہ اللہ کی نگاہ میں بھی محترم اور محبوب بنا دیتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''احسان کرو بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''[۲۹] رسالہ "تعلیم وتربیت" کے جولائی ۲۰۱۳ء کے شمارے میں "نصیب" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں حاجی قمر نامی شخص جو پچیس سال تک بک سٹال لگا کر اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے جس وجہ سے بک سٹال بند کرنا پڑتا ہے۔ گھر کے حالات خراب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ نصیب نامی شخص جو بچپن کے دنوں میں حاجی قمر کے ہاں ملازمت کرتا تھا لیکن حاجی قمر نے اُس کی تعلیم کی طرف دلچسپی کو دیکھتے ہوئے اُسے سکول میں داخل کروا دیا تھا۔ اُن حالات میں حاجی قمر سے آکر ملتا ہے۔ اُن کے خراب حالات دیکھتے ہوئے ان کی مدد کا ارادہ کرتا ہے اور حاجی قمر سے کہتا ہے:

> ”سکول میں ایک صاف ستھر کینٹین اور بک شاپ بھی ہو گا۔۔۔تو اسی شہر کے سکول کا یہ اسٹال میں آپ کو سونپتا ہوں۔۔۔مجھے زندگی کے اس موڑ پر اپنے محسن کے احسان کا بدلہ چکانے کا موقع مل جائے گا۔“(۳۰)

انسان کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ احسان کا اچھا بدلہ چکایا جائے۔ لیکن افسوس آج معاشرے میں لوگ احسان لینے کے بعد احسان فراموش بن جاتے ہیں۔

د۔ بے غرضی اور خلوص:

بے غرضی کے معنی ہیں غیر جانبداری، بے مطلبی وغیرہ اور خلوص کے معنی ہیں نیک نیتی، سچا لگاؤ، بے لوث، دلی تعلق بغیر کسی دکھاوے کے وغیرہ۔ بے غرضی اور خلوص سے مراد کسی شخص کی بغیر کسی غرض اور لالچ کے مدد کرنا۔ آج معاشرے میں انسان اپنے مفادات کو ترجیح دیتا نظر آتا ہے۔ انسان کے لیے اصل خرابی اس وقت رونما ہوتی ہے جب انسان دوسروں سے ممتاز نظر آنے کی خواہش کے تابع ہو کر خود کو خود غرضی کے حوالے کرلیتا ہے لیکن اپنے لالچ اور خود غرضی کی وجہ سے دوسروں کی نگاہ میں گر جاتا ہے۔ انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ اکیلا رہنا پسند نہیں کرتا۔ پیدائش سے لے کر بڑھاپے تک اس کا واسطہ دوسرے افراد سے رہتا ہے۔ ایک مضبوط اور پرامن معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی خواہشات اور مفادات کو تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے افراد کی خواہشات کا بھی احترام کرے، بغیر کسی غرض، لالچ، مطلب کے بے لوث ہو کر دوسروں کی مدد کرنا یہ اُسی وقت ممکن ہے جب فرد صرف اپنے وجود کو افضل نہ رکھے بلکہ دوسروں کی بھلائی کا بھی سوچنے کا عادی ہو۔ بچے کی تربیت کرتے وقت ضروری ہے کہ بچے کو اخلاقی قدریں سکھائی جائیں۔

جو قومیں مضبوط اخلاق اور اعلیٰ سیرت کا مظاہرہ کرتیں ہیں وہ دنیا میں باقی تمام اقوام کے مقابلے میں سربلند اور غالب ہوتیں ہیں۔ بچے کسی بھی قوم میں معمار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی اچھی تربیت کی جائے، انھیں اعلیٰ اخلاقی اقدار سکھائے جائیں تو آنے والے وقت میں یہ نہ صرف مہذب شہری بنیں گے بلکہ اپنے ملک اور قوم کی سربلندی اور ترقی کا باعث بھی ہوں گے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسا ادب تخلیق کرنے کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے جس سے بچے کی اخلاقی تربیت کی جاسکے۔ اس حوالے سے پاکستان سے بچوں کے بہت سے رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ جس کے ذریعے سے بچوں کی اخلاقی تربیت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

رسالہ "تعلیم وتربیت" اپنی علمی اور ادبی خدمات کے ذریعے بچوں کی بہترین تربیت کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ماہنامہ "تعلیم وتربیت" کے اکتوبر ۲۰۱۵ء کے شمارے میں "ایک انڈہ ایک نوالہ" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک شخص کی نیک دلی، بے غرضی اور خلوص کی روداد بیان کی گئی ہے۔ یہ شخص روزانہ ۱۰۱ لوگوں کو بغیر کسی غرض، لالچ کے ناشتہ کروانے کے بعد خود ناشتہ کرتا ہے۔ اس کہانی کے ذریعے سے بچوں میں جذبہ خلوص پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ جب آپ کسی دوسرے کی بغیر کسی لالچ کے بے لوث ہو کر مدد کرتے ہیں یا خلوص کے ساتھ کچھ دیتے ہیں تو اللہ آپ کے رزق میں اضافہ کر دیتا ہے۔ ایسے ہی اس شخص نے بغیر کسی مطلب کے روزانہ کی بنیاد پر لوگوں کو ناشتہ کروانا شروع کیا۔ ہر غریب شخص کے دل سے اس کے لیے دعا نکلتی۔ ایک عام شخص جو مشکل سے گزارا کرتا تھا دوسروں سے بے لوث محبت اور خوش دلی کے باعث خدا نے اس کے رزق میں برکت ڈال دی۔ اس کے دستر خوان سے جو بھی غریب شخص کھا کر اٹھتا تو دل ہی دل میں خوشی کا اظہار کرتا اور سوچتا:

"آج کے دور میں کوئی کسی کو بغیر مطلب کے کھانا نہیں کھلاتا، یہ شخص روزانہ ایک سو ایک افراد کو خوش دلی سے ناشتہ کرا رہا ہے۔"(۳۱)

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے جون ۲۰۱۱ء کے شمارے میں "کم ظرف" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں کامران نامی شخص کو دولت کا غرور ہے وہیں تنویر ایک غریب لیکن اعلیٰ ظرف کا مالک ہے۔ تنویر رکشہ ڈرائیور ہے جو کامران کی بدسلوکی کے باوجود اس کے بیٹے کو کرنٹ لگنے پر بروقت ہسپتال لے جاتا ہے۔ وہ ہر ممکن کامران کی مدد کرنا چاہتا ہے۔ لیکن دوسری طرف کامران تنویر کے خلوص کو لالچ سمجھتا ہے۔ تنویر کامران سے مدد کے بدلے میں ایک لاکھ مانگتا ہے جس پر کامران طنز کے تیر برساتا ہے جبکہ تنویر وہ رقم ملنے کے بعد کامران کے بیٹے کو دیتا ہے کہتا ہے:

"یہ رقم تمہاری جان کا صدقہ ہے۔ اللہ کی راہ میں صدقہ دو تو مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ جو مستحق ہیں یہ رقم تم ان میں تقسیم کر دینا۔"(۳۲)

بچپن کی تربیت بڑھاپے تک قائم رہتی ہے۔ تربیت سیرت و شخصیت کو سنوارنے کا نام ہے۔ تربیت بچوں کو ان اوصاف کا حامل بنانے میں مددگار ہوتی ہے جس کے ذریعے سے دونوں جہان میں فلاح و کامرانی حاصل کی جاسکے۔ فروبل کے مطابق: "تربیت کا مقصد اچھی زندگی کا پیدا کرنا ہے، جو پاک ہو، مقدس ہو، جس میں اخلاص ہو اور پاکیزگی ہو۔"(۳۳) تربیت کے ذریعے سے ہی بچوں کو اخلاقی اقدار سے روشناس کروایا جاسکتا ہے۔

غریبوں، محتاجوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کی مدد کا درس دیا جاسکتا ہے۔ بچوں کے دل میں ہمدردی، رحم دلی، بے غرضی، خلوص جیسے اعلیٰ اوصاف کو پیدا کیا جاسکتا ہے۔ بچوں کی اخلاقی تربیت کے حوالے سے والدین کے ساتھ ساتھ اُن کا ادب بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچے کہانیاں شوق سے سنتے اور پڑھتے ہیں۔ بچوں کے پسندیدہ کرداروں کے ذریعے سے اُن کی اخلاقی تربیت ممکن ہے۔ اس حوالے سے رسالہ "تعلیم وتربیت" میں بہت سے اخلاقی کہانیاں شائع ہوتی رہیں ہیں۔

رسالے میں بے غرضی اور خلوص کے حوالے سے ستمبر ۲۰۱۴ء کے شمارے میں "پرانا چیک" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک شخص بنا کسی لالچ کے اپنے دوست کے بیٹے کی مدد کرتا ہے لیکن دوست کا بیٹا زبردستی اُسے ایک چیک دے جاتا ہے۔ جو کہیں سال بعد اُس شخص کے پوتے کو ملتا ہے۔ اس وقت ان کے گھر کے مالی حالات ٹھیک نہیں ہوتے جس کی وجہ سے پوتا اپنے دادا سے چیک کیش کروانے کی ضد کرتا ہے۔ آخر میں دادا پوتے کی بات مان لیتا ہے۔ جب چیک کیش ہوتا ہے تو دوست کا بیٹا اسلم رضا اپنے محسن سے ملنے آتا ہے اور کہتا ہے ”: مجھے پتا ہے بے غرض نیکی کی کوئی قیمت نہیں ہوتی، نہ اس کا بدلہ چکایا جاسکتا ہے۔“(۳۴)

اچھے انسان کی پہچان اُس کا اخلاق حسنہ ہے۔ انسانوں سے محبت اور ضرورمندوں کی مدد کو ہر مذہب میں تحسین کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ رسالہ "تعلیم وتربیت" کے مارچ ۲۰۱۱ء کے شمارے میں "جل پری" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایمان نامی بچی اپنی نانی سے جل پری کی کہانی سنتی ہے جس سے اس میں جل پری بننے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک روز جب سب گھر والے ساحل سمندر تفریح کے لیے جاتے ہیں تو وہاں ایمان محسوس کرتی ہے کہ وہ جل پری بن گئی ہے۔ جل پری بننے کے بعد ایمان سمندر میں جل پریوں کے درمیان رہتی ہے لیکن وہاں رہنے کے بعد اُسے احساس ہوتا ہے کہ یہ زندگی بے رنگ ہے۔ یہاں ہر کوئی خود غرض ہے۔ یہاں بڑی مچھلی چھوٹی مچھلیوں کو کھاجاتی ہے۔ ایمان نے سمندر میں اپنے آگے ایک وہیل مچھلی کو دیکھا:

> ”جس نے اپنا کئی فٹ چوڑا منہ کھولا اور سینکڑوں مچھلیاں اس کے منہ کے اندھیرے میں غائب ہوئیں۔ یہاں ہر بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھارہی تھی۔ ایمان کو سمندر کی اس خود غرض دنیا سے نفرت ہونے لگی۔“(۳۵)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر دنیا میں بھیجا۔ انسان کے دل میں ایک دوسرے کے لیے محبت، پیار کا جذبہ رکھا۔ ان جذبات کو ابھارنے کے لیے اچھی تربیت ضروری ہے کیونکہ اچھی تعلیم وتربیت ہی انسان کو جانوروں سے الگ اور ممتاز کرتی ہے جب انسان میں ایک دوسرے کے لیے انس، محبت،

ہمدردی وایثار کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں ایک انسان دوسرے کی مدد کے لیے بغیر کسی غرض، لالچ، مطلب اور دکھاوے کے تیار رہتا ہے۔ والدین کے لیے ضروری ہے کہ بچے کی تربیت پر زور دیں اور اس کی اہمیت کو کسی قیمت پر بھی نظر انداز نہ کریں۔

بچوں کی اخلاقی تربیت کے پیشِ نظر "رسالہ تعلیم وتربیت" کے مئی ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "ٹائم مشین" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی۔ اس کہانی میں ماسی نوراں کے کردار کے ذریعے سے بچوں میں بے غرضی اور خلوص کا جذبہ بیدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ماسی نوراں ایک نیم پاگل خاتون ہے جو ولی محمد جس کے والدین اُس کے بچپن میں ہی انتقال کر جاتے ہیں اُس کی پرورش کرتی ہے۔ جب ولی محمد کو ہر کوئی دھتکارتا ہے اُس وقت ماسی نوراں بچے کو اپنے گھر لے آتی ہے۔ اُس کی پرورش کرتی ہے۔ ماسی اپنی تمام جمع پونجی ولی محمد پر لگا دیتی ہے۔

"جب ولی محمد پانچ سال کا ہوا تو ماسی نوراں نے اپنا گلہ توڑا ولی محمد اپنی دنیا کی زہر بھری نفرتوں اور ماسی نوراں کی بے غرض شفقتوں کے زیرِ سایہ زندگی کی منزلیں طے کرتا رہا۔"(۳۶)

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے جولائی ۲۰۱۲ء کے شمارے میں "مہربان" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں حامد میاں نامی شخص دولت مند آدمی ہیں لیکن وہ فضول خرچی سے اجتناب کرتے ہیں۔ جس پر لوگ اُن کا مذاق اڑاتے اور کنجوس گردانتے ہیں۔ کہانی میں شوکت دکاندار ایک ایسا شخص ہے جو حامد میاں پر سب سے زیادہ طنز کرتا اور مذاق اڑاتا۔ ایک روز شوکت کی دکان میں آگ لگ جاتی ہے اس طرح سب کچھ جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جاتا ہے۔ جب شوکت کی مدد کے لیے کوئی نہیں آتا تو وہیں حامد میاں ایک روز شوکت کی دکان پر آتے ہیں اور چپکے سے شوکت کی قمیض کی جیب میں پیسے ڈال دیتے ہیں۔ شوکت پیسے دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ جب شوکت حامد میاں سے پیسے کے متعلق دریافت کرتا ہے تو حامد میاں جواب میں کہتے ہیں:

"شوکت میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا، پڑوسی ہی ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ یہی زندگی ہے، اپنے لیے سب ہی جیتے ہیں جو دوسروں کے لیے جیتے ہیں اصل زندگی وہی ہوتی ہے۔ اگر مزید پیسوں کی ضرورت ہو تو بتا دینا۔"(۳۷)

اس طرح بے غرضی اور خلوص کے حوالے سے رسالہ "تعلیم وتربیت" کے دسمبر ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "محبت کی کھیتی گلاب جیسی" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں سردار حیات کا کردار ایک میزبان کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ جو بغیر کسی لالچ، دکھاوے کے دوسروں کی مدد کرتا ہے۔ گاؤں میں ایک

غریب کی بیٹی کی شادی تھی۔ فضل دین جو ایک باغ میں مالی تھا جب اپنے مالک سے اپنی مشکل کا ذکر کرتا ہے تو مالک مدد کرنے سے صاف انکار کر دیتا ہے۔ وہیں سردار حیات مالی نہ صرف مدد کرتا ہے بلکہ اُسے اپنا دوست بھی کہتا ہے۔ جب فضل دین سردار حیات کا شکریہ ادا کرتا ہے تو سردار اُسے کہتا ہے:

> "خبردار! کوئی باپ اپنی بیٹی پر احسان نہیں کرتا۔ بس اپنا فرض ادا کرتا ہے۔ سردار جی نے فضل دین کی بیٹی کو اپنی بیٹی کہہ دیا تھا۔"(۳۸)

سردار حیات کی اس بے لوث محبت، دوسروں کے ساتھ سچے لگاؤ اور نیک نیتی کی وجہ سے ہر کوئی اُس کی عزت کرتا، اُس سے محبت کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بغیر کسی غرض اور دکھاوے کے خرچ کرنے کی وجہ سے اللہ نے اُسے اپنی خاص رحمتوں سے نوازا۔ اُس کی عزت و احترام مال و دولت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ بے شک جو شخص بغیر کسی غرض کے اللہ کی مخلوق سے محبت کرتا ہے اُس کے حقوق ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے اپنی خاص رحمت سے نوازتا ہے۔

ہ۔ حسن سلوک:

حسن سلوک کے معنی ہیں اچھا سلوک، نیک سلوک اچھی طرح پیش آنا وغیرہ۔ اسلام نے اپنے والدین، اولاد اور رشتہ داروں اور ہم مذہب والوں کے ساتھ جہاں حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ وہیں انسانیت کے ناطے دیگر مذہب سے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ اولاد والدین کے پاس امانت ہوتی ہے ان کی حفاظت والدین کے لیے اس طرح ضروری ہے جس طرح مال واسباب کی حفاظت کی جاتی ہے۔ بچپن میں بچے کا دل موم جیسا ہوتا ہے جس رخ پر موڑنا چاہیں موڑ سکتے ہیں۔ اس وقت میں تعلیم وتربیت بچے پر پوری طرح اثر انداز ہوتی ہے۔ اسے وقت میں بچے کی اخلاقی تربیت ضروری ہے۔ جس سے بچہ حسن اخلاق اور پاکیزہ سیرت کا مالک بن سکے۔ اخلاق کے معنی ہیں طور طریقے، عادات واطوار، آداب، رویہ وغیرہ حسن اچھائی، خوبصورتی کا نام ہے۔ حسن اخلاق سے مراد دوسرے افراد کے ساتھ اچھا رویہ ہے۔ جان ڈیوی کے بقول:

> "اخلاق، ایک نفسی اور داخلی امر ہے یہی انسان کو عمل کے لیے ابھارتا ہے اور آمادہ کرتا ہے، عمل کا ہی دوسرا نام سلوک ہے۔"(۳۹)

بچوں کی اخلاقی تربیت کے حوالے سے رسالہ "تعلیم و تربیت" کے نومبر ۲۰۱۷ء کے شمارے میں "اچھا اخلاق" کے عنوان سے مختصر قصہ بیان کیا گیا ہے جس میں ناصر الدین جو ہندوستان کا بادشاہ گزرا۔ اُس کے حسن اخلاق کے ذریعے سے بچوں کو حسن سلوک کا درس دیا گیا ہے۔ ناصر الدین سرکاری خزانے سے ایک روپیہ تک نہ لیتا گھر والوں کے اخراجات برداشت کرنے کے لیے یہ قرآن پاک اور دوسری کتابیں لکھتا۔ ایک بار کوئی سرکاری اہلکار ان سے ملاقات کے لیے آیا بادشاہ نے اسے اپنے ہاتھ سے لکھا قرآن پاک دکھایا جس کو دیکھنے کے بعد اُس نے چند غلطیوں کی نشاندہی کی اور کہا انھیں درست کرلیں۔ بادشاہ نے اُس کے سامنے غلطیوں پر نشان لگا دیے۔ مہمان کے جانے کے بعد ان نشانات کو مٹا دیا جس پر درباریوں نے سوال کیا تو بادشاہ نے جواب دیا:

> ”حقیقت میں کوئی غلطی نہ تھی مگر میں اپنے مہمان کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس کے سامنے نشان لگا دیئے۔ اب انہیں مٹا رہا ہوں۔“(۴۰)

سب درباری بادشاہ کی خوش اخلاقی سے بہت متاثر ہوئے کہ بادشاہ نے ایک چھوٹے سے اہلکار کی دل جوئی کے لیے حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ جنوری ۲۰۱۷ء کے شمارے میں "شکابل" کے عنوان سے ایک کہانی شائع ہوئی ہے جس میں ایک جنگلی گھوڑے کی روداد بیان کی گئی ہے۔ جس کو اُس کی نوعمری میں پکڑ کر خاندان سے دور کر دیا جاتا ہے۔ انسان اُسے انسانی آبادی میں لے آتے ہیں۔ وہاں وہ خوش دیکھائی نہیں دیتا مگر سونیا نامی لڑکی کے حُسن سلوک، اچھا برتاؤ ایک جنگلی جانور کو بھی بدلنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ جنگلی گھوڑا جب اپنے خاندان سے واپس ملتا ہے تو اُسے وہاں بھی سونیا کا خیال آتا ہے اور وہ واپس لوٹ آتا ہے۔ گھوڑا اپنی ماں سے مخاطب ہوتا ہے۔

> ”میں جنگلی تھا۔ امی اس نے اپنے اچھے سلوک اور پیار سے مجھے پالتو بنالیا۔ میری خوشی کے لیے اس نے مجھے آزاد کر دیا اور اب آزاد ہونے کے باوجود مجھے خوشی نہیں ہو رہی۔“(۴۱)

اس کہانی میں سونیا کے کردار کے ذریعے یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اچھا برتاؤ، حسن سلوک، محبت نے جنگلی جانور جو دشمن کی مانند تھا اُسے بھی دوست بننے پر مجبور کر دیا۔ اخلاق، کردار اور سیرت کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ کردار سازی میں اچھا اخلاق بنیادی حقیقت رکھتا ہے۔ اخلاق کو دو حصوں میں رکھا جا سکتا ہے۔ ایک اچھا اور دوسرا بُرا تعلیم و تربیت کا کام اچھا اخلاق پیدا کرنا ہے۔ پستالوزی کا کہنا ہے:

"تعلیم کا مقصد یہ نہیں ہے کہ جو نا معلوم ہے وہ معلوم ہو جائے بلکہ یہ ہے کہ آداب، اخلاق اور حسن معاملات کا جوہر پیدا ہو جائے۔"(۴۲)

رسالہ تعلیم و تربیت کے جون ۲۰۱۷ء کے شمارے میں "اخلاق کی دولت" کے عنوان سے مختصر کہانی شائع ہوئی جس میں لبنیٰ کا کردار ایک خوش اخلاق لڑکی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ وہیں فاخرہ کا کردار ایک شریر اور بد اخلاق لڑکی کا ہے۔ لبنیٰ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے۔ ایک روز لبنیٰ کے گھر ایک غریب عورت آتی ہے۔ لبنیٰ سوچتی ہے کہ وہ اپنی پاکٹ منی جمع کر کے اسی خاتون کو دے دے گی جس پر فاخرہ لبنیٰ سے دوستی توڑ دیتی ہے۔ لیکن لبنیٰ کے حسن سلوک کی وجہ سے کلاس کی باقی لڑکیاں لبنیٰ سے دوستی کر لیتی ہیں جس پر فاخرہ سوچتی ہے کہ:

"لبنیٰ نے مجھے دنیاوی دولت میں تو پیچھے چھوڑا تھا لیکن آج ایک اور دولت میں پیچھے چھوڑ گئی ہے۔ وہ ہے اخلاق کی دولت۔"(۴۳)

اخلاقی قدروں کے بغیر انفرادی زندگی تو ممکن ہے لیکن اجتماعی زندگی کے لیے اخلاقی قدریں بہار کی مانند ہیں جس کے بغیر اچھا معاشرہ اور اچھی معاشرتی زندگی ممکن نہیں۔ اچھے معاشرے کے لیے اخلاقی قدروں کو اپنانا اور ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے اپریل ۲۰۱۲ء کے شمارے میں "بدلہ" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں عادل نامی لڑکے کے حسن سلوک کے ذریعے سے بد اخلاق اور شریر لڑکے بلو کی تربیت کی گئی ہے۔ عادل بلو کے اصرار پر اُسے اپنی ہوم ورک کی کاپی دے دیتا ہے لیکن بلو جو ایک بگڑا ہوا بچہ ہے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ یہ اپنا ہوم ورک مکمل کرنے کے بعد عادل کی کاپی سے ورک پھاڑ دیتا ہے۔ کہانی کے آخر میں دکھایا گیا ہے کہ عادل بلو کی اس حرکت کے باوجود ٹیچر کے سامنے اُس کا نام نہیں لیتا۔ یہاں تک کہ بلو عادل کے کپڑوں پر سیاہی پھینک دیتا ہے مگر عادل اپنے اخلاق اور حسن سلوک کے ذریعے سے بلو کو بدل ڈالتا ہے۔ اس اچھے سلوک کی وجہ سے بلو کا سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ عادل کہتا ہے: "تمہارے قلم میں موجود روشنائی ختم ہو چکی ہے نئی بھر لو۔"(۴۴) دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کسی بھی فرد کی اعلیٰ شخصیت، جذبہ قربانی اور عظمت کی دلیل ہے۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے مئی ۲۰۱۲ء کے شمارے میں "مہک" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں منور نامی حلوائی کے حسن اخلاق کو بیان کیا گیا ہے۔ منور کا حلوہ پورے شہر میں مشہور تھا جس کی وجہ سے

دوسرا حلوائی حنیف اس سے حسد کرتا تھا۔ حنیف منور کے حلوے کا راز معلوم کرنے کی غرض سے گاؤں سے اپنی بہن کا بیٹا لے آتا ہے جس کے ذریعے سے حنیف منور کا کاروبار بند کروانا چاہتا ہے۔ حنیف لڑکے کو منور کی دکان پر نوکری کی غرض سے بھیج دیتا ہے۔ لیکن آخر میں جب آصف حنیف کو راز بتاتا ہے تو وہ آصف کو مارنا شروع کر دیتا ہے جس کیوجہ سے لوگوں کا مجمع اکٹھا ہو جاتا ہے۔ وہاں آصف منور کے حلوے کی مہک اور ذائقے کا راز منور کے حسن سلوک کو قرار دیتا ہے۔ آصف منور سے مخاطب ہو کر کہتا ہے:

> ”آپ کی دکان سے کوئی بھکاری، کوئی سوالی مایوس نہیں لوٹتا۔ آپ سوالی کا چہرہ دیکھ کر اسے مفت ہی نان پر حلوہ رکھ کر دے دیتے ہیں آپ کو اللہ روزی کیسے نہیں دے گا۔“(۴۵)

آصف کی پڑھائی میں دلچسپی دیکھتے ہوئے منور اس کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری لے لیتا ہے۔ اس طرح محبت، حسن سلوک کا رشتہ خون کے رشتے پر حاوی ہو جاتا ہے۔ جرمنی کے مشہور فلسفی کانٹ کے مطابق:

> ”ارادہ اور اخلاق میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ اگر ارادہ اچھا ہے تو اخلاق لازمی طور پر اچھا ہو گا اور اگر ارادہ نادرست ہے تو اخلاق بھی درست نہیں ہو سکتا۔“(۴۶)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے ستمبر ۲۰۱۰ء کے شمارے میں "سلوک" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں چار بھائیوں کا آپس کا رویہ بیان کیا گیا ہے۔ چاروں بھائیوں میں والد کی وفات کے بعد جائیداد کی تقسیم پر اختلافات ہو جاتے ہیں۔ ایک روز چھوٹے بھائی کی بیٹی بیمار پر جاتی ہے۔ وہ اُسے لے کر لاہور ہسپتال میں ڈیڑھ ماہ گزارتا ہے لیکن اس دوران کوئی بھی اس کی بیٹی حال احوال جاننے نہیں آتا۔ ڈیڑھ ماہ بعد جب بیٹی کو لے کر گھر واپس لوٹتا ہے، پڑوس سے باقی لوگ آتے ہیں لیکن اس کے اپنے بھائی نہیں آتے۔ اسے ان حالات میں اپنے والد کی سنائی ہوئی کہانی یاد آتی ہے جس میں دو بھائی تھے ایک غریب تو دوسرا امیر۔ غریب قرض اور غربت سے تنگ آ کر گاؤں چھوڑتا ہے راستے میں اُسے ایک سنہری چڑیا ملتی ہے۔ جو ان کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر اسے خزانے کا راستہ بتاتی ہے۔ وہیں جب دوسرے بھائی خزانے کی خبر سنتا ہے تو وہ بھی لالچ میں آ کر اپنے خاندان کے ساتھ خزانے کی تلاش میں نکل پڑتا ہے۔ اس کی اولاد کسی کو خاطر میں نہیں لاتی یہاں تک کے اپنے والد کی بھی نافرمان ہوتی ہے جس کی وجہ سے سب گھر والوں کا آپسی تعلق کمزور ہوتا ہے۔ ان کی بداخلاقی اور ایک دوسرے کے ساتھ بدسلوکی کے باعث چڑیا انہیں کہتی ہے کہ

"وہ اور لوگ تھے جو خزانہ لے گئے۔ تمہیں یہاں سے کچھ نہیں ملے گا۔ تمہارا تو آپس میں سلوک ہی نہیں ہے۔"(۴۷)

یہ سوچ کر چھوٹے بھائی کو سمجھ آتا ہے کہ والد صاحب یہ کہانی اس لیے سناتے تھے تا کہ ان کے بچے آپس میں حسن سلوک سے رہیں۔ والدین کے فرمانبردار ہوں۔ کہانی کے آخر میں چھوٹا بھائی اختلافات کو ختم کرنے کی غرض سے اپنے بھائیوں کے گھر کی طرف چل دیتا ہے۔ اپنے غرور اور انا کو مات دیتے ہوئے محبت اور حسن سلوک کا راستہ اپناتا ہے۔ کہانی کے ذریعے سے بچوں کو اس بات کا سبق دیا گیا ہے کہ محبت اچھا اخلاق ایک بڑی طاقت ہے جو ہر مصیبت سے بچا لیتی ہے لیکن جب غرور، انا آجائے تو رشتے بکھر جاتے ہیں، انسان تنہا رہ جاتا ہے۔ مصیبت میں کوئی بھی ساتھ کھڑا نہیں رہتا۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے فروری ۲۰۱۱ء کے رسالے میں "محبت کا جواب" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں بابا فضل اور ان کی بیگم کا دوسروں کے ساتھ حسن اخلاق کو بیان کیا گیا ہے۔ بابا فضل فالج کے مریض ہیں جس کی وجہ سے گھر کے اخراجات مشکل سے برداشت کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے۔ ہمیشہ اپنی جیب میں ٹافیاں رکھتے جو محلے کے بچوں کو دیتے۔ ان کی محبت اور اعلیٰ اخلاق کی بدولت محلے کا ہر فرد ان سے محبت کرتا۔ ایک روز بابا فضل کا گھر گر جاتا ہے۔ ان کی بیگم اور یہ بے گھر ہو جاتے ہیں۔ تب محلے والے ان کی مدد کرتے ہیں۔ یہاں تک کے محلے کے بچے بھی ان کی مدد کے لیے اتنی اپنی جیب خرچ سے جمع کی گئی رقم دے دیتے ہیں۔ بچے کہتے ہیں "ہم سب نے فیصلہ کیا ہے کہ بابا فضل کی مدد میں ہم سب مل کر اپنا حصہ ڈالیں گے۔"(۴۸)

کہانی کے ذریعے سے بچوں کو حسن اخلاق کی طاقت کا بتایا گیا ہے کہ جب کوئی دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کرتا ہے، محبت اور شفقت سے پیش آتا ہے تو اس طرح وہ دوسروں کے دل میں گھر کر رہ جاتا ہے۔ دوسرے افراد بھی اس کی مشکل میں اس کے ساتھ کھڑے رہتے ہیں۔ بے شک اچھے اخلاق کے جواب میں اچھا صلہ ملتا ہے۔ ہماری قومی زندگی میں جن اہم شخصیات نے قوم کو اندھیرے سے نکال کر منزل مقصود پر پہنچنے کی راہ دکھائی۔ علامہ محمد اقبال ان میں سے ایک ہیں۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" کے اپریل ۲۰۱۲ء کے شمارے میں "یہ ہیں ہمارے اقبال" کے عنوان سے مضمون شائع ہوا جس میں اقبال کے حالات زندگی بیان کیئے گئے ہیں۔ جس میں اپنے ملازمین کے ساتھ حسن اخلاق کا ذکر کیا گیا ہے۔

"علامہ اقبال کا اپنے گھریلو ملازموں کے ساتھ رویہ نہایت مشفقانہ تھا۔ انہوں نے کسی ملازم کو نہ کبھی ڈانٹا اور نہ برا بھلا کہا۔"(۴۹)

مضمون میں اقبال کے ملازم علی بخشش کا ذکر کیا گیا ہے۔ اقبال جب ہوسٹل میں رہتے تھے۔ اُس وقت علی بخش اُن کے لیے کھانا بناتے تھے۔ اقبال نے جب تعلیم سے فارغ ہو کر ہاسٹل چھوڑا تو علی بخش کو ساتھ لے آئے۔ علی بخش اقبال کے حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق کی بدولت تمام عمر اقبال کی خدمت کرتے رہے۔ اقبال کی اپنے ملازمین کے ساتھ محنت کی بدولت جو بھی ان کے پاس ملازم ہوتا پھر وہ کہیں نہ جاتا۔

و۔ دوستوں کے حقوق کی پاسداری:

دوست سے مراد رفیق، وہ شخص جس سے سچی خیر خواہی کی جائے، جس کے ساتھ دلی لگاؤ ہو، غم خوار وغیرہ۔ زندگی میں کسی بھی شخص کے مشکل وقت میں اُس کے والدین، بہن بھائی یا شریک حیات میں سے کوئی نا کوئی تو ضرور اُس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے لیکن ان رشتوں کے علاوہ ایک رشتہ اور بھی ہے جو مشکل کی گھڑی میں ساتھ ہوتا ہے وہ کسی بھی شخص کا مخلص، غم خوار دوست ہے جو حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ قدم قدم پر ساتھ دیتا ہے۔ کسی بھی معاشرے میں رہنے والے افراد خاندانی تعلقات کو نبھانے کے علاوہ دیگر لوگوں کے ساتھ دوستانہ رشتہ بھی استوار کرتے ہیں۔ دوستی کے حوالے سے چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

۱۔ اپنے دوست کے لیے وہی پسند کرنا چاہیے جو اپنے لیے پسند کرتے ہوں۔

۲۔ نیکی اور بھلائی کے تمام کاموں میں اپنے دوست کا تعاون کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کا حکم دیا ہے قرآن میں ارشاد ہے:"تعاون کیا کرو نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں۔"(۵۰)

۳۔ دکھ اور مشکل وقت میں اپنے دوست کے کام آنا چاہیے۔ مخلص دوست کی نشانی یہی ہے کہ جب ایک دوست مشکل، تکلیف میں مبتلا ہو تو دوسرا دوست اُس کی مدد کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے اُس کی غم خواری کرے۔

کسی بھی قوم کی کامیابی اور سربلندی کا راز اُس کا بہترین اخلاق ہے۔ بچے قوم کا مستقبل ہیں اس لیے ان کی اخلاقی تربیت کو کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ دوستی ایک ذاتی عمل ہے جو کسی کے کہنے پر ممکن نہیں لیکن ایک دوست کا اخلاق اور کردار دوسرے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لیے والدین کے لیے

ضروری ہے کہ وہ بچے کو دوست کا انتخاب کرنے میں آزادی کے ساتھ ساتھ خوش اخلاق اور اچھے دوست کی خصوصیات بتائیں تاکہ بچہ ایک بہترین دوست کا انتخاب کر سکے جو اعلیٰ اخلاق کا مالک ہو۔ جو زندگی میں ایک غم خوار، مددگار اور بہترین دوست ثابت ہو سکے۔ ایک مشہور مثل ہے کہ: ”اگر کسی کی اخلاقی حالت معلوم کرنا چاہو تو اس کے دوستوں کی اخلاقی حالت معلوم کرو۔“(۵۱)

کسی بھی معاشرے میں افراد کے آپسی تعلقات اور دوستی اسی وقت کامیاب اور پائیدار ہو سکتی ہے جب دوستوں کے حقوق کی پاسداری کی جائے۔ دوستوں کے حقوق میں شامل ہے کہ جب ایک دوست مشکل میں ہو تو دوسرا اس کے کام آئے، مصیبت میں اس کا ہمدرد بنے، اگر دوست کو مالی مشکلات کا سامنا ہے تو اس کی مالی معاونت کرے، اگر درست بیمار ہے تو اس کی تیمارداری کرے، اگر دوست کسی بھلائی کے کام میں مصروف ہے تو اس کی مدد کرے اس کا ہاتھ بٹائے، دوست سے ملے تو نہایت توجہ اور خندہ پیشانی سے دوست کا استقبال کرے، دوست کے ساتھ وفاداری اور خیر خواہی کا سلوک کرے۔ دوست کی بات توجہ سے سنے اور کبھی بھی دوست کے پیٹھ پیچھے اُس کی برائی نہ کرے، دوست ایک رازدار کی حیثیت بھی رکھتا ہے اس لیے کبھی بھی اپنے دوست کے راز فاش نہ کرے۔ رسالہ "تعلیم وتربیت" کے اپریل ۲۰۱۰ء کے شمارے میں "راز" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک دوست کے انتقال کے بعد اُس کے دوست کا مرحوم کے خاندان والوں کے ساتھ رویہ بیان کیا گیا ہے۔ اشرف کا کردار ایک دکان دار کا ہے جس کے انتقال کے بعد قرض داروں نے قرض واپس کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے گھر میں فاقے کی نوبت آجاتی ہے۔ لیکن وہیں اشراف کا دوست رضوان اشرف کے بیٹے کے پاس آکر اسے پانچ لاکھ روپے دیتا ہے۔ وحید کی حیرت پر رضوان کہتا ہے کہ یہ رقم اُس نے اپنے دوست اُدھار لی تھی جو وہ واپس لوٹانے آیا ہے جبکہ اُدھار کے رجسٹر میں کہیں بھی رضوان کا نام درج نہیں ہوتا جس پر رضوان وحید سے کہتا ہے:

”وحید بیٹا! تم ابھی کم عمر ہو۔ دوستی کے رشتے کی نزاکت کو سمجھنے کے قابل نہیں ہو۔
دوستی میں پردہ ہوتا ہے، راز ہوتا ہے اور راز کی حفاظت ہوتی ہے۔“(۵۲)

دوست لفظ زبان سے ادا کرنا آسان مگر اس کے مفہوم کو سمجھنا ہر کسی کے لیے سہل نہیں۔ رسالہ "تعلیم وتربیت" میں دوست لفظ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ یہ چار حروف کا مجموعہ ہے "د" سے دیانتداری "و" سے وفاداری "س" سے سچائی اور "ت" سے تابعداری۔ اگر ان چار حروف کا وجود دوستی میں قائم رہے تو دوستی کا رشتہ مضبوط، پائیدار اور کامیاب رہتا ہے۔ دوستی کے رشتے میں ان سارے اعلیٰ اخلاقی

اوصاف کا مفہوم وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو خود اعلیٰ اخلاق اور کردار کا مالک ہو۔ دوستی کے اچھے رشتے میں ضروری ہے کہ دوست کے ساتھ وفاداری اور خیر خواہی کا معاملہ اختیار کرتے ہوئے کبھی بھی اُس کے پیٹھ پیچھے اُس کی برائی نہیں کرنی چاہیے۔

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے جون ۲۰۱۰ء کے شمارے میں "دوست ہو تو ایسا" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں چھ دوستوں کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ کہانی میں پہلوان نامی دوست گوشت کھانے کا شوقین ہے جس کے ساتھ باقی دوست بھی کڑاہی کھانے جاتے رہے ہیں۔ وقت گزرتا چلا جاتا ہے سب دوست اپنی اپنی زندگیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ پہلوان کو جوڑوں کے درد کے باعث ڈاکٹر گوشت کھانے سے منع کر دیتے ہیں۔ ایک روز ایک دوست شہزاد پہلوان سے ملنے جاتا ہے۔ پہلوان اپنے باقی دوستوں کی غیبت شروع کر دیتا ہے۔ شہزاد اپنے دوست کی اسی حرکت سے بہت مایوس ہوتا ہے۔ وہ دوست کی اصلاح کی غرض سے گھر جا کر ایک لکھتا ہے جس میں قرآن اور حدیث کے ذریعے سے پہلوان کو غیبت کا احساس دلواتا ہے۔ شہزاد لکھتا ہے:

> "تم نے کل میرے سامنے بہت سا گوشت کھایا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم دوبارہ اس طرح گوشت کھاؤ۔ ارشاد ربانی ہے اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہو گا۔"(۵۳)

ہر انسان کو چاہیے کہ اپنی اور اپنے دوستوں کی غلطیوں کی پہچان کرے اور اُن کی اصلاح کرنے کی کوشش کرے۔ ایک اچھے دوست کی یہ پہچان ہے کہ وہ اپنے دوست کی رہنمائی کرتا ہے اور اگر کہیں دوست سے غلطی سرزد ہو جائے تو وہ کسی بھی طرح کے منفی طریقے یا فسادات سے بچتے ہوئے اس کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے نیک اور اچھے دوست نہ صرف دنیا بلکہ آخرت کی کامیابی کا سبب بھی بنتے ہیں۔ رسولؐ نے اچھے اور برے دوست سے تعلق کو یوں بیان کیا ہے کہ:

> "اچھے نیک دوست کی مثال ہے جیسے مشک بیچنے والے کی دکان، کہ اور جو کچھ فائدہ نہ بھی ہو تو خوشبو تو ضرور آئے گی اور برا دوست ایسا ہے جیسے بھٹی سے آگ نہ لگے تب بھی دھوئیں سے کپڑے تو ضرور کالے ہو جائیں گے۔"(۵۴)

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے اکتوبر ۲۰۱۱ء کے شمارے میں "رشتہ" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں اکرام کا کردار ایک اچھے اور مددگار دوست کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ سیٹھ بشیر جو ایک نیک دل انسان ہے اُس کا ملازم اُسے دھوکا دے کر رات کی تاریکی میں دکان کا سہارا مال لے کر غائب ہو جاتا ہے۔ سیٹھ بشیر کو جب پتا چلتا ہے اُس کے سر پر جیسے آسمان ٹوٹ پڑتا ہے کاروبار تباہ ہو جاتا ہے اور قرض ادا کرنے کے لیے پیسے نہیں رہتے۔ ایسے میں سیٹھ بشیر کا دوست اکرم اپنے دوست کے مشکل وقت میں اُس کی مدد کی خاطر اپنی آبائی زمین فروخت کرتا ہے اور پیسے لا کر سیٹھ بشیر کو دیتا ہے اور کہتا ہے:

> "یہ رقم میں آپ کے لیے لایا ہوں۔ اب اماں کے انتقال کے بعد میرا گاؤں میں کون ہے۔ اس لیے میں نے اپنی آبائی زمین بیچ دی ہے۔ آپ ان پیسوں سے کاروبار دوبارہ شروع کریں۔"(۵۵)

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے نومبر ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "دوستی کا حق" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں چار بونوں کی دوستی کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ چاروں دوست جنگل میں ایک جھونپڑی میں مل جل کر رہتے ہیں۔ ایک روز ایک دوست کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ جس کا علاج حکیم صاحب گھنے جنگل کی ایک جڑی بتاتے ہیں۔ تینوں دوست جنگل سے جڑی لانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ آخر میں بنٹی نامی ایک دوست کے بہت اصرار پر اُسے جنگل جانے دیا جاتا ہے۔ بنٹی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے خوفناک اور خطرناک جنگل سے جڑی لے آتا ہے۔ اس طرح بنٹی اپنی دوستی کا حق ادا کرتا ہے جس پر بنٹی کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ":بنٹی میں تمہارا کس طرح شکریہ ادا کروں، تم نے واقعی دوستی کا حق نبھایا ہے۔"(۵۶)

ہر رشتہ زندگی میں اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ہر رشتہ اپنا ایک مقام و مرتبہ رکھتا ہے۔ اپنی جگہ ہر رشتہ انمول ہے۔ دوستی کا رشتہ قدرت کی طرف سے ایک تحفہ ہے جو بغیر کسی غرض و لالچ کے زندگی کے ہر دکھ اور خوشی کے موقع پر ساتھ رہتا ہے۔ ایک اچھا دوست اپنے دوست کے دکھ درد میں اُس کا غم خوار ہوتا ہے اُس کے دکھ میں اُس کے ساتھ شریک رہتا ہے اور دوست کی خوشی میں خوش ہوتا ہے۔ اُس کا خیر خواہ رہتا ہے۔

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے فروری ۲۰۱۴ء کے شمارے میں "دوستی" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک لڑکے معاذ اور اُس کے گھوڑے جگنو کی دوستی کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ کہانی میں گھوڑے کے کردار کے ذریعے سے دوست کی مدد کرنا اور اُس کا خیال رکھنے کا درس دیا گیا ہے۔ معاذ جگنو کا خیال رکھتا اُسے

کھانے کے لیے فروٹ اور میٹھا دیتا جس پر جگنو معاذ کو پسند کرتا ہے۔ ایک روز ایک شریر لڑکا معاذ کو مارتا ہے۔ اُس سے پیسے چھین لیتا ہے یہ دیکھ کر جگنو اُس لڑکے کو سبق سکھاتا ہے اور معاذ کے پیسے بھی اُسے واپس دلوا دیتا ہے۔ جس پر معاذ جگنو کو کہتا ہے: "شکریہ جگنو! واقعی تم میرے اچھے دوست ہو۔"(۵۷)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے جون ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "والد کی دکان" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں رشید نامی لڑکا جو چائے کی دکان پر کام کرتا ہے۔ ایک روز اپنے دوستوں کو چائے پلا دیتا ہے جس پر مالک اُسے برا بھلا کہتا ہے۔ رشید دکان مالک سے تنخواہ سے پیسے ادا کرنے کا کہتا ہے لیکن دکان مالک رشید کی ایک نہیں سنتا جس پر رشید کے دوست بہت افسردہ ہو جاتے ہیں۔ سب دوست مل کر اپنے دوست کی مدد کا سوچتے ہیں۔ آخر میں تمام دوست مل کر رشید کے لیے ایک چائے کی دکان کھول لیتے ہیں۔ شہزاد رشید کا دوست کہتا ہے:

> "چلو یارو، دیکھا اتفاق کی برکت کو؟ بیٹھے بٹھائے ہمارا یار اپنی دکان کا مالک بن گیا۔ اب ہنس دے یارا۔۔۔ تو ہنستا ہوا ہی اچھا لگتا ہے، چلو چلو کل بہت کام کرنا ہے میرے یار کی دکان سجانی بھی تو ہے۔"(۵۸)

دوستی میں خلوص اور وفا لازمی ہے۔ دو مخلص دوست ہر وقت خود کو ایک دوسرے کی مدد کے لیے حاضر رکھتے ہیں۔ دوستی کی بنیاد ہی ایسی ہونا چاہیے کہ اُس میں کسی قسم کی لالچ نہ ہو۔ اس کے لیے اچھے اخلاق کا ہونا ضروری ہے۔ امام غزالی کے مطابق:

> "خلوص کے ساتھ کسی سے بے غرض محبت اور دوستی کرنا بہترین عبادت ہے۔ الفت، محبت اور دوستی ہمیشہ خوش خلقی سے پیدا ہوتی ہے اور بدخلقی سے نفرت اور جدائی پیدا ہوتی ہے۔"(۵۹)

جس شخص میں جتنی خوش اخلاقی ہو گی اس سے دوسرے افراد اتنی ہی محبت کریں گے اس کے اتنے ہی دوست ہوں گے۔

ز۔ مستحق لوگوں کی مدد:

والدین بچوں کی تربیت کی پہلی درس گاہ ہوتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ والدین بچوں کے سامنے خود کو رول ماڈل کے طور پر پیش کریں کیونکہ بچے زیادہ دیکھ کر سیکھتے ہیں۔ تربیت بچوں کو عملی زندگی کے لیے تیار کرتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بچوں کی ایسی اخلاقی تربیت کی جائے جس سے اُن میں نیک اور پاکیزہ عادات استوار ہو سکیں، بچوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے ہوئے ہنسی مذاق کے ذریعے سے اُن کو سیدھا راستہ دکھایا جائے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کے مطابق:

> "تعلیم کے معنی محض لکھنا، پڑھنا، سکھانا نہیں ہے بلکہ بچوں کے دل ودماغ پر اخلاق اور سیرت انسانی کا ایک دیرپا نقش سبت کرتا ہے۔ بچوں کے ذہنی، جسمانی اور روحانی قواء کی تربیت سماجی خدمت سے متعلق کاموں کے ذریعے سے کی جائے تاکہ ان میں خدمت کا صحیح جذبہ پیدا ہو سکے۔"(۶۰)

مثالی معاشرے کے قیام کے لیے بچوں کی تربیت ضروری ہے۔ اگر بچوں کی اچھی تربیت کی جائے تو اس کا مطلب ایک مضبوط معاشرے کی بنیاد ڈال دی گئی ہے کیونکہ بچے کسی بھی معاشرے کا مستقبل ہوتے ہیں۔ بچپن کی تربیت بچے پر نقش ہو جاتی ہے جو بڑھاپے تک ساتھ رہتی ہے۔ بچے کی اچھی تربیت کی جائے تو وہ بلوغت کے بعد اچھی، نیک اور سچی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ تربیت کا مقصد پاکیزہ، بااخلاق اور باکردار معاشرے کا قیام عمل میں لانا ہے۔ تربیت کے ذریعے سے ہی بچوں کے اندر ایک دوسرے کے لیے محبت، اخوت، ہمدردی، ایثار، دوسروں کی مدد، خلوص، حسن سلوک جیسے اعلیٰ اخلاقی اوصاف کو پیدا کیا جا سکتا ہے۔ بقول ڈبلیو ٹی ہاریس: "تربیت کا مقصد یہ ہے کہ فرد امکانی حد تک اپنے ابنائے قوم کے کام آئے اور ان کی مدد کرے۔"(۶۱)

غریب، محتاج، یتیم اور ضرورت مند کی مدد کرنا نہ صرف خوشی اور اطمینان قلب کا ایک ذریعہ ہے بلکہ رضائے الٰہی کا بھی ایک بہترین ذریعہ ہے۔ حضورؐ افرمان ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ اس کی حاجات کو پورا کرتا ہے۔ رسالہ "تعلیم وتربیت" کے فروری ۲۰۱۱ء کے رسالے میں "مدد" کے عنوان سے مختصر کہانی شائع ہوئی جس میں سلیمان نامی لڑکا ایک غریب لڑکے سے راستے میں ملتا ہے جسے روتے ہوئے دیکھ کر رونے کی وجہ دریافت کرتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ یہ لڑکا

اپنے تعلیمی اخراجات برداشت نہیں کر سکتا۔ اُس کے والد وفات پاچکے ہیں۔ اس کی ماں مزدوری کر کے بچوں کا پیٹ پالتی ہے۔ سلیمان اس لڑکے کی مدد کرنے کی غرض سے اس کے گھر کا پتا لے لیتا ہے۔ سلیمان اس واقعے کا ذکر اپنے استاد سے کرتا ہے جو ساری کلاس کو سلیمان کا ساتھ دینے کا کہتے ہیں اس طرح بہت سے طالب علم سلیمان کو ہر ماہ پیسے دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ سلیمان اپنے والد سے بھی اس بات کا ذکر کرتا ہے جس پر اس کے والد بھی اس کی مدد کرنے کا کہتے ہیں۔ سلیمان بہت خوش ہوتا ہے اور خدا کا شکر ادا کرتا ہے ”: میں ہر لمحہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے ہمیں ایک دکھی خاندان کی مدد کرنے کی توفیق دی ہے۔“(۶۲)

والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد نیک اور صالح ہو۔ بچے کی نیک، اچھی عادتیں ہوں جن پر عمل کرتے ہوئے مستقبل میں وہ اعلیٰ مقام حاصل کرے۔ معاشرے میں والدین کا نام روشن کرے، ملک کی ترقی کا باعث بنے اور دنیا میں اپنے ملک کا نام روشن کرے۔ مستقبل میں بچے کو مہذب شہری بنانے کے لیے ضروری ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اُس کی اخلاقی تربیت بھی کی جائے۔ والدین کو بچوں کی پرورش اور اُن کی تربیت کے دوران محتاط رہنے کی ضرورت رہتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ والدین بچے کے سامنے خود بھی اخلاقی اقدار کی پاسداری کریں۔ بچے کے سامنے اپنے افعال اور کردار کے ذریعے سے اخوت ہمدردی، ایثار، محبت، دوسروں کی مدد، خلوص کی مثال قائم کریں کیونکہ بچہ اپنے والدین کو دیکھ کر اخلاقی تربیت حاصل کرتا ہے۔ اگر والدین خود دوسروں کے ساتھ نفرت کا اظہار کرتے ہوں اور بچوں سے امید کریں کہ وہ محبت کا اظہار کرے گا تو ایسا ممکن نہیں ہے۔ اگر والدین ہمدرد، مستحق لوگوں کی مدد کرنے والے ہوں گے تو بچہ بھی اپنے والدین سے وہی سیکھے گا۔ بچوں میں انسانی ہمدردی، وفاداری، محبت جیسی صفات پیدا کرنے میں والدین کا اہم کردار ہوتا ہے۔ والدین کے علاوہ بچوں کا ادب بھی بچوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچے کہانیاں شوق سے پڑھتے ہیں اور جو کردار بچے کو متاثر کرتے ہیں انہیں اپنی زندگی میں اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح ادب بچوں کی سیرت اور کرداری کی نشوونما میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ بقول محمود الرحمن:

> ”ادب اطفال کے اثرات ہمہ گیر ہیں۔ یہ نہ صرف بچوں کی حیرت میں اضافہ کرتا ہے بلکہ ان کے اعمال واقدار پر اثرانداز بھی ہوتا ہے۔ ان کے کردار کی تخلیق میں ادب بڑا اہم رول ادا کرتا ہے۔“(۶۳)

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے فروری ۲۰۱۳ء کے شمارے میں "ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں عمیر عالم نامی شخص ایک سکول میں اُستاد ہے۔ اُسے اپنے بچے کی علاج کے

لیے رقم ضرورت پڑتی ہے جس کے لیے وہ پرنسپل سے تین ماہ کی ایڈوانس تنخواہ کی درخواست کرتا ہے۔ پرنسپل عمیر عالم کو جھڑک دیتا ہے۔ اس وقت عدیل نامی طالب علم بھی پرنسپل کے کمرے میں موجود ہوتا ہے۔ وہ پرنسپل کے اُس رویے سے بہت دکھی ہوتا ہے اور خود اپنے استاد کی مدد کرنے کا سوچتا ہے۔ عدیل اپنی دادی سے کہتا ہے:

> "دادو میں کمپیوٹر نہیں خریدوں گا۔۔۔ کمپیوٹر کے ان پیسوں سے سر عمیر کے بچے کا علاج ہو گا، اس کی آنکھیں روشن ہوں گی۔۔ اور یہ پیسے انھیں دینے کے لیے آپ میرے ساتھ جائیں گی۔"(۶۴)

جس پر دادی اپنے پوتے پر فخر محسوس کرتی ہیں اور اُسے گلے سے لگا لیتی ہیں۔ اگست ۲۰۲۰ء کے شمارے میں "ہو میرا کام غریبوں کی حمایت کرنا" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک غریب موچی جس کے لیے دو وقت کا کھانا مہیا کرنا مشکل ہے وہیں ایک نوجوان اُس کی مدد کرتا ہے۔ نوجوان جوتے مرمت کروانے کا بہانہ کر کے رسول بخش کے پاس آتا ہے اور جب رسول بخش جوتے مرمت کر رہا ہوتا ہے تب نوجوان سامان والے بکس میں پیسے رکھ دیتا ہے جس کا رسول بخش کو بھی علم نہیں ہوتا۔ نوجوان کے جانے بعد رسول بخش جب سامان والا بکس بند کرنے لگتا ہے تو اُسے ایک تھیلی ملتی ہے جس میں ہزار ہزار کے بہت سے نوٹ ہوتے ہیں۔ اس تھیلی میں اتنے پیسے موجود ہوتے ہیں جس سے رسول بخش اپنے گھر کی مرمت کے ساتھ ساتھ گاؤں میں ایک چھوٹی سی جوتوں کی دکان کھول سکتا تھا۔ رسول بخش حیران تھا کہ اس کے سامان میں اتنے نوٹوں والی تھیلی کیسے آئی۔

> "پھر اچانک اس کی آنکھوں میں اس نوجوان کا چہرہ آ گیا۔ اسے سب سمجھ آنے لگا۔ وہ نوجوان اس کا مسیحا تھا۔"(۶۵)

بے شک جو لوگ اللہ کی مخلوق کی تکلیف دور کرتے ہیں، اللہ ان سے راضی رہتا ہے۔ اللہ ان کے رزق میں اضافہ کرتا جاتا ہے جس سے ان کے مال و زر میں کمی نہیں آتی بلکہ دوسروں کی مدد کرنے سے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ماہنامہ "تعلیم و تربیت" کے مارچ ۲۰۱۹ء کے شمارے میں "حقیقی خوشی" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک عورت غریب لوگوں سے نفرت کا اظہار کرتی ہے وہیں اُس کا شوہر ہمدرد اور بعض لوگوں کی مدد

کر کے دلی سکون حاصل کرتا ہے۔ ایک روز عورت ایک غریب خاتون کو دروازے سے خالی ہی لوٹار ہی ہوتی ہے اسی وقت اُس کا شوہر گھر آتا ہے وہ فقیرنی کو کھانے کے ساتھ ساتھ چند روپے بھی دیتا ہے۔

"تنویر صاحب نے فقیرنی کو ایک ہزار روپے دیے اور کہا کہ گھر کا راشن ڈلوالو اور بچوں کا پیٹ پالو اور اگر کبھی میری ضرورت پڑے تو شام کے وقت آجانا۔"(۶۶)

رخسانہ پر اپنے شوہر کی باتوں کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ وہ بھی غریبوں کی مدد کرنا شروع کر دیتی ہے وہ جان جاتی ہے کہ خدا کی راہ میں خرچ کر کے حقیقی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ملک اور قوم کا آنے والا کل آج کے بچے کے ہاتھ میں ہوتا ہے لہذا کل کو محفوظ اور تہذیب یافتہ بنانے کے لیے بچے کی مناسب تربیت ضروری ہے۔ بچوں کی تربیت میں جہاں دیگر عناصر حصہ لیتے ہیں وہیں کتابیں اور رسائل بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بچوں کے ادب کے ذریعے سے بچوں میں رحم دلی، اخوت، محبت، انکساری، عزت، احترام، مستحق لوگوں کی مدد وغیرہ جیسی اعلیٰ صفات پیدا کی جاسکتی ہیں۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے جون ۲۰۱۹ء کے شمارے میں "حق دار" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں اشرف نامی ایک شخص فقیر بن کر کسی ایسے شخص کی تلاش میں نکلتا ہے جو ضرورت مند اور مدد کا حق دار ہو۔ ایسے میں اُسے ایک بزرگ ملتے ہیں جو سفید پوش شخص ہیں۔ تین بیٹیوں کے والد ہیں اور بڑھاپے کی وجہ سے کوئی بھی انہیں نوکری دینے کو تیار نہیں۔ قرض کا بوجھ ہے بھیک مانگ نہیں سکتے کیونکہ بھیک مانگنا اللہ اور اُس کے رسولؐ کو پسند نہیں۔ اشرف کو جب ان کا حال معلوم ہوتا ہے وہ بزرگ سے کہتا ہے:

"بھائی صاحب۔۔۔ مبارک ہو اللہ نے آپ کی سن لی۔۔۔ آج میری تلاش مکمل ہوئی۔۔۔ آیئے میرے ساتھ آیئے۔۔۔ میں ایک بڑے مل کا مالک ہوں۔ آپ کے لیے میرے پاس نوکری بھی ہے اور بھرپور مدد بھی۔ آج کے بعد آپ کی ذمہ داری میری ذمہ داری ہوگی۔"(۶۷)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے ستمبر ۲۰۱۰ء کے شمارے میں "رحمت کا فرشتہ" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک شخص چار سال کی جیل کاٹ کر جب گھر لوٹتا ہے تو اسے پتا چلتا ہے نہ صرف کسی نے اُس کے جرمانے کی رقم ادا کی ہے بلکہ اتنے عرصے میں اُس کے بچوں کی کفالت کے لیے کوئی لفافے میں رقم ڈال کر گھر کے دروازے پر چھوڑا جاتا رہا ہے۔ اس شخص کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اتنا مہربان اور رحم دل شخص کون ہے۔ ملک بشیر کا ڈرائیور امداد علی کو بتاتا ہے کہ ملک بشیر ہی وہ شخص ہے جو اتنے سال سے اس کے

بچوں کے لیے رقم گھر چھوڑ آتا تھا اور اس کے جرمانے رقم بھی ادا کی ہے۔ جس پر امداد علی ملک بشیر سے کہتا ہے کہ:

> "آپ خاموشی سے میرے بچوں کی مدد کرتے رہے اور آپ نے بیس ہزار روپے کا جرمانہ بھی ادا کیا آپ تو رحمت کا فرشتہ ہیں۔"(۶۸)

ملک بشیر کو ڈاکٹر کے کینسر کا مرض تشخیص کیا ہوا تھا اور بتایا تھا کہ وہ تھوڑے دنوں کا مہمان ہے لیکن اُس کے جذبہ خلوص کی وجہ سے ہر ایک کے دل سے اُس کے لیے دعا نکلتی۔ مستحق لوگوں کی مدد کرنے اور اُن کی دعا کے اثر سے اللہ تعالیٰ اُسے زندگی عطا کرتا ہے۔ کہانی کے ذریعے سے بچوں کو درس دیا گیا ہے کہ جب ہم صادق دل سے کسی مستحق کی مدد کرتے ہیں تو اللہ ہماری مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔

ح۔ جزاوسزا:

جزا کے معنی انعام، اجر، صلہ، پھل کے ہیں اور سزا کے معنی جرم کرنے کی وجہ سے کس قسم کا بدلا۔ سزا کے حوالے سے سب سے پہلے سزا اور تشدد میں فرق واضح کرنا ضروری ہے۔ سزا کسی بھی طرح کے جرم کرنے کی وجہ سے بدلے کو کہا جاتا ہے جبکہ تشدد کسی بھی فرد کو بلاوجہ ظلم و جبر کا نشانہ بنانا، اُسے تکلیف دیناہ۔ بچوں کی تربیت کے دوران انھیں سزا دینے کا مقصد بچوں کو اخلاقی آداب سکھانا اور ان پر عمل کرواتا ہے۔ لیکن یہی سزا حد سے بڑھ جائ جس سے بچے کو نفسیاتی یا جسمانی نقصان اٹھانا پڑے تو یہ تشدد کے زمرے میں آئے گا۔ بچوں کی تربیت کے حوالے سے امام غزالی کہتے ہیں:

> "بچہ جب کوئی عمدہ کام کرے تو اس کو کچھ انعام دینا چاہیے تاکہ وہ خوش ہو اور لوگوں کے سامنے اس کی تعریف کرنی چاہیے اور اگر کبھی کوئی غلطی سرزد ہو تو اس سے چشم پوشی کرنی چاہیے اور اس کا پردہ نہیں کھولنا چاہیے دوبارہ غلطی سرزد ہو تو تنہائی میں اس پر عتاب کرنا چاہیے۔"(۶۹)

ابن خلدون کے اپنے نظریہ تعلیم میں سزا کے حوالے سے نظریہ پیش کیا۔ جس میں بتایا کہ سزا بچوں کے ذہنی اور اخلاقی سطح پر نقصان پہنچاتی ہے۔ بچوں میں نظم وضبط قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اُن میں اطاعت کا جذبہ ابھارا جائے۔ ابن خلدون کے مطابق:

"تعلیم میں سختی اور تشدد برتنا سخت مضر ہے خصوصاً چھوٹے چھوٹے بچوں پر تشدد اور غصہ سے طبیعت بجھ جاتی ہے امنگ اور خوشی فرار ہو جاتی ہے۔ جھوٹ بولنے کی عادت پڑتی ہے۔"(۷۰)

بچوں میں جزا اور سزا کا تصور ابھارنے اور اُن کی تربیت کی غرض سے رسالہ "تعلیم وتربیت" کے اپریل ۲۰۱۴ء کے رسالے میں "برائی کی موت" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں سیٹھ نیاز کا لالچی کردار ہے۔ جو اپنے پانی کے کاروبار کو بڑھانے کی لالچ میں شہر میں صاف پینے والے پانی میں گندگی شامل کروا دیتا ہے۔ جس کو پینے سے بہت سے لوگ مر جاتے ہیں لیکن سیٹھ اپنی ہوس اور لالچ میں اس قدر آگے بڑھ جاتا ہے کہ نقلی ادویات کی کمپنی بھی بناڈالتا ہے۔ بے شک جب خدا پکڑتا ہے تو کوئی بھی اُس کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا۔ سیٹھ نیاز بھی جب خدا کی پکڑ میں آتا ہے تو اس کو اس کے کیے کی سزا کچھ اس طرح ملتی ہے کہ اس کا اپنا بیٹا ہوٹل سے پانی پی لیتا ہے جس کی وجہ سے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں: "بچے کے جسم سے پانی بہت نکل چکا ہے اور گندے پانی کا اثر پورے جسم میں پھیل چکا ہے۔"(۷۱)

یہ سن کر سیٹھ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں وہ سمجھ جاتا ہے کہ یہ اُس کے اعمال کی سزا ہے۔ سیٹھ نیاز کی بیگم جو ایک رحم دل اور نیک خاتون ہوتی ہے۔ سیٹھ سے کہتی ہے: "یہ آپ کے کیے کی سزا آپ کو اس طرح مل رہی ہے۔"(۷۲) رسالے میں بچوں کو جزا اور سزا کا تصور واضح کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص اچھا عمل کرتا ہے جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے یا اچھے اخلاق کو اپناتا ہے تو نہ صرف دوسرے افراد اسے سراہتے ہیں اُس کی عزت کرتے ہیں، اُسے انعام واکرام سے نوازتے ہیں بلکہ اللہ کے ہاں بھی اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ اللہ کی طرف سے بھی اسے جزا خیر عطا کی جاتی ہے۔ اس کے برعکس جو شخص مخلوق خدا پر ظلم کرتا ہے اپنے عارضی فائدے کے لیے دوسروں کے حقوق کی پامالی کرتا ہے تو اللہ ایسے ظالموں کو اپنے عذاب میں پکڑتا ہے بے شک رب کی سزا سخت ہوتی ہے جس سے کوئی ظالم شخص بچ نہیں سکتا۔ رسالہ "تعلیم وتربیت" کے مئی ۲۰۱۹ء کے شمارے میں "دھماکہ" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی ہے جس میں حاجی محمد زمان بہت بڑی جائیداد کا مالک ہے۔ یہ شخص حج کرنے کے باوجود بچوں کو اغوا کر کے بیچنے کا کاروبار کرتا ہے۔ ایک روز اس کے

علاقے میں اعلان ہوتا ہے کہ علاقے کو خالی کر دیا جائے کیونکہ سائنسدان اسی علاقے کے قریب ایک تجربہ کرنے والے ہیں جس سے دھماکے کا خطرہ ہے۔ تمام لوگ علاقہ خالی کر کے چلے جاتے ہیں۔ حاجی محمد زمان بھی اپنی ساری دولت منتقل کر دیتا ہے لیکن جاتے وقت بچوں کو بیچنے والا اگریمنٹ گھر بھول جاتا ہے۔ جب یہ فائل گھر سے لینے جاتا ہے اسی دوران دھماکہ ہو جاتا ہے جس سے حاجی زمان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں:

> "اللہ کی ایسی سزا کی مثال شاید کسی آنکھ نے دیکھی ہو گی۔ سردار کا پورا جسم کنکر سے بھی چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گیا تھا اور سر پھٹ کر مغز باہر ریت پر پڑا تھا۔"(۴۳)

لارنس کوہلبرگ نے اپنی تھیوری "اخلاقی نشو نما" کو تین سطحوں میں تقسیم کیا۔ ہر سطح کو آگے دو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ کوہلبرگ نے پہلی سطح Pre conventional level کے پہلے حصے میں بتایا کہ اس سطح پر بچہ جزا اور سزا کے حوالے سے واقفیت حاصل کرتا ہے۔ بچہ سیکھتا ہے کہ کون سے اعمال ہیں جن پر سزا ملتی ہے اور کون سے اعمال ہیں جن پر شاباش ملتی ہے۔ ایسے اعمال جن پر سزا دی جاتی ہے اسے حکم عدولی کا نام دیا جاتا ہے دوسرے وہ اعمال جن پر سزا نہیں ملتی اسے فرمانبرداری کہا جا سکتا ہے۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" میں بچوں کو بتایا گیا ہے کہ جو بچے اپنے بڑوں کی نافرمانی کرتے ہیں۔ خود سر اور ضدی ہوتے ہیں۔ انھیں نافرمانی اور بدتمیزی کی وجہ سے اکثر سخت سزا بھگتنا پڑی ہے۔

رسالے کے فروری ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "سزا" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں اسد کا کردار ایک بدتمیز اور نافرمان لڑکے کا ہے۔ جو اپنے بڑوں کا لحاظ بھی نہیں کرتا ہے۔ ایک دن اُس کے دادا اُس سے پانی مانگتے ہیں جس پر وہ بدتمیزی کرتے ہوئے باہر نکل جاتا ہے۔ اسد کے دادا اسے بہت سمجھاتے ہیں مگر وہ اپنی حرکات سے باز نہیں آتا۔ ایک روز سڑک پر ون ویلنگ کرتے موٹر سائیکل کا حادثہ ہو جاتا ہے جس میں یہ ہمیشہ کے لیے معذور ہو جاتا ہے۔ اس کے دادا اس سے کہتے ہیں: "یہ تمہارے غرور کی عبرت ناک سزا ہے تم عمر بھر کے لیے معذور ہو گئے ہو۔"(۴۴)

بچے والدین کے پاس امانت ہوتے ہیں جن کی اچھی تربیت کرنا والدین کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ بچوں کی تربیت کے وقت اُن کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا ضروری ہے تاکہ بچوں کو منفی سرگرمیوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔ والدین اگر بچے کو منفی سرگرمی میں حصہ لیتے دیکھیں تو اُسے بروقت سزا دی جائے تاکہ بچہ دوبارہ اس طرح کی سرگرمیوں سے دور رہے۔ بقول ڈاکٹر اُم کلثوم:

"سزا کا بنیادی مقصد انسان کو یہ تعلیم دینا ہے کہ وہ غلطی کا ہونا پہچان جائے اور پھر یہ پہچان اسے غلطی کے ارتکاب سے روک دے۔"(۷۵)

محمد اسحاق اپنی کتاب "تعلیم ایک تحریک، ایک چیلنج" میں لکھتے ہیں کہ:

"بچوں کی بہت سی باتوں اور شرارتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں وقتاً فوقتاً سزا دینی ضروری ہے تاکہ وہ دوبارہ اس قسم کی حرکت نہ کر سکیں لیکن اس کی سزا بروقت دینا مناسب ہے۔"(۷۶)

رسالہ "تعلیم و تربیت" میں جزا اور سزا کا درس دینے کی غرض سے نومبر ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "کرو مہربانی تم اہل زمین پر" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک دودھ فروش کا بلی کے بچوں کے ساتھ رحم دل اور ہمدردانہ سلوک دکھایا گیا ہے۔ دودھ فروش راستے سے گزرتے ہوئے تھیلے میں سے بلی کے بچوں کو آزاد کرتا ہے اور اُن کے آگے دودھ ڈال دیتا ہے۔

"اس نے ٹھیکری صاف کی اور اپنے برتن میں سے دودھ نکال کر ٹھیکری میں ڈال دیا۔ بلی کے بچے بے تابی کے ساتھ ٹھیکری میں موجود دودھ چاٹنے لگے۔"(۷۷)

اسی روز دودھ فروش کی بیوی اور بچے گھر سے باہر گئے واپسی پر اُس کے بچے سڑک پر چلتے گاڑی کے نیچے آنے ہی والے تھے کہ ایک شخص نے انھیں بچالیا۔ اس کی بیگم نے جب گھر لوٹ کر سارا واقعہ دودھ فروش کے سامنے بیان کیا تو یہ سوچنے لگا۔ اس کے سامنے صبح کا سارا منظر گھوم گیا اس کو سمجھ میں آگیا کہ اللہ پاک مہربان اور رحیم ہے وہ اپنی مخلوق کا قرض نہیں رکھتا جب اُس کی مخلوق کے ساتھ مہربانی کی جاتی ہے تو وہ اُس کا انعام کسی نا کسی صورت میں دے دیتا ہے۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے جولائی ۲۰۱۵ء کے شمارے "میں اچھائی اور برائی" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں دو دوست نواز اور آصف کے کردار کے ذریعے سے اچھائی اور برائی کے فرق کو بیان کیا گیا ہے۔ نواز ایک رحم دل، شریف اور امانت دار شخص ہے وہیں آصف ایک لالچی، آرام پسند اور بددیانت آدمی ہے۔ نواز دوبار آصف کے ساتھ مل کر کھیتوں میں فصل بوتا ہے مگر آخر میں آصف نواز کو دھوکا دے دیتا ہے اور سارا منافع خود ہڑپ کر جاتا ہے۔ ایک روز نواز دوسرے شہر روزگار کی تلاش میں نکلتا ہے۔ آصف بھی اُس کے ساتھ تیار ہو جاتا ہے۔ راستے میں چلتے آصف نواز سے کہتا ہے کہ پہلے جو کھانا اور پانی نواز اپنے ہم راہ لاتا ہے اُس کو تو استعمال کیا جائے۔ بعد میں آصف کی لائی ہوئی چیزیں استعمال ہوں۔ نواز آصف کی یہ بات بھی مان لیتا

ہے جس کی وجہ سے پانی ختم ہو جاتا ہے اور صحرا میں چلتے آصف نواز کو اس شرط پر پانی دینے کو راضی ہوتا ہے اگر نواز اپنی ایک آنکھ کی قربانی دے دے۔ نواز کے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ چنانچہ نواز کو اپنی ایک آنکھ قربان کرنا پڑتی ہے۔ کہانی کے آخر میں نواز کی خوش اخلاقی اور اچھائی کے بدلے میں اُس کی نہ صرف آنکھ ٹھیک ہو جاتی ہے بلکہ وہ ملک کا بادشاہ بن جاتا ہے۔

"آج نواز اپنی اچھائی اور نیکی کی وجہ سے ملک کا بادشاہ تھا جب کہ دوسری طرف
آصف اسی صحرا میں بھٹک کر بھوک اور پیاس سے مر گیا تھا۔"(۷۸)

بے شک اچھائی کا بدلہ ہمیشہ اچھا ہی ملتا ہے اور برائی کا ہمیشہ برا۔ اچھائی اور برائی کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔ اچھائی خیر ہے جبکہ برائی شر گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔ خیر اعلیٰ اخلاقی صفت ہے جو معاشرتی زندگی میں سکون واطمینان کا راز ہے۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" کے جون ۲۰۱۳ء کے شمارے میں "جنگل" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک چوہا جس کا نام نابھو ہے وہ دوسرے جھوٹے جانوروں کو تنگ کرتا اور ان کے بچوں کو مار دیتا۔ یہاں تک کہ پرندوں کے انڈے بھی کھا جاتا۔ کہانی کے آخر میں نابھو کے بیوی بچوں کو الو پکڑ کر لے جاتے ہیں وہ روتا ہے مدد کے لیے پکارتا ہے لیکن کوئی بھی اس کی مدد کو تیار نہیں ہوتا۔ دوسرے دن الو نابھو پر حملہ کرتے ہیں اور اُسے بھی پکڑ لیتے ہیں وہ تڑپتا ہے منتیں کرتا ہے:

"خاصے تڑپے، منتیں کیں کہ اگر انھیں ایک دفعہ موقع ملے تو آئندہ ایسی حرکت
نہیں کریں گے مگر الوؤں نے ان کو چیر پھاڑ دیا کیوں کہ پنجوں میں جکڑے ہوئے کسی
حرکت کے قابل تو وہ ویسے بھی نہ تھے۔"(۷۹)

اس طرح نابھو کو دوسروں پر کیے گئے ظلم کی سزا ملتی ہے۔

ط۔ ایفائے عہد:

ایفاء کے معنی ہیں پورا کرنا، ادا کرنا، وفا کرنا، مکمل کرنا وغیرہ۔ ایفائے عہد سے مراد وعدہ کو پورا کرنا، نبھانا۔ ایفائے عہد اخلاقی صفات میں سے ایک بڑی صفت ہے جس کی پاسداری کا اسلام میں بھی زور دیا گیا ہے اس کی بہترین مثال حضورؐ کی حیات مبارکہ سے ملتی ہے۔ عبداللہ بن ابی الحمساءؓ سے روایت ہے کہ

"میں نے رسول اللہؐ کی بعثت سے پہلے آپ سے خرید و فروخت کا ایک معاملہ کیا اور
کچھ ادا کرنا باقی رہ گیا۔ تو میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ میں اسی جگہ لے کر آتا ہوں
پھر میں بھول گیا اور تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو دیکھا کہ آپؐ اسی جگہ موجود ہیں
، آپؐ نے فرمایا کہ تم نے مجھے بڑی مشکل میں ڈالا اور بڑی زحمت دی، میں تمہارے
انتظار میں تین دن سے یہیں ہوں۔"(۸۰)

وعدے کی پاسداری دراصل سچائی ہی کی ایک قسم ہے اور وعدے کی خلاف ورزی ایک طرح کا عملی جھوٹ ہے۔ جو شخص وعدے کی پاسداری نہیں کرتا وہ آدمی قابل اعتبار نہیں رہتا۔ معاشرتی زندگی خوشگوار گزارنے کے لیے اعتبار اور اعتماد کا ہونا لازمی ہے۔ عہد شکنی سے معاشرے میں سے سکون اور اطمینان کی کیفیت ختم ہوتی چلی جاتی ہے۔ لڑائی جھگڑے، تنازعات بڑھتے ہیں جس کی وجہ سے افراد کے درمیان محبت، بھائی چارہ، عزت و احترام کی جگہ رنجشیں، بغض، مخالفتیں جنم لے لیتی ہیں۔ والدین کی تربیت کے نقوش کسی بھی فرد کی شخصیت میں ساری عمر نظر آتے ہیں۔ مفکرین تعلیم اور ماہرین نفسیات اس بات پر متفق ہیں کہ انسان کی تعلیم و تربیت کا سب سے بہترین عرصہ اُس کی ابتدائی عمر کا ہوتا ہے۔ امام غزالی کے مطابق

> ”بچے کی تربیت ابتدا میں بہت ضروری ہے کیونکہ بچپن میں اس کا جوہر قلبی ہر طرح کی صلاحیت رکھتا ہے۔ خیر و شر دونوں سیکھ سکتا ہے اور اس کا اختیار ماں باپ کو ہے جس طرح چاہیں با آسانی قائل ہو سکتا ہے۔“(۸۱)

والدین اکثر بچے کو وقتی راضی کرنے کی غرض سے وعدہ کر لیتے ہیں مگر بعد میں پورا نہیں کرتے جس کی وجہ سے بچوں میں بھی وعدہ خلاف ورزی کی عادات جنم لینا شروع ہو جاتی ہیں۔ بچوں کی تربیت کرتے وقت بچوں کو وعدہ خلاف ورزی کی عادت سے بچانا چاہیے اس کے لیے ضروری ہے کہ بچوں سے جو وعدہ کیا جائے، اُسے پورا کیا جائے تاکہ بچے میں بھی سچ کہنے کی عادت جنم لے۔ بچوں کی تربیت میں ان کا ادب بھی اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان میں بچوں کی تعلیم و تربیت کی غرض سے بہت سے رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" اپنی علمی اور ادبی خدمات کے ذریعے بچوں کی اچھی تربیت کرنے میں کوشاں ہے۔

رسالے کے نومبر ۲۰۱۹ء کے شمارے میں "وفائے عہد" کے عنوان سے حضرت عمر فاروقؓ کی زندگی سے ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ ایک نوجوان کے ہاتھوں ایک بوڑھے کا خون ہو جاتا ہے۔ نوجوان کو حضرت عمرؓ کے دربار میں پیش کیا جاتا ہے جہاں اُسے اس کے جرم کی سزا سزائے موت دی جاتی ہے۔ نوجوان تین دن کی ضمانت پر رہائی چاہتا ہے اور ضمانت کے لیے حضرت ابوذر غفاریؓ کا نام لیتا ہے جن کی ضمانت پر اُسے تین دن کی رہائی مل جاتی ہے۔ تیسرے دن سب اُس نوجوان کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح شام ہو جاتی ہے۔ نوجوان شام ڈھلنے سے پہلے اپنے وعدے کے مطابق واپس دربار میں حاضر ہو جاتا ہے جس پر ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں:

"اللہ کی قسم! میں جانتا بھی نہ تھا کہ یہ کون اور کہاں کا رہنے والا ہے؟ مگر سب کو چھوڑ کر اس نے مجھے اپنا ضامن بنایا تو مجھے انکار مروت کے خلاف معلوم ہوا اور اس کی شخصیت نے یقین دلایا کہ یہ شخص عہد میں سچا ہو گا۔ اس لیے ضمانت کر لی۔"(۸۲)

وعدے کی پابندی دیکھ کر سب کے چہرے مسرت سے چمک اٹھتے ہیں یہاں تک کے وعدے کی پاسداری سے متاثر ہو کر مدعی خون معاف کر دیتے ہیں۔ رسالے میں صحابہ کرامؓ کی زندگی کے واقعات کے ذریعے سے بچوں کو بتایا گیا ہے کہ وعدے کی پابندی دنیا اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے جنوری ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "سبق" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں خالد نامی شخص اپنے دوست ارشد سے قرض لیتا ہے جسے ایک سال کے اندر ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ لیکن دو سال گزر جانے کے باوجود قرض کی ادائیگی نہیں کرتا۔ ایک بچہ نجیب جو اپنی والدہ کے قرض کی ادائیگی کے لیے خالد کے پاس آتا ہے۔ بچہ زخمی ہونے کے باوجود وعدے کی پابندی کرتے ہوئے وقت پر قرض ادا کرتا ہے جس پر خالد اُسے کہتا ہے کہ ایسی حالت میں آنے کی کیا ضرورت تھی پیسے کچھ دن بعد لوٹا دیتا مگر بچہ کہتا ہے "ہمارے نبیؐ کا ارشاد ہے کہ جو وعدہ پورا نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں۔"(۸۳) جس پر خالد کا سر ندامت سے جھک جاتا ہے وہ وقت ضائع کیے بغیر فوراً ارشد کو پیسے واپس لوٹانے کی غرض سے فون کرتا ہے۔

چھوٹے بچے کی باتوں نے آج اُسے وہ سبق یاد دلایا تھا جس کو بھول گیا تھا۔ حاجت مند کو قرض دینا اس کی مدد کرنا ہے۔ اسلام میں جہاں ضرورت مند کو قرض دینے اور اس کی ادائیگی میں مہلت دینے کا کہا گیا ہے تو دوسری طرف قرض لینے والے کو کہا گیا ہے کہ وہ جلد سے جلد قرض کو ادا کرے۔ خدانخواستہ کوئی شخص قرض کی ادائیگی سے پہلے ہی دنیا سے چلا گیا تو آخرت میں اس کے لیے دشواریاں ہوں گی۔ یہاں تک کہ شہید کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں لیکن اگر اُس نے دنیا میں کسی سے قرض لیا اور ادا نہیں کیا تو وہ معاف نہیں ہوتا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے "شہید ہونے والے مومن کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔"(۸۴)

اکثر افراد حالات سے مجبور ہو کر قرض لے لیتے ہیں اور قرض لیتے وقت اس کی ادائیگی کا وقت مقرر کر لیتے ہیں ایسے میں چاہیے کہ وسائل کی دستیابی پر جتنی جلدی ہو سکے قرض ادا کریں۔ مقررہ وقت پر قرض کی ادائیگی نہ کرنا بھی وعدہ خلاف ورزی ہے۔ حضورؐ نے منافق کی تین نشانیوں میں سے ایک وعدہ خلاف ورزی بتائی ہے۔ رسالہ "تعلیم و تربیت" کے اگست ۲۰۱۶ء کے شمارے میں "ادھار" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی

جس میں وحید اپنے دوست ارشاد سے پانچ ہزار روپے اُدھار لے لیتا ہے اور پانچ ماہ کے اندر واپس لوٹانے کا وعدہ کرتا ہے لیکن وعدے کے مطابق وقت پر وحید پیسے نہیں لوٹاپاتا۔ وحید ارشاد کی دکان کے سامنے سے گزرنا بھی بند کر دیتا ہے۔ ایک روز وحید اور ارشاد کا آمنا سامنا ہو جاتا ہے جس پر ارشاد وحید کو کہتا ہے:

"پہلی بات یہ کہ تم وعدہ نہ کرو اور اگر وعدہ کرو تو اسے پورا کرو۔ تمہارے پاس جب پیسے آجائیں تو مجھے لوٹا دینا۔"(۸۵)

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے فروری ۲۰۱۴ء کے ادارے میں مدیر نے ایک بوڑھے شخص اور شہزادے کا واقعہ بیان کیا ہے جس میں ایک بوڑھا آدمی باغ لگارہا ہوتا ہے جس پر شہزادہ حیران ہوتے ہوئے کہتا ہے کہ اب وہ بوڑھا ہے تو کس لیے درخت لگارہا ہے۔ جس پر بوڑھا آدمی کہتا ہے موت کا کسی کو علم نہیں اگر آئے تو ابھی مر جاؤں اور زندگی ہو تو بیس برس بھی نہ آئے اس پر شہزادہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر بوڑھا شخص زندہ رہا تو اس کے باغ کا مالیہ معاف کر دیا جائے گا۔ کہیں برس بعد جب شہزادہ اب بادشاہ بن چکا ہوتا ہے اُسی باغ کے پاس سے گزرتا ہے بوڑھا شخص اُس کے سامنے آتا ہے اور کہتا ہے دو سال سے یہ باغ پھل دے رہا ہے اور اب وعدے کے مطابق اُس کا مالیہ معاف کیا جائے جس پر بادشاہ باغ کا مالیہ معاف کرتا ہے اور کہتا ہے:

"باہمت بوڑھے! خوش ہو۔ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے تم سے وعدہ کیا تھا اور اب تمہاری ہمت کا پھل دینے کو خود موجود ہوں۔"(۸۶)

وعدہ خلاف ورزی عملی جھوٹ ہے وہیں وعدہ کی پاسداری عملی سچائی ہے۔ معاشرے میں غیر اخلاقی صفات میں ایک جھوٹ صفت ہے جو بڑے پیمانے پر مروج ہے اور جھوٹ ہی وعدہ خلاف ورزی کی ایک بڑی وجہ ہے۔

ی۔ لوگوں کی حق تلفی سے اجتناب:

حق تلفی کے معنی حق مارنا، بے انصافی وغیرہ کے ہیں۔ لوگوں کی حق تلفی سے مراد کسی کا جائز حق مارنا یا ناانصافی کرنا کے ہیں۔ اسلام نے زندگی گزارنے کے مکمل احکامات تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ اس نے تمام افراد کے مابین حقوق کا تعین کر کے ان کی ادائیگی پر زور دیا ہے۔ معاشرتی زندگی میں افراد کو اگر اُن کے جائز حقوق ملتے رہیں تو معاشرے میں امن وسکون قائم رہتا ہے اس طرح تمام افراد اپنی صلاحیتیں معاشرے کی ترقی اور فلاح کے لیے صرف کر سکتے ہیں۔ جس سے معاشرے میں خوشگوار ماحول کا قیام عمل میں لایا جاسکتا ہے۔ دوسروں کی حق تلفی سے اجتناب ایک اعلیٰ اخلاقی صفت ہے جس کے ذریعے سے آپسی میل جول، محبت،

اخوت، ہمدردی، خلوص، ایثار، مساوات کے جذبات پروان چڑھتے ہیں اس طرح معاشرے میں افراد اطمینان ،سکون سے زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ بچوں کی تربیت کرتے وقت اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ انہیں مہذب بنایا جائے۔ بچوں کو اگر مہذب بنالیا جائے ان کی اخلاقی تربیت کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری سوسائٹی کو مہذب بنالیا گیا ہے ان کو خیر سے محبت اور شر سے نفرت، فکر کی پاکیزگی، دوسروں کے حقوق کا خیال کرنے اور عدل وانصاف سے کام لینے کی ترغیب دی جائے۔ بقول پروفیسر عطیہ محمد الابرامی:

"مہذب آدمی عدل وانصاف کا دامن کبھی نہیں چھوڑتا، شر کی طرف کبھی مائل نہیں ہوتا، نہ محبت میں مبالغہ کرتا ہے، نہ دشمنی میں انتہا کو پہنچتا ہے۔ ممکن نہیں کہ وہ برائیوں کا ذکر کرے اور اچھائیوں کو بھول جائے۔ وہ کسی پر حسد نہیں کرتا، ناگوار باتوں کو گوارا کرلیتا ہے، غم کی پروا نہیں کرتا کہ اس سے کسی کو مضر نہیں، موت سے گھبراتا نہیں کہ وہ بہرحال آنی ہے۔"(۸۷)

رسالہ "تعلیم وتربیت" میں دوسروں کی حق تلفی سے اجتناب کے حوالے سے فروری ۲۰۱۱ء کے رسالے میں "حضرات ایک ضروری اعلان سنیے" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں اعجاز، عباس نامی شخص کے پلاٹ پر زبردستی قبضہ کرلیتا ہے۔ ایک روز اعجاز کو جب ہارٹ اٹیک آتا ہے وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس دوران جب اُسے ہسپتال لے جایا جاتا ہے راستے میں اس کی نظر اسی پلاٹ پر پڑتی ہے اُسے شرمندگی اور ندامت کا احساس ہوتا ہے طبیعت تھوڑی سنبھلنے کے بعد وہ اپنے بھائی آیاز کو ایک خط لکھ کر دیتا ہے جس میں وہ عباس سے معافی مانگتا ہے۔

"میں نے آپ کے ساتھ زیادتی کی ہے، آپ کے خواب چکنا چور کرنے کا ذمہ دار ہوں، میں آپ کا مجرم ہوں۔۔۔ میں تھک گیا تھا۔ میری غلطیوں کو معاف کردیں۔"(۸۸)

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے اگست ۲۰۱۷ء کے شمارے میں "بڑھیا کی بددعا" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک سیٹھ غریب عورت کی زمین پر اپنی فیکٹری تعمیر کرنے کی غرض سے قبضہ کرلیتا ہے لیکن کچھ عرصے بعد سیٹھ کی طبیعت خراب ہوجاتی ہے بہت علاج کروانے کے باوجود طبیعت میں سدھار پیدا نہیں ہوتا۔ ایک حاجی صاحب سیٹھ کو مشورہ دیتے ہیں کہ اگر اُس سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہو یا کسی کے ساتھ زیادتی کی ہو تو اُس سے معافی مانگ لے سیٹھ حاجی صاحب کو بتاتا ہے کہ فیکٹری کی تعمیر کے دوران بڑھیا سیٹھ کو

اپنا دوپٹہ اٹھا کر بد دعائیں دیتی تھی۔ مزدور اس کا مذاق اڑاتے اور نفرت سے اسے دھتکارتے لیکن بڑھیا کی فریاد کا کسی پر اثر نہ ہوتا۔ اس نے بڑھیا کی زمین ہتھیانے کے لیے دو نمبر طریقہ استعمال کیا باثر افراد سے تعلقات کی بنیاد پر بڑھیا کی زمین اپنے نام پر کروائی۔ سیٹھ بتاتا ہے کہ

"ہم جیسے لوگوں کے لیے ایسے کام زیادہ مشکل نہیں ہوتے۔ اس شہر کا کون ایسا باثر آدمی ہے جس سے میرے تعلقات نہیں۔ تعلقات کی بنیاد پر ایسے کام بڑی آسانی سے کروائے جاسکتے ہیں۔"(۸۹)

حاجی صاحب کے مشورے پر سیٹھ پر بڑھیا کو تلاش کرواکر اُس سے معافی مانگتا ہے۔ اُس کی زمین کے بدلے ایک گھر خرید کر دیتا ہے۔ جس میں بڑھیا اپنے بچوں کے ساتھ سکون کی زندگی بسر کرتی ہے دوسری طرف سیٹھ کی طبیعت میں بھی سدھار آجاتا ہے۔ آج معاشرے میں افراد احکام الٰہی سے دوری کے سبب مسائل سے دوچار ہیں۔ معاشرے میں مسائل بڑھ رہے ہیں اس کی وجہ سے زندگی کے ہر شعبے میں سفارش، رشوت، لوٹ مار عام نظر آتی ہے جبکہ اس سب سے نہ صرف دوسرے افراد کی حق تلفی ہوتی ہے بلکہ حقوق اللہ کے معاملات کو بھی فراموش کیا جارہا ہوتا ہے۔

بچوں کو دوسروں کے حقوق کا تحفظ کرنے کا درس دینے کی غرض سے رسالہ "تعلیم و تربیت" کے اکتوبر ۲۰۱۰ء کے شمارے میں "انسان" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں عباس نامی شخص رشوت دے کر نوکری حاصل کرلیتا ہے۔ وہیں ذاکر میاں میرٹ پر ہونے کے باوجود پیسے رشوت نہ دے سکنے پر اپنے حق سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ذاکر میاں ساری زندگی تنگ دستی میں بسر کرتے ہیں اور ایسے ہی دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں وہیں عباس کو دنیا کی ہر آسائش میسر تھی۔ ذاکر میاں کی وفات پر عباس کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اس دولت کی خاطر اس نے قابل انسان کو رشوت اور سفارش کے ذریعے سے مشکلات بھری زندگی میں دھکیل دیا۔ عباس اپنے گناہ کی معافی مانگتا ہے اور اپنی ساری دولت مختلف تعلیمی اور فلاحی اداروں کو عطیہ کر دیتا ہے۔

"عباس صاحب نے اپنے وکیل کو اپنی وصیت لکھوائی، جس کی رو سے ان کا تمام روپیہ پیسہ اور جائیداد ملک کے مختلف تعلیمی اور فلاحی اداروں کو عطیہ کر دیا گیا۔"(۹۰)

ہمارے معاشرے میں ملازمین کے ساتھ اکثر جو سلوک بھرتا جاتا ہے وہ قابل افسوس ہوتا ہے۔ غربت کے ہاتھوں مجبور اور مفلس ان افراد پر ظلم و ستم کی داستان آئے دن میڈیا پر بھی دکھائی دیتی ہیں لیکن یہ

تو کچھ واقعات ہوتے ہیں جو منظر عام پر آتے ہیں۔ گھر کے ملازمین کے ساتھ مالکان کا رویہ حقارت انگیز ہوتا ہے اُن کے ساتھ سخت لہجہ اپنایا جاتا ہے۔ جھڑکنا روز کا معمول ہوتا ہے۔ جو اخلاقی پہلو کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کے بھی منافی ہے۔ بچوں کی اخلاقی تربیت کی غرض سے رسالہ "تعلیم و تربیت" کے نومبر ۲۰۲۰ء کے شمارے میں "غریب کی کیا زندگی" کے عنوان سے مختصر کہانی شائع ہوئی جس میں بچوں کو گھریلو ملازمین کے ساتھ اچھا برتاؤ اور اُن کے حقوق کا خیال رکھنے کا درس دیا گیا ہے۔ کہانی میں ایک عورت گھر کی ملازمہ کو مارتی پیٹتی ہے اُس پر ظلم کرتی ہے۔ ایک روز اس کی اپنی بیٹی سے گل دان ٹوٹ جاتا ہے لیکن اُس کی بیٹی فاطمہ اس کا الزام ملازمہ پر لگا دیتی ہے یہ خاتون ملازمہ کو تھپڑ مارتی ہے۔ ملازمہ روتی ہے کہ وہ بے قصور ہے لیکن یہ بے رحم خاتون اُس پر ظلم ڈھائے جاتی ہے اُس کی ایک نہیں سنتی۔ دوسرے روز فاطمہ ملازمہ پر چوری کا الزام لگا دیتی ہے۔ جس پر خاتون ملازمہ پر اتنا ظلم ڈھاتی ہے کہ وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے:

> "بیگم صاحبہ نے ثناء کو دھکا دیا اور ثناء چارپائی سے ٹکرا گئی۔ سر سے خون بہنے لگا۔ دماغ کی رگ پھٹ گئی اور وہ دنیا سے چلی گئی۔"(۹۱)

رسالہ "تعلیم و تربیت" کے نومبر ۲۰۱۹ء کے شمارے میں "شوربا اور بوٹی" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک غریب نادر شخص مجبوری میں ایک نواب علیم خان کے کھیتوں میں چھ ہزار ماہانہ پر نوکری کرتا ہے۔ نواب غریب شخص پر ظلم کی انتہا کر دیتا ہے۔ جس پر غریب شخص کا بیٹا اپنے والد کی حالت دیکھ کر بہت افسردہ ہوتا ہے۔

> "میں نے کئی بار اپنے ابو کو کھیتوں میں، گاؤں کے نواب سے گالیاں کھاتے اور سخت سست برداشت کرتے دیکھا۔ نواب معمولی معمولی باتوں پر میرے ابو کو دھکے دیتا اور لاتوں اور گھونسوں کی بارش کرتا۔"(۹۲)

وقت گزرنے کے ساتھ غریب مزدور کا بیٹا گورنمنٹ سکول سے اے گریڈ کے ساتھ میٹرک کرتا ہے جبکہ نواب کا بیٹا پرائیویٹ سکول میں پڑھنے کے باوجود فیل ہو جاتا ہے۔

ک۔ فرض شناسی اور احساس ذمہ داری:

فرض شناسی اور احساس ذمہ داری کا خیال رکھنا کسی بھی شخص کے مستقل مزاج ہونے کی نشانی ہے۔ فرض شناسی اور احساس ذمہ داری ایسے الفاظ ہیں جس میں کسی بھی فرد کی شخصیت کی جھلک نظر آتی ہے۔ ایک معاشرے میں رہتے ہوئے انسان پر کچھ ذمہ داریاں اور فرائض عائد ہوتے ہیں جن کا احساس کرتے ہوئے اُن کی انجام دہی میں لگے رہنا ایک ثابت قدم شخص کی علامت ہے۔ ڈاکٹر اظہر وحید کے بقول:

"یہ کائنات اور اس کائنات کے اندر انسان کی زندگی کا دارومدار اُس کے ذمے فرائض کی خوش اسلوبی سے ادائیگی پر موقوف ہے۔"(۹۳)

فرائض کی ادائیگی دوسروں کے حقوق کی پاسداری کا باعث ہوتی ہے۔ تمام شعبہ ہائے زندگی میں دوسروں کے حقوق کی پاسداری اعلیٰ اخلاق وصف ہے۔ زندگی کے تمام شعبہ جات میں فرض شناسی اور احساس ذمہ داری کا اہم کردار ہے۔ اعلیٰ یا معمولی کسی بھی منصب پر فائز اشخاص اگر اپنے متعلقہ معاملات میں ٹال مٹول کریں تو اس سے معاشرے میں بدگمانی پھیلتی چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بچوں میں احساس ذمہ داری اور فرض شناسی کا شعور پیدا کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا ان کی تعلیم اور ان کی خوراک کا خیال رکھنا ہے۔

بچے میں مثبت اور منفی رویے ابھارنے میں گھر کی تربیت کے ساتھ ساتھ ماحول، سکول، بچے کے دوست اہم کردار ادا کرتے ہیں اس لیے والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچوں کی ہر چیز پر نظر رکھتے ہوئے انھیں اچھے اور برے کا فرق واضح کریں۔ آج معاشرے میں لوگوں کے اندر فرض شناسی کا احساس کم ہوتا جارہا ہے۔ اکثر لوگ غیر ذمہ داری اور بے پرواہی کا مظاہرہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ بچپن کی عادات بڑے ہونے تک پختہ ہوتی چلی جاتی ہیں۔ ابتدا سے ہی اگر بچوں کو احساس ذمہ داری کی عادت ڈالی جائے تو وہ بلوغت کے بعد ایک ذمہ دار شہری بن کر لوگوں کی خدمت کریں گے کبھی اپنے کام اور محنت سے جی نہیں چرائیں گے۔ فرض شناسی اور احساس ذمہ داری کی بدولت وقت کی پابندی بچوں کی عادت میں شامل ہو جائے گی اور یہی عادت کامیابی کا سبب ہوتی ہے۔ بچوں میں فرض شناسی اور احساس ذمہ داری کا رویہ ابھارنے کی غرض سے رسالہ "تعلیم وتربیت" میں بہت سی کہانی شائع ہوئیں۔

رسالے کے مارچ ۲۰۱۲ء کے شمارے میں "ذرا سوچیے" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں نصرت صاحب کا کردار ایک ایماندار اور فرض شناس افسر کا دکھایا گیا ہے جو اپنے بچے کی سخت طبیعت خراب ہونے کے باوجود آفس میں جاتے ہیں تاکہ کسی ضرورت مند اور حق دار کا کام نہ رک جائے۔

"وہ ایک فرض شناس اہل کار تھے۔ انھیں علم تھا کہ ان کے پاس دو چار افراد کی فائلیں پڑی ہیں وہ اگر نہ گئے تو آنے والے کسی سائل کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اور ایسا کوئی ستم وہ اپنی ذات کے حوالے سے کرنے کے عادی نہ تھے۔"(۹۴)

رسالے کے ستمبر ۲۰۱۴ء کے شمارے میں "اصول کی پاسداری" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں ایک ڈی۔ای۔جی کا بیٹا ارسلان ٹریفک کے اصولوں کے خلاف ورزی کرتا ہوا آگے بڑھتا ہے جس پر ٹریفک وارڈن اُسے روک کر چالان کاٹتا ہے وہ اُسے اپنے والد کے حوالے سے بتاتا ہے لیکن وارڈن اپنے فرائض اور ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے اُس کی ایک نہیں سنتا۔ جب ارسلان اپنے والد کو بتاتا کہ تو ڈی۔ای۔جی کہتا ہے:

"وارڈن نے میری کوئی توہین نہیں بلکہ اس کا جو فرض تھا اس نے وہ فرض نبھایا۔ وہ محب وطن انسان ہے۔ میں اس وارڈن کو سلام پیش کرتا ہوں جس نے کسی سفارش کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے فرض شناسی کا ثبوت دیا ہے۔"(۹۵)

ستمبر ۲۰۱۹ء کے شمارے میں "ایک لاکھ روپے" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں خیر دین نامی شخص جو غریب اور نادر ہے وہ اپنی بیٹی کی شادی کے لیے رقم جمع کرتا ہے جو چوری ہو جاتی ہے۔ علاقے کے کونسلر کو جب علم ہوتا ہے وہ اپنا فرض اور ذمہ داری سمجھتے ہوئے خیر دین کے گھر چلا آتا ہے اور اُسے ایک لاکھ روپے بیٹی کی شادی کے لیے دیتا ہے جس سے اس غریب آدمی کی مدد ہو جاتی ہے۔ کونسلر خیر دین کو مخاطب کرکے کہتا ہے:

"اس میں ایک لاکھ روپے ہیں۔ تم غریب آدمی ہو۔ اس علاقے کے غریبوں کا خیال رکھنا میری ذمہ داری ہے۔ یہ رقم تمہاری بیٹی کی شادی میں کام آئے گی۔"(۹۶)

بچے اپنے بڑوں کو دیکھ کر سیکھتے ہیں۔ بچوں میں احساس ذمہ داری اور فرض شناسی پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ والدین خود احساس ذمہ دار اور فرض شناس ہوں۔ اُن کے بڑوں کا کردار اور شخصیت اُن کے لیے مثالی ہو۔ رسالہ "تعلیم وتربیت" کے جون ۲۰۱۷ء کے شمارے میں "پھر یوں ہوا" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں سلطان نامی آدمی اپنے لڑکپن میں اپنے دوست ارسلان کے لیے مشکل کا باعث بنتا ہے۔ سلطان اپنے دوست ارسلان کا جوتا ایک دکان کی چھت پر پھینک دیتا ہے جب ارسلان لینے جاتا ہے تو یہ اُس کی تصویریں بنالیتا ہے جو دکان دار کو بھی ارسال کر دیتا ہے۔ کچھ دن بعد دکان پر چوری ہو جاتی ہے۔ جس کا الزام ارسلان پر لگا دیا جاتا ہے۔ وقت گزرتا ہے۔ سلطان ایک روز اپنی زمین کے مسئلے کے سلسلے میں افسر کے پاس جاتا ہے۔ افسر ارسلان ہی ہوتا ہے جو اپنے فرائض ایمانداری کے ساتھ سر انجام دیتا ہے اور سلطان سے کہتا ہے: "انصاف سے کام لیا جائے گا۔ جس کا جو حق ہو گا اسے ضرور ملے گا۔"(۹۷)

ارسلان اپنے ساتھ ہوئے واقعے کو بھلا کر اپنا فرض ایمانداری کے ساتھ پورا کرتا ہے جس کی وجہ سے زمین کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اس دنیا میں ہر شخص ایک دوسرے کے تعاون اور مدد کا محتاج ہے۔ انسانیت کی بنیاد آپسی تعاون پر برقرار ہے۔ اگر ایک شخص بھوکا ہے تو دوسرے کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اُسے کھانا کھلائے اگر ایک بیماری کی حالت میں ہے تو دوسرا شخص اُس کی عیادت کرے۔ اگر ایک شخص کسی مشکل میں مبتلا ہے تو دوسرا اُس کی دشوار حل کرنے کی کوشش کرے۔

رسالہ "تعلیم وتربیت" کے مارچ ۲۰۱۰ء کے شمارے میں بچوں کے اندر احساس ذمہ داری اور فرض شناسی بیدار کرنے کی غرض سے "کوٹھی نمبر ۲۰۶" کے عنوان سے کہانی شائع ہوئی جس میں شیرین امیر الدین کا کردار ایک رئیس خاتون کا ہے جو ایک فلاحی ادارہ چلاتی ہے مگر اُسے اپنے پڑوس میں رہنے والی غریب خاتون کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ غریب خاتون سبزی فروخت کر کے گھر کا خرچ چلاتی ہے۔ ایک روز سبزی فروخت کرتے بازار میں ہی مر جاتی ہے۔ شیرین اس بوڑھی عورت کو اکثر سبزی فروخت کرتے دیکھ کر اس سے ملنے کا ارادہ کرتی ہے لیکن میڈیا کی عدم دستیابی کی وجہ سے نہیں ملتی۔ ایک دن شیرین ہفت روزہ میگزین کا نمائندہ اور فوٹو گرافر لے کر بوڑھی عورت سے ملنے جاتی ہے جہاں جا کر اُسے معلوم ہوتا ہے کہ عورت مر چکی ہے اور اتفاق سے یہ بوڑھی عورت اس کی ہمسائی تھی۔ شیرین کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ وہ گھر پہنچ کر غریب گھرانے کی طرف چل دیتی ہے۔

> ”آج اس بوڑھی عورت کے ساتھ وہ دکھاوے والی شیرین مر گئی تھی۔ بڑھیا کے سبزی والے تھڑے کے پاس نئی شیرین وجود میں آئی تھی جسے اب آخری سانسوں تک غریبوں کے لیے ہی سب کچھ کرنا تھا۔ تاکہ جو دیر ہوگئی تھی اُس کا کفارہ ادا ہو سکے۔ آغاز اس بزرگ عورت کے خاندان کو اپنی کفالت میں لے کر کرنا تھا۔“[۹۸]

بچوں کی ابتدائی عمر کے سال بہت اہم ہوتے ہیں جس میں انھیں مثبت ماحول فراہم کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے ابتدا میں گھر کا ماحول بالخصوص والدین کا ذاتی عمل بچوں کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے بقول ڈاکٹر عرفان شہزاد:

> "کسی کام کے لیے بچوں کو ترغیب دینے کے لیے اپنے ماحول اور اپنے ذاتی عمل کو بنیاد بنانا درست طرز عمل ہے بچے جو آپ کے عمل اور عملی رویے سے سیکھتے ہیں وہ باتوں سے نہیں سیکھتے"[۹۹]

جو بات بچوں کو والدین آسانی سے نہیں سمجھا سکتے وہ باتیں بچے چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ذریعے سے آسانی سے سمجھ جاتے ہیں۔ جس سے بچے تفریح کے ساتھ ساتھ اخلاقی درس بھی حاصل کرتے ہیں۔ رسائل کا مقصد بچوں کی مثبت تربیت کرنا ہے۔ رسائل میں ایسے موضوعات رقمطراز کیے جاتے ہیں جس کے ذریعے سے بچوں کو معاشرے میں درپیش مشکل حالات سے بچایا جاسکے اور ہر حالت کا مقابلہ کرنے کے لیے انھیں تیار کیا جاسکے۔

آج کے دور میں سوشل میڈیا لوگوں کی زندگیوں میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔ بچے اپنے والدین کی نسبت سوشل میڈیا سے زیادہ دسیکھتے ہیں۔ کیونکہ آج کے مصروف دور میں والدین اپنے بچوں کو اتنا وقت نہیں دے پاتے جس کی وجہ سے بچے زیادہ سوشل میڈیا کا استعمال کرتے نظر آتے ہیں۔ اس نازک حالات میں بچوں کو مطالعے کی طرف راغب کرنا ضروری ہے۔ بچوں کو ایسے پلیٹ فارم کی طرف متوجہ کرنا ہے جہاں اُن کو صرف تعمیری مواد حاصل ہو۔ بچوں کے اندر مطالعے کا شوق پیدا ہو۔ ایسے میں رسائل اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ رسائل میں ایسے مواد کی دستیابی ضروری ہے جو بچوں کو مطالعہ کی طرف مائل کرنے کے ساتھ ساتھ بچوں کی اخلاقی، ذہنی، کرداری تعمیر وترقی میں معاون ثابت ہو سکے۔

لاہور سے "تعلیم و تربیت" ایک لمبی مدت سے چھپ رہا ہے۔ جس میں کئی مصنفین نے اپنے فرائض انجام دیئے ہیں۔

بچوں کا ادب کارٹونز، تاریخی کتب، طلسماتی کہانیوں، تصویر، مافوق الفطرت کرداروں، سوانح، آپ بیتی، معلوماتی اور سائنسی کتب وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ادب نہ صرف بچوں کے لیے تفریح کا سامان مہیا کرتا ہے بلکہ انھیں ماضی، حال اور مستقبل کے زمانوں سے روشناس کرواتا ہے۔ بچپن کا دور مختصر ہوتا ہے اس لیے اس دور میں نایاب ادب بچوں کو مہیا کرنا چاہیے۔ اس وقت بچے کچے ذہن کے مالک ہوتے ہیں اور وہ جلد مثبت اور منفی اثرات کو قبول کر لیتے ہیں۔ ادب ایسا ہو جو شخصیت سازی میں معاون ثابت ہو۔

ماہنامہ "تعلیم و تربیت" میں متعدد موضوعات پر بچوں کے لیے قلم اٹھایا گیا۔ ان گنت موضوعات میں بچوں کی اخلاقی، معاشی، معاشرتی، نظریاتی، ملکی، ذاتی، تعلیمی اور سماجی مسائل پر اصلاح کی گئی۔ رسالے میں سال بھر میں ہر ایک مہینے کی خصوصیات کو بھی موضوع بحث بنایا جاتا ہے جیسا کہ مارچ میں قرارداد مقاصد، اپریل میں موسم بہار، مئی میں مزدور ڈے، اگست میں جشن آزادی وغیرہ۔

ماہنامہ "تعلیم وتربیت" نے قیام پاکستان سے پہلے بچوں کے لیے ادب فراہم کرنے کا آغاز کیا اور حسب روایت اپنی لگن اور جدوجہد میں کمی نہیں ہونے دی۔ ماہنامہ "تعلیم وتربیت" نے مختلف انداز میں تربیت اطفال میں اپنا کردار ادا کیا۔ نظم ہو یا نثر اپنے قلم کے ذریعے سے بچوں کی اخلاق و کردار کو سنوارنے کی کوشش کی ہے۔

گ۔ ماحصل

اخلاق خلق کی جمع ہے جس کے معنی پختہ عادت کے ہیں۔ تربیت کے معنی نشو ونما پانے، مہذب بنانے یا تعلیم دینے کے ہیں۔ اچھا اخلاق کسی بھی معاشرے کی بقا کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔ انسان کو باقی تمام مخلوقات سے ممتاز کرنے والی چیز اُس کا اچھا اخلاق ہے۔ جس معاشرے میں اخلاق کی کمی ہو وہ معاشرہ کبھی بھی مہذب نہیں بن سکتا۔ اس معاشرے میں کبھی بھی مساوات، اخوت، عدل وانصاف، احسان، ہمدردی، ایثار وغیرہ جیسے اعلیٰ اخلاقی اوصاف کو پروان نہیں چڑھایا جاسکتا ہے۔ اگر معاشرہ تربیت یافتہ ہو تو ایک صحت مند قوم اُبھر کر سامنے آتی ہے۔ جب تک انسان میں اخلاقی حسن قائم رہتا ہے وہ اپنے فرائض خوش دلی سے ادا کرتا ہے۔ اگر یہ جذبہ ختم ہو جائے تو معاشرہ وحشی ہو جاتا ہے۔ فسادات عام ہو جاتے ہیں۔

بچے قدرتی طور پر متجسس فطرت کے حامل ہوتے ہیں جس کے باعث مہم جوئی اور مافوق الفطرت واقعات پر مبنی ایسی کہانیوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں جن میں وہ اپنے پسندیدہ کرداروں کے ذریعے سے خود کو اس سے ہم آہنگ کر کے ایک نئی دنیا کی سیر کر سکیں۔ اس طرح بچوں میں تخلیقی صلاحیتیں ابھرتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ روزمرہ زندگی میں مثبت رویے اپنانے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ بچے غیر شعوری طور پر کہانیوں کے کرداروں سے کئی ایک کو خود سے مماثلت دینے لگتے ہیں اس طرح کہانیوں کے زریعے سے بچوں کے کردار کی تعمیر ممکن ہوتی ہے۔

بچے معاشرے میں ایک معمار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر بچوں کی ابتدائی عمر میں ہی اخلاقی تربیت کی جائے تو وہ آنے والے وقت میں مہذب شہری بن کر ابھریں گے اور ان سے ملک اور قوم کی ترقی کی امید لگائی جاسکے گی۔ بچپن میں ہی اگر بچوں کی دینی اور اخلاقی تربیت کی جائے تو مستقبل میں بھی وہ اس پر عمل پیرا رہیں گے۔ بچپن کی عادات بڑے ہونے تک پختہ ہو جاتی ہیں اس لیے بچوں کی تربیت کے دوران چھوٹی سی چھوٹی غفلت بھی پریشانی کا باعث بن سکتی ہے۔ بچے ہمارا آنے والا کل ہیں۔ اس لیے ان کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں۔ بچوں کی طرح ان کا ادب بھی اہمیت کا حامل ہے۔ ادب کے ذریعے نا صرف بچے تفریح اور مسرت حاصل کرتے ہیں بلکہ ادب بچوں کے کردار کی تعمیر میں بھی نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔

اللہ تعالی نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ان میں بچے سب سے بڑی نعمت ہیں بچے نسل انسانی کا تسلسل ہیں۔ بچوں کی مناسب تربیت کے لیے ان کی بنیادی اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ تحفہ جس

قدر بڑا اور جتنی بڑی ہستی کی طرف سے عطا کردہ ہوتا ہے اس کی اتنی ہی زیادہ قدر کی جاتی ہے بچے رب کائنات کی طرف سے والدین کے لئے ایک تحفہ ہوتے ہیں جن کی دیکھ بھال اور تعلیم وتربیت کو معمولی کام نہیں سمجھنا چاہیے۔ بچے کی تربیت کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہمیں نہ صرف بچوں کو دنیاوی سربلندی کے لئے تیار کرنا ہے بلکہ ان کے اخلاق اور کردار کو اس طرح آراستہ کرنا ہے کہ وہ آخرت میں بھی سربلند رہیں۔

بچے جس طرح اہمیت کے حامل ہیں اس طرح ان کا ادب بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بچوں کا ادب نہ صرف بچوں میں تجسس اور خوشی کی لہر پیدا کرتا ہے بلکہ بچوں کے اخلاقی اقدار پر بھی اثر مرتب کرتا ہے۔ بچوں کی کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ایسا ادب جو مختلف عمر کے بچوں کی نفسیات ان کی ضروریات، دلچسپی اور ان کے عقل وسمجھ کو مدنظر رکھ کر تخلیق کیا جائے ادب اطفال ہے۔

اردو میں ادب اطفال کا آغاز درسی کتب سے ہوا۔ یہ درسی کتب بچوں کی تعلیم وتربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھی جاتی تھیں۔ تقریباً انیسویں صدی کے وسط تک مدارس ہندوستان میں تعلیم وتربیت کے مراکز رہے جن میں یہ درسی کتب پڑھائی جاتی تھیں۔

آزادی سے پہلے ہندوستان میں جن لوگوں نے بچوں کے لیے لکھا اُن میں میر تقی میر، نظیر اکبر آبادی، انشاء اللہ خان انشا، مرزا غالب، محمد حسین آزاد، ڈپٹی نذیر احمد، الطاف حسین حالی، اسماعیل میرٹھی، اکبر الہ آبادی، علامہ اقبال، پریم چند، تلوک چند، حسن نظامی، حفیظ جالندھری، اختر شیرانی وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں جہاں دیگر اصناف ادب میں کام ہوا وہیں بچوں کے ادب کی بھی نئی راہیں ہموار ہوئیں۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کی غرض سے مختلف رسائل جاری ہوئے جن میں ڈرامے، کہانیاں، شاعری، سائنسی معلومات وغیرہ کو شامل کیا گیا۔ تقسیم برصغیر کے بعد پاکستان میں ادب اطفال کا قیام انہی رسالوں کا مرہون منت ہے۔ قیام پاکستان کے بعد لکھنے والوں میں امتیاز علی تاج، حجاب امتیاز علی، مرزا ادیب، کشور ناہید، عصمت چغتائی، خدیجہ مستور، قرۃ العین حیدر، نذیر اجنالوی، احمد ندیم قاسمی، ثاقبہ رحیم الدین، مسعود احمد برکاتی، عبدالرشید فاروقی، شوکت تھانوی، غلام عباس، ابن انشا وغیرہ سرفہرست ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد بہت سے اداروں نے بھی بچوں کے ادب کی طرف توجہ دی۔ جن میں اقبال اکادمی، پاکستان سائنٹیفیک سوسائٹی، ترقی اردو بورڈ، ہمدرد فاؤنڈیشن، نیشنل بک فاؤنڈیشن، پاکستان چلڈرن اکیڈمی، اکادمی ادبیات پاکستان، مقتدرہ قومی زبان، چلڈرن لائبریری کمپلیکس شامل ہیں۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کی غرض سے فیروز سنز لمیٹڈ کے زیر اہتمام رسالہ تعلیم وتربیت کا آغاز ۱۹۴۱ء میں ہوا۔ فیروز سنز کا شمار پاکستان کے قدیم اشاعتی اداروں میں ہوتا ہے۔ اس ادارے کی بنیاد مولوی فیروز الدین نے ۱۸۹۴ء میں رکھی۔ مولوی فیروز الدین کا شمار اپنے وقت کے سب سے ممتاز علماء میں ہوتا تھا۔ انھوں نے قرآن کا فارسی اور اردو میں ترجمہ کیا۔ رسالہ تعلیم وتربیت ۱۹۴۱ء میں مولوی فیروز الدین کے بیٹے ڈاکٹر عبدالوحید خان کی سرپرستی میں جاری ہوا۔ ڈاکٹر عبدالوحید خان اس کے مدیر رہے۔ رسالہ تعلیم وتربیت بچوں کے ادبی رسائل میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ رسالے میں موجود مواد کے ذریعے سے بچوں کی اخلاقی، ذہنی، دینی تربیت کی جاتی ہے۔ اس کا مواد سائنسی، معلوماتی تربیت، اخلاقی اور تفریح تحریروں کے منحصر ہے۔

مجوزہ مقالے کے باب دوم میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رسالہ تعلیم وتربیت میں موجود تربیتی عناصر کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اسلام توحیدی مذہب ہے جو الہامی کتاب قرآن مجید کی تعلیمات پر قائم ہے۔ جب جب انسانوں کو ہدایت کی ضرورت ہوئی اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے کسی بندے کو اپنا نبی مقرر کیا۔ نبوت کا سلسلہ نبیؐ پر آکر ختم ہوا۔ آپؐ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مکمل ہدایات قرآن کی صورت میں نازل فرمائی۔ اسلامی تعلیمات کی بنیاد قرآن کریم اور نبیؐ کے ارشادات اور سیرت نبویؐ ہے۔ اسلام نے اخلاق حسنہ پر زور دیا ہے۔ بچوں کی اخلاقی تربیت میں جہاں والدین اور اُن کے اردگرد کا ماحول اثر انداز ہوتا ہے وہیں بچوں کا ادب بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچوں کی دلچسپی کو مد نظر رکھتے ہوئے ویسا ادب تخلیق کرنے کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے جو نہ صرف بچوں کو لطف اندوز کرے بلکہ اس کے ذریعے سے بچوں کی تربیت بھی ممکن ہو۔ ادب کے زریعے سے بچوں کے اندر قومی وملی جذبہ، بھائی چارہ، ہمدردی، رحم دلی، اخوت، محبت، انکساری، عزت واحترام وغیرہ جیسی اعلیٰ خصوصیات کو ابھارا جاسکتا ہے۔ جہاں اسلام نے اخلاقی تربیت پر زور دیا ہے وہیں ماہرین نفسیات اور مفکرین تعلیم نے بھی بچوں کی ابتدائی عمر میں ہی اخلاقی تربیت پر زور دیا ہے۔

مجوزہ مقالے کے باب سوم "تعلیم وتربیت میں اخلاقی نشوونما کے عناصر کا تجزیاتی مطالعہ" میں کوہلبرگ کی تھیوری "اخلاقی نشوونما" کو مد نظر رکھتے ہوئے مختلف ماہرین نفسیات اور مفکرین تعلیم کی آراء کی روشنی میں رسالے میں اخلاقی عناصر کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ کوہلبرگ نے اپنی تھیوری میں بچوں کی نشوونما کے تین مراحل بیان کیے ہیں جن میں سب سے پہلے مرحلے میں بتایا کہ بچے میں سزا اور جزا کا تصور ابھرنا ہے اس کے ساتھ یہی بتایا کہ بچہ اس مرحلے میں اپنے مفاد کے بارے میں سوچتا ہے لیکن آہستہ آہستہ جب اخلاقی نشوونما ہوتی ہے۔ تو بچہ معاشرتی قوانین اور حقوق وفرائض کی ادائیگی کو ضروری جانتا ہے۔ اپنے ذاتی مفاد سے نکلتا ہے

حقوق و فرائض، قوانین کی پاسداری، عدل وانصاف کی نشوونما ہوتی ہے۔ بچے میں صرف ذاتی، علاقائی، ملکی یا ملی اخلاقی شعور ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ عالمگیر اخلاقیات کی نشوونما ہوتی ہے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے رسالہ "تعلیم وتربیت" نمایاں حیثیت رکھتا ہے جس کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ماہنامہ تعلیم وتربیت نے ادب کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ۱۹۴۱ء سے لے کر اب تک اپنی نظم ونثر کے ذریعے سے بچوں میں ایک سچا مسلمان، محب وطن، باادب اور فرمانبردار، ملک کی تعمیر وترقی میں حصہ لینے کے مثبت رجحانات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

ل۔ تحقیقی نتائج:

اس تحقیق کے درج ذیل نتائج سامنے آئے ہیں۔

ا۔ اسلام نے اخلاق حسنہ پر زور دیا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اخلاق حسنہ کی عمدہ مثال ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جس کے قیام کا مقصد و نظریہ اسلام ہے۔ بحثیت مسلمان بچے کی تربیت کرتے وقت اسلامی اصولوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ رسالہ تعلیم وتربیت میں اسلامی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کہانیاں مضامین اور نظمیں شائع کی گئی ہیں جس کے ذریعے سے بچوں کی مناسب تعلیم وتربیت ممکن ہے۔ رسالے میں بیشتر جگہ پر بچوں کی تربیت کی غرض سے قرآن و حدیث کے حوالوں کو شامل کیا گیا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی حیات مبارکہ سے مثالیں دی گئی ہیں۔

۲۔ لارنس کوہلبرگ نے "اخلاقی نشوونما کا نظریہ" پیش کیا جس میں اس نے بچوں کی تربیت کو مختلف مراحل میں بیان کیا ہے اس کے پہلے مرحلے میں سزا اور جزا دوسرے میں حقوق و فرائض اور قوانین کی پاسداری اور تیسرے میں عالمگیر اخلاقیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ رسالے میں حقوق و فرائض کو جاننے، قوانین کی پاسداری اور سزا و جزا کے تصور کے حوالے سے بیشتر کہانیاں شائع کی گئی ہیں۔

۳۔ آج سائنس کا زمانہ ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ رسائل میں بچوں کی تخلیاتی کہانیوں کے ساتھ ساتھ سائنسی کہانیاں بھی شامل کی جائیں۔ رسالہ تعلیم وتربیت میں مختصر سائنسی معلومات تو فراہم کی جاتی ہے مگر بچوں کی سائنسی کہانیاں کم ہی نظر آتی ہیں۔

۴۔ بچے رنگین تصویروں کو پسند کرتے ہیں۔ تصویروں کو دیکھ کر کہانیاں دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ تعلیم و تربیت میں مزید رنگین تصویریں شامل کی جانی چاہیے جس بچوں کے اندر مطالعے کا مزید شوق پیدا ہو وہ دلچسپی سے پڑھیں۔

م۔ سفارشات:

اس تحقیقی کام اور نتائج کی روشنی میں حسبِ ذیل سفارشات کی جاتی ہیں۔

ا۔ رسالہ تعلیم و تربیت پر حُب الوطنی کے حوالے سے تحقیقی کام کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ رسالہ تعلیم و تربیت میں تاریخی عناصر موضوع تحقیق ہو سکتے ہیں۔

۳۔ بچوں کی نفسیاتی تربیت پر بھی تحقیق کی جاسکتی ہے۔

۴۔ بچوں کے بین الاقوامی ادب جیسے انگریزی، فارسی ادب وغیرہ بھی تحقیق کا موضوع بن سکتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ محمد اکرام خان، مفکرین تعلیم وتربیت، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، ۲۰۱۱ء، ص ۹۰

۲۔ علی اکمل تصور، لازوال رشتہ، (کہانی)، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۱ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵

۳۔ سائرہ غفار، گولو گرین، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱، مئی ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۵

۴۔ ایضاً، ۲۷

۵۔ نیر رانی شفق، ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۶، نومبر ۲۰۱۳ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۰

۶۔ محمد ذیشان، ہمدرد، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۳، جولائی ۲۰۱۹ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۹

۷۔ ظہیر اسلام، نبی کریمؐ کی شفقت کا اثر، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۶، اکتوبر ۲۰۱۴ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۵

۸۔ خالد یار خان، تاریخ تعلیم، اردو اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۴۰

۹۔ حمیرا تبسم، احمد کی نیکی، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۲، جون ۲۰۱۸ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۴

۱۰۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۷۸

۱۱۔ سعید لخت، گگو میاں، (کہانی)، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۸ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶۳

۱۲۔ میمونہ، انعام، (کہانی)، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۳، جولائی ۲۰۱۴ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۸

۱۳۔ خالد یار خان، تاریخ تعلیم، اردو اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۳۶

۱۴۔ مبشرہ شاہد، گل دان کس نے توڑا، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۸

۱۵۔ ظہیر اسلام، اداریہ، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۶، اکتوبر ۲۰۱۴ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱

۱۶۔ ایضاً

۱۷۔ افضل حسین، فن تعلیم وتربیت، اسلامک پبلیکشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۵۰۸

۱۸۔ محمد زبیر ارشد، باجی، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۳، جولائی ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۹

۱۹۔ جاذب محمود، سچ کا انعام، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۹ء، ، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۰

۲۰۔ محمد زبیر ارشد، دوسری شرط،(کہانی)، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۲ء،، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۳

۲۱۔ حنیف ادیب، خواجہ، ہمیشہ سچ بولو، (نظم) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۷ء،، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۳

۲۲۔ محمد اکرام خان، مفکرین تعلیم، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، ۲۰۱۱ء، ص ۴۷

۲۳۔ علی اکمل تصور، احسان، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۸، دسمبر ۲۰۱۰ء،، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ کامران اللہ ختک، مدد (کہانی) مطبوعہ: تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۲ء،، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۹

۲۶۔ دل نواز خان، احسان، (کہانی)، مطبوعہ: تعلیم و تربیت، شمارہ ۴، اگست ۲۰۱۱ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۵

۲۷۔ عزا صدیقی، احسان کا بدلہ، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۲، اپریل ۲۰۱۸ء، ، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۰

۲۸۔ محمد یونس مسرت، دو انڈوں کی قیمت، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۳ء،، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۶

۲۹۔ القرآن، آل عمران، ۳:۱۳۴

۳۰۔ محمد فاروق دانش، نصیب، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۳، جولائی ۲۰۱۳ء، ، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۲

۳۱۔ محمد فاروق دانش، ایک انڈا ایک نوالہ، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۶، اکتوبر ۲۰۱۵ء،، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۸

۳۲۔ علی اکمل تصور، کم ظرف، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۲، جون ۲۰۱۱ء،، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۷

۳۳۔ رئیس احمد جعفری (مترجم)، فلسفہ تعلیم و تربیت، صفا شریعت کالج، یوپی، ۲۰۰۴ء، ص ۸۱

۳۴۔ جدون ادیب، پرانا چیک (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۴ء،، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶

۳۵۔ وقار محسن، جل پری، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۱ء،، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۳

۳۶۔ نسرین سبزواری، ٹائم مشین، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۱، مئی ۲۰۱۶ء، ، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۴

۳۷۔ خلیل جبار، مہربان، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم و تربیت، شمارہ ۳، جولائی ۲۰۱۲ء،، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۹

۳۸۔ علی اکمل تصور، محبت کی کھیتی گلاب جیسی، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۸، دسمبر ۲۰۱۶ءء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۷

۳۹۔ رئیس احمد جعفری، مترجم، فلسفہ تعلیم وتربیت، صفا شریعت کالج، یوپی، ۲۰۰۴ء، ص ۸۷

۴۰۔ مہک ہاشمی، اچھا اخلاق، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۷ءء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶۷

۴۱۔ علی اکمل تصور، شکا بل، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۹، جنوری ۲۰۱۷ءء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۷

۴۲۔ رئیس احمد جعفری (مترجم)، فلسفہ تعلیم وتربیت، صفا شریعت کالج، یوپی، ۲۰۰۴ء، ص ۸۱

۴۳۔ عمارہ بنت عبد القدوس، اخلاق کی دولت، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۲، جون ۲۰۱۷ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۰

۴۴۔ علی اکمل تصور، بدلہ، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۲، اپریل ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶۶

۴۵۔ علی اکمل تصور، مہک، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱، مئی ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶

۴۶۔ رئیس احمد جعفری (مترجم)، فلسفہ تعلیم وتربیت، صفا شریعت کالج، یوپی، ۲۰۰۴ء، ص ۸۰

۴۷۔ علی اکمل تصور، سلوک، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۱

۴۸۔ دل نواز خان، محبت کا جواب، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۱ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۹

۴۹۔ محمد شاہد، رانا، یہ ہیں ہمارے اقبال، (مضمون) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۲، اپریل ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۲

۵۰۔ القرآن، المائدہ، ۵:۲

۵۱۔ محمد یوسف اصلاحی، آداب زندگی، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۰ء، ص ۲۳۶

۵۲۔ علی اکمل تصور، راز، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۲، اپریل ۲۰۱۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۷

۵۳۔ نذیر انبالوی، دوست ہو تو ایسا، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۲، جون ۲۰۱۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶۱

۵۴۔ محمد یوسف اصلاحی، آداب زندگی، اسلامی پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۰ء، ص ۲۳۸

۵۵۔ غلام محی الدین، رشتہ، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۶، اکتوبر ۲۰۱۱ءء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۵

۵۶۔ حفصہ فیصل، دوستی کا حق، (کہانی) مطبوعہ : ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص۴۸

۵۷۔ احمد عدنان طارق، دوستی، (کہانی) مطبوعہ : ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۴ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص۶۳

۵۸۔عشرت پروین، والد کی دکان، (کہانی) مطبوعہ : ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۲، جون ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص۵۹

۵۹۔رشید الوحیدی (مترجم)، اسلام کی اخلاقی تعلیمات، جمال پرنٹنگ پریس، دلی، ۱۹۷۳ء، ص۱۱۶

۶۰۔ محمد اکرام خان، مفکرین تعلیم، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، ۲۰۱۱ء، ص۱۶

۶۱۔ رئیس احمد جعفری (مترجم)، فلسفہ تعلیم وتربیت، صفا شریعت کالج، یوپی، ۲۰۰۴ء، ص۲۰

۶۲۔ محمد شہریار، مدد، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۱ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص۵۰

۶۳۔ محمود الرحمن، اردو میں بچوں کا ادب، نیشنل پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ، کراچی، ۱۹۷۰ء، ص۳

۶۴۔ نورالہدی، ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۳ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص۵۰

۶۵۔ احمد شیر خان، ہومیرا کام غریبوں کی حمایت کرنا، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱، اگست ۲۰۲۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص۲۷

۶۶۔ محمد ابراہیم، حقیقی خوشی، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۹ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص۲۸

۶۷۔ شاہد اقبال، حق دار، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۲، جون ۲۰۱۹ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص۲۶

۶۸۔ حسن ذکی کاظمی، رحمت کا فرشتہ، (کہانی) مطبوعہ : ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص۹

۶۹۔ افضل حسین، فن تعلیم وتربیت، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص۶۰۶

۷۰۔ خالد یار خان، تاریخ تعلیم، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص۹۶

۷۱۔ انوار آمین محمد، برائی کی موت، (کہانی) مطبوعہ : ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۲، اپریل ۲۰۱۴ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص۳۹

۷۲۔ ایضاً

۷۳۔ ثاقبہ رحیم الدین، دھماکہ، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱، مئی ۲۰۱۹ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص۶

۷۴۔ روحی اصغر، سزا، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۹
۷۵۔ ام کلثوم، ڈاکٹر، بچے کی تربیت (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ص ۵۹
۷۶۔ محمد اسحاق، تعلیم۔ایک تحریک۔ایک چیلنج، کل ہند تعلیمی تحریک، نئی دہلی، ۱۹۹۹ء، ص ۱۱۱
۷۷۔ علی اکمل تصور، کرو مہربانی تم اہل زمیں پر، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵
۷۸۔ گلاب خان سولنگی، اچھائی اور برائی، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۳، جولائی ۲۰۱۵ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۲
۷۹۔ احمد عدنان طارق، جنگل، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۲، جون ۲۰۱۳ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶۳
۸۰۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۳۳۷
۸۱۔ افضل حسین، فن تعلیم وتربیت، اسلامک پبلیکشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۶۰۷
۸۲۔ عمر فاروق، وفائے عہد، (تاریخی واقعہ) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۹ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۴
۸۳۔ ریاض عادل، سبق، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۹، جنوری ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۹۶
۸۴۔ محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، درالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۴۶۹
۸۵۔ عاطر شاہین، اُدھار، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۴، اگست ۲۰۱۶ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۳
۸۶۔ ظہیر اسلام، اداریہ، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۴ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۱
۸۷۔ رئیس احمد جعفری (مترجم)، فلسفہ تعلیم وتربیت، فضا شریعت کالج، یوپی، ۲۰۰۴ء، ص ۲۳
۸۸۔ نذیر انبالوی، حضرات ایک ضروری اعلان سنیے، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۰، فروری ۲۰۱۱ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۶۲
۸۹۔ کاشف ضیائی، بڑھیا کی بد دعا، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۴، اگست ۲۰۱۷ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۱
۹۰۔ ہارون اشرف، انسان، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۶، اکتوبر ۲۰۱۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۱
۹۱۔ زوہیب نذیر، غریب کی کیا زندگی، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۴، نومبر ۲۰۲۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۲

۹۲۔ محمد سرور، شوربا اور بوٹی، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۷، نومبر ۲۰۱۹ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۷

۹۳۔ https://www.humsub.com.pk، ۲۲ مئی ۲۰۲۲، 12:37 PM

۹۴۔ محمد فاروق دانش، ذرا سوچیے، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۲ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۸

۹۵۔ عاطر شاہین، اصول کی پاسداری، مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۴ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۱

۹۶۔ انیس احمد، سید، ایک لاکھ روپے، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۵، ستمبر ۲۰۱۹ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۴۲

۹۷۔ محمد فاروق دانش، پھر یوں ہوا کہ، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۲، جون ۲۰۱۷ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۵۹

۹۸۔ فرزانہ رباب، کوٹھی نمبر ۲۰۶، (کہانی) مطبوعہ: ماہنامہ تعلیم وتربیت، شمارہ ۱۱، مارچ ۲۰۱۰ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۷

۹۹۔ عرفان شہزاد، ڈاکٹر، اپنی شخصیت کی تلاش میں گم ہمارے بچے، ادارہ فکر جدید، لاہور، ۲۰۲۳، ص ۶۹

کتابیات

بنیادی ماخذ:

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۹، جنوری ۲۰۱۰ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۰، فروری ۲۰۱۰ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۱، مارچ ۲۰۱۰ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۲، اپریل ۲۰۱۰ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱، مئی ۲۰۱۰ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۲، جون ۲۰۱۰ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۳، جولائی ۲۰۱۰ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۴، اگست ۲۰۱۰ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۵، ستمبر ۲۰۱۰ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۶، اکتوبر ۲۰۱۰ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۷، نومبر ۲۰۱۰ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۸، دسمبر ۲۰۱۰ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۹، جنوری ۲۰۱۱ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۰، فروری ۲۰۱۱ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۱، مارچ ۲۰۱۱ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۲، اپریل ۲۰۱۱ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱، مئی ۲۰۱۱ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۲، جون ۲۰۱۱ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۳، جولائی ۲۰۱۱ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۴، اگست ۲۰۱۱ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۵، ستمبر ۲۰۱۱ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۶، اکتوبر ۲۰۱۱ء

تعلیم و تربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۷، نومبر ۲۰۱۱ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۸، دسمبر ۲۰۱۱ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۹، جنوری ۲۰۱۲ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۱۰، فروری ۲۰۱۲ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۱۱،مارچ ۲۰۱۲ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۱۲، اپریل ۲۰۱۲ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۱، مئی ۲۰۱۲ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۲،جون ۲۰۱۲ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۳،جولائی ۲۰۱۲ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۴، اگست ۲۰۱۲ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۵، ستمبر ۲۰۱۲ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۶، اکتوبر ۲۰۱۲ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)لاہور، شمارہ:۷، نومبر ۲۰۱۲ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۸، دسمبر ۲۰۱۲ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۹، جنوری ۲۰۱۳ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۱۰، فروری ۲۰۱۳ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۱۱،مارچ ۲۰۱۳ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۱۲، اپریل ۲۰۱۳ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۱، مئی ۲۰۱۳ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۲،جون ۲۰۱۳ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۳،جولائی ۲۰۱۳ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۴، اگست ۲۰۱۳ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۵، ستمبر ۲۰۱۳ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۶، اکتوبر ۲۰۱۳ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۷، نومبر ۲۰۱۳ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)،لاہور، شمارہ:۸، دسمبر ۲۰۱۳ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۹، جنوری ۲۰۱۴ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۰، فروری ۲۰۱۴ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۱، مارچ ۲۰۱۴ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۲، اپریل ۲۰۱۴ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱، مئی ۲۰۱۴ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۲، جون ۲۰۱۴ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۳، جولائی ۲۰۱۴ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۴، اگست ۲۰۱۴ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۵، ستمبر ۲۰۱۴ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۶، اکتوبر ۲۰۱۴ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۷، نومبر ۲۰۱۴ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۸، دسمبر ۲۰۱۴ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۹، جنوری ۲۰۱۵ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۰، فروری ۲۰۱۵ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۱، مارچ ۲۰۱۵ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۲، اپریل ۲۰۱۵ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱، مئی ۲۰۱۵ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۲، جون ۲۰۱۵ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۳، جولائی ۲۰۱۵ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۴، اگست ۲۰۱۵ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۵، ستمبر ۲۰۱۵ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۶، اکتوبر ۲۰۱۵ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۷، نومبر ۲۰۱۵ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۸، دسمبر ۲۰۱۵ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۹، جنوری ۲۰۱۶ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۱۰، فروری ۲۰۱۶ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۱۱، مارچ ۲۰۱۶ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۱۲، اپریل ۲۰۱۶ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۱، مئی ۲۰۱۶ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۲، جون ۲۰۱۶ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۳، جولائی ۲۰۱۶ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۴، اگست ۲۰۱۶ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۵، ستمبر ۲۰۱۶ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۶، اکتوبر ۲۰۱۶ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۷، نومبر ۲۰۱۶ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۸، دسمبر ۲۰۱۶ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۹، جنوری ۲۰۱۷ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۱۰، فروری ۲۰۱۷ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۱۱، مارچ ۲۰۱۷ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۱۲، اپریل ۲۰۱۷ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۱، مئی ۲۰۱۷ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۲، جون ۲۰۱۷ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۳، جولائی ۲۰۱۷ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۴، اگست ۲۰۱۷ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۵، ستمبر ۲۰۱۷ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۶، اکتوبر ۲۰۱۷ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۷، نومبر ۲۰۱۷ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۸، دسمبر ۲۰۱۷ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۹، جنوری ۲۰۱۸ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ: ۱۰، فروری ۲۰۱۸ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۱، مارچ۲۰۱۸ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۲، اپریل۲۰۱۸ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱، مئی۲۰۱۸ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۲، جون۲۰۱۸ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۳، جولائی۲۰۱۸ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۴، اگست۲۰۱۸ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۵، ستمبر۲۰۱۸ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۶، اکتوبر۲۰۱۸ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۷، نومبر۲۰۱۸ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۸، دسمبر۲۰۱۸ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۹، جنوری۲۰۱۹ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۰، فروری۲۰۱۹ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۱، مارچ۲۰۱۹ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۲، اپریل۲۰۱۹ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱، مئی۲۰۱۹ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۲، جون۲۰۱۹ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۳، جولائی۲۰۱۹ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۴، اگست۲۰۱۹ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۵، ستمبر۲۰۱۹ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۶، اکتوبر۲۰۱۹

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۷، نومبر۲۰۱۹ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۸، دسمبر۲۰۱۹ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۹، جنوری۲۰۲۰ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۰، فروری۲۰۲۰ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۱، مارچ۲۰۲۰ء

تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱۲، اپریل ۲۰۲۰ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۱، اگست ۲۰۲۰ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۲، ستمبر ۲۰۲۰ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۳، اکتوبر ۲۰۲۰ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۴، نومبر ۲۰۲۰ء
تعلیم وتربیت (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ:۵، دسمبر ۲۰۲۰ء

ثانوی مآخذ:

احمد بن حنبل، جلد نمبر ۵
اطہر پرویز، ادب کیسے کہتے ہیں، ترقی اردو بورڈ، نئی دہلی، ۱۹۷۶ء
افضل حسین، فن تعلیم وتربیت، مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند، دہلی، ۱۹۷۲ء
ام کلثوم، ڈاکٹر، بچے کی تربیت (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۶ء
امجد علی قادری، اسلامی اخلاق وآداب، ضیاء الدین پبلیکشنز، کراچی، ۱۹۸۷ء
ثاقبہ رحم الدین، ثاقبہ کی کہانیاں (ایک تعارف اور تبصرہ)، پرنٹنگ ایونیو ہاؤس، راولپنڈی، ۲۰۰۹ء
جامع الترمذی، جلد نمبر ۳
خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، زاہد بشیر پرنٹرز، ۲۰۰۵ء
خالد یار خان، تاریخ تعلیم، اردو اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۷ء
خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، کلر پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۹۸۹ء
رشید الوحیدی (مترجم)، اسلام کی اخلاقی تعلیمات، جمال پرنٹنگ پریس، دلی، ۱۹۷۳ء
رشید امجد، مرزا ادیب شخصیت اور فن، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۱ء
روشن آرا راؤ، ڈاکٹر، مجلاتی صحافت کے ادارتی مسائل، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، س ن
رئیس احمد جعفری (مترجم)، فلسفہ تعلیم وتربیت، صفا شریعت کالج، یوپی، ۲۰۰۴ء
زیب النساء بیگم، اقبال اور بچوں کا ادب، ترقی اردو بیور، نئی دہلی، ۲۰۰۰ء
سیدہ مشہدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، رانچی آرٹ پرنٹرس، رانچی، ۱۹۹۰ء
عرفان شہزاد، ڈاکٹر، اپنی شخصیت کی تلاش میں گم ہمارے بچے، ادارہ فکر جدید، لاہور، ۲۰۲۳ء

الصحیح بخاری، جلد نمبر ۱

الصحیح بخاری، جلد نمبر ۵

الصحیح مسلم، جلد نمبر ۳

القرآن

کنز الاعمال، جلد نمبر ۸

محمد اسحاق، تعلیم ایک تحریک۔ ایک چیلنج، کل ہند تعلیمی تحریک، نئی دہلی، ۱۹۹۹ء

محمد اکرام خان، مفکرین تعلیم، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، ۲۰۱۱ء

محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلام میں انسانی حقوق، منہاج القرآن پبلیکشنز، لاہور، ۲۰۰۹ء

محمد عبد المعبود، مولانا، تربیت اولاد کا اسلامی انسائیکلوپیڈیا، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۲۰۰۶ء

محمد منظور نعمانی، مولانا، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء

محمود الرحمن، اردو میں بچوں کا ادب، نیشنل پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ، کراچی۔ ڈھاکہ، ۱۹۷۰ء

محوی صدیقی، مالک باغ، معیار ادب، بھوپال، ۱۹۷۹ء

ویب گاہیں: (Websites)

www.wikipedia.org

www.bbc.com

jang.com.pk

www.humsub.com.pk

www.rekhtadictionary.com

urdu.blogspot.com